

عزت حسین

آخری شکار



مقدد شامین



محترم قارئین
السلام علیکم

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نیا کارنامہ "آخری شکار" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس بار پاکیشیا کے دشمنوں کی کارکردگی کا گراف اتنی تیزی سے بلند ہوا کہ عمران بیک وقت گھبراہٹ، یوگلاہٹ اور سنسناہٹ کا شکار ہو کر رہ گیا۔ مجرموں نے پاکیشیا کی سلامتی اور دفاع سے متعلق خفیہ راز جاننے کے لئے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا جس کا عمران کی ریڈی میڈ کھوپڑی کو بھی ادراک نہ ہو سکا اور پھر وہ خود بھی مجرموں کی خوفناک پلاننگ کا شکار ہو گیا۔ مجبوراً بلیک زیرو کو اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑا اور اس نے ثابت کر دیا کہ عمران کی غیر موجودگی میں وہ بطور ایکسٹو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کمان سنبھال سکتا ہے اور مجرموں کے خلاف کامیاب پلاننگ کر سکتا ہے۔

ملک و قوم کے دفاع، ترقی اور خوشحالی کے لئے پاکیشیا کے نئے صدر مملکت نے دوست ممالک سے تعلقات بڑھانے کے سلسلے میں ان ممالک کے چند ماہ کے اندر اتنے دورے کئے اور ان ملکوں سے ہر قسم

کے اہم اور وفاقی معاہدے کئے کہ پاکیشیا کے دشمنوں میں کھلی سچ مچی خاص طور پر صدر مملکت کا ہر تین ماہ بعد اپنے پڑوسی اور ہمدرد ملک شوکران کا دورہ پاکیشیا کے رواجی اور خطرناک دشمن ممالک کا فرستان اور اسرائیل کی لگاؤں میں کھلنے لگا اور پاکیشیا کے شوکران کے ساتھ ہونے والی معاشی، صنعتی، سائنسی، بیرونی اور وفاقی معاہدوں کو دونوں ملک اپنی سلامتی و جہا کے لئے خطرہ سمجھتے گئے۔ چنانچہ ان معاہدوں کی تفصیلات جاننے کے لئے دونوں دشمنوں نے ایکریسیا سے مدد مانگی اور ایکریسیا کو یہ بھی یقین دلایا کہ شوکران اور پاکیشیا کے درمیان خفیہ معاہدے ہوئے ہیں اور ان معاہدوں سے ایکریسیا کے ان مفادات کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے جو وہ پاکیشیا سے حاصل کر رہا ہے۔ ایکریسیا تو پہلے ہی پاکیشیا اور شوکران کی دوستی کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ اسرائیل اور کافرستان کے ورگڈانے پر اس نے جو قدم اٹھایا، اس کی تفصیلات جاننے کے آپ ناول کا مطالعہ شروع کر دیں کیونکہ یہ دو صفحات غرض لفظ کے لئے مخصوص ہیں، کہانی بیان کرنے کے لئے نہیں۔ البتہ مجھے یقین ہے کہ ناول آپ کو ضرور پسند آئے گا اور میں اس ناول کے بارے میں آپ کی آراء اور تنقیدی مخطوط کا منتظر ہوں گا۔ اب اجازت دیجئے۔

والسلام

صغدر شاہین

عمران نے ناشتا کرنے کے بعد سلیمان کو طلب کیا اور وہ ناشتے کے برتن اٹھا کر لے گیا تو عمران نے اخبار اٹھایا اور حسب عادت پہلے قہام ہیڈ لائنز دیکھیں لیکن اخبار میں کوئی خاص خبر نہ پا کر اس نے اخبار رکھا اور جیب سے جو گم نکالا اسی تھا کہ ڈور بیل بج اٹھی۔

”دھت تیرے کی۔ صبح صبح نہ جانے کون مٹھوں صورت ٹپک پڑا ہے۔“ عمران نے برا سامت ہاتھ ہوئے بلند آواز میں کہا۔

”کیا ہوا صاحب۔“ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”چائیں۔ ذرا دیکھو۔ کون صبح صبح میری شکل کا دیدار کرنے آ گیا ہے۔“ عمران نے جواب کیا۔

”آپ کا دیدار کرنے آیا ہے، میرا نہیں۔ اس لئے آپ خود ہی جا کر دیکھیں۔“ سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”ہو سکتا ہے وہ جہاں ہی دیدار کرنے آیا ہو۔ میرا تو اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔“ عمران نے تیزی سے کہا۔

”میں جلدی میں ہوں صاحب۔ کیوں واش روم کے باہر ہی میرے

کپڑے خراب کرنا چاہتے ہیں آپ..... سلیمان نے باہر سے بیچ کر کہا تو عمران نے برا سا منہ بنالیا۔ اسی لمحے کال نکل دو بارہ بج گئی تو عمران صوفے سے اٹھا اور کمرے سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا تو بے اختیار چونک پڑا۔ باہر جولیاء، صفدر اور خاور کھڑے تھے۔

”لا حول ولا قوۃ“..... عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا تو صفدر اور خاور کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی لیکن جولیاء کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے اور وہ عمران کو گھورنے لگی۔

”السلام علیکم عمران صاحب“..... صفدر اور خاور نے یک وقت کہا۔
 ”وعلیکم السلام۔ آہ۔ جولیاء بھی آئی ہے۔ گویا دیرانے میں بہار آئی ہے“..... عمران نے جولیاء کی طرف دیکھ کر چپکے ہوئے کہا۔
 ”کیا مطلب ہے تمہارا“..... جولیاء نے تیزی سے کہا۔

”میرا مطلب ہے اس غریب خانے کے نصیب پاک اٹھے ہیں۔“
 فلک سے چاند اتر آیا ہے میرے خاند خراب میں۔ میں خوشی سے مر رہ جاؤں کتنا۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔ ہو چل نظر آ رہا ہے“..... عمران نے کہا تو صفدر اور خاور قہقہے پڑے۔

”یکو مت۔ ہو راستے سے“..... جولیاء نے اپنی بے ساختہ ہنسی ضبط کرتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران کو ہاتھ سے پیچھے دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوئی تو صفدر اور خاور بھی اندر آ گئے۔

”اگرے۔ اگرے۔ یہ بھی کوئی شرافت، دیانت اور صداقت ہے۔ نہ

چان نہ بچان اور بن گئے مہمان۔ اجازت کے بغیر کسی شریف آدمی کے گھر گھسنا سنگین جرم ہے“..... عمران نے بولکھا ہٹ بھرے انداز میں چیخے ہوئے کہا لیکن جولیاء، صفدر اور خاور کوئی جواب دیئے بغیر آگے بڑھ گئے۔ وہ سنگ روم میں آ کر اطمینان سے صوفوں پر بیٹھ گئے۔ عمران بھی غصے سے تھکے پھلپلا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

”صاحب۔ کس سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ کون آیا ہے“..... واٹش روم سے سلیمان کی جھنجھی ہوئی آواز آئی۔

”ایک شیطان دو حینہ نہیں۔ دو شیطان اور ایک حینہ۔ دیکھو“..... عمران نے جواباً چیخ کر کہا۔

”لا حول ولا قوۃ“ میں ایسی کمزوریوں دیکھوں گا۔ میں ہمیشہ صاف سحری اور سوشل فمیں دیکھتا ہوں۔ اس لئے آپ ہی ایک حینہ دو شیطان دیکھیں۔ میں آج معصوم تھو دیکھنے جاؤں گا تمہیں بیچے۔“
 جواب میں سلیمان کی آواز سنائی دی تو صفدر اور خاور۔ بے ساختہ مسکرانے لگے۔

”کیا۔ واٹش روم میں بھی“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

”تو آپ نے ہمیں شیطان بنا دیا ہے“..... صفدر نے ہنستے ہوئے عمران سے کہا۔

”جے بنائے کو کیا بنانا اور کچر میری کیا مجال ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صاحب۔ شیطان تو ہالی وڈ والے بناتے ہیں۔ ایک حینہ دو شیطان بھی ہالی وڈ میں ہی بنی ہے۔ گزشتہ سال انہوں نے شیطان پجاری بنائی تھی اور اس سال شیطان کی خالد بنا رہے ہیں“۔ واٹس روم سے سلیمان نے اپنی مطلوبات بیان کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم تو یہاں وقت گزارنے آتے ہیں“۔ خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ یعنی تم نے میرے گھر کو چڑیا گھر اور تفریح گاہ سمجھ رکھا ہے یا لی اسٹیشن“۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بل اسٹیشن میں میرا کون تھا صاحب“۔ دختا سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”تمہارا باپ۔ تم آتے ہو یا بھیجوں ہدایت کار مصدور کو“۔ عمران نے دھماکی ہوئی آواز میں کہا۔

”نہیں صاحب نہیں۔ یہ جیک مصدور صاحب کے لئے مناسب نہیں ہے۔ انہیں بھیجنا ہی ہے تو وہاں بھیجیں جہاں برف گرتی ہے یا جہاں بجتی ہے شہنائی“۔ سلیمان کی بونکلاہٹ آمیز آواز سنائی دی تو مصدور اور خالد مسکرائے گئے۔

”اُب بکواس بند کرو اور ہمارے لئے چائے منگواؤ“۔ جولیا نے عمران کو پیادہ گھر سے گھورتے ہوئے کہا۔

”سوری جولیا۔ میں تو خود گزشتہ دوپہر سے بھوکا ہوں۔ رات پانی پی کر گزاری ہے اور ابھی تک ناشتا بھی نہیں کیا۔ تمہارے آنے سے پہلے

میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے فلیٹ جا کر ناشتا کروں یا تمہیں فون پر یہاں ناشتا لانے کو کہوں“۔ عمران نے ہنسی سی صورت بنا کر کہا۔

”آپ ہمیں ٹرخانے کی کوشش کر رہے ہیں عمران صاحب۔“ مصدور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے۔ یہ صلاحیت صرف جولیا میں ہے جو مجھے نئی مرتبہ ٹرخا چکی ہے“۔ عمران نے تیزی سے کہا۔

”اس کا مطلب ہے تم ہمیں چائے نہیں پلاؤ گے“۔ جولیا نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں جولیا۔ تمہیں تو میں اپنا خون دل، خون مگر اور خون گردہ بھی پلاسٹا ہوں۔ لیکن تم ان دلوں کو کیوں لائی ہو۔ مجھ میں تو پہلے ہی خون کی کمی ہے“۔ عمران نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”گنا ہے آپ ہم دلوں کی آہ پر خوش نہیں ہیں“۔ مصدور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے مجھے خوشی نہیں ہوگی تو اور کسے ہوگی یاد مگر میں چاہتا ہوں کہ خوشی کا اظہار جولیا کے فلیٹ پر بیچ کے دوران کروں۔ لہذا تم دونوں میرے ساتھ چلنا جولیا کے فلیٹ پر“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہرگز نہیں۔ میرے فلیٹ پر قدم مت رکھنا۔ میں نے وہاں تمہارے لئے ہوٹل نہیں کھول رکھا“۔ جولیا نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”ہوٹل نہیں ہے تو میں کون سا وہاں قیام کرنے جا رہا ہوں۔ رستورنٹ سمجھ کر صرف بیچ کروں گا اور واپس آ جاؤں گا۔ اس میں

اعتراض دلی تو کوئی بات نہیں ہے نا۔۔۔ عمران نے اعتقاد انداز میں کہا۔

”تم نے وہاں آنے کی کوشش کی تو سینڈلوں سے تمہارا سر گھبرا کر دوں گئی۔۔۔ جولیا نے اسے گھورتے ہوئے دھمکی دی۔

”سن لو بھائی ثارو۔ بیگم ہو تو ایسی جو اسے پہنچنے کے بغیر ہی مچھا کر دے۔۔۔ عمران نے خاوری کی طرف دیکھ کر دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

بکومت۔ تم انتہائی گھٹیا اور بدتمیز آدمی ہو۔۔۔ جولیا نے صوفے سے اٹھتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہا۔

”ارے۔۔۔ ارے۔۔۔ کچھ دیر تو رک جاؤ میری چائے کے بہانے۔۔۔ عمران نے بولکھلا کر کہا تو جولیا بیٹھ گئی۔

”او ہائی وڈ کے کھڑے۔ کیا وائش دم میں ہی دم توڑ دے۔ جلدی سے باہر آؤ۔ میری عزت کا جلوس نکلنے والا ہے۔۔۔ عمران نے دروازے کی طرف منہ کر کے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اسی لمحے سلیمان اندر آ گیا۔

”لگ۔ کیا ہوا صاحب۔ کس کا جلوس نکل رہا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ آج کل جیسے جلوس میں درشت گردی اور دھماکے ہوتے ہیں۔ اس لئے قانون کے مطابق۔۔۔ سلیمان نے بولکھائی ہوئی آواز میں کہا۔

”قانون کے بچے۔ اگر تم نے زیادہ بکواس کی تو سوپر فیض سے کہہ کر اندر کرادوں گا۔۔۔ عمران نے دھمکتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بہتر صاحب۔ دھمکی نہ دیں۔ حکم فرمائیں۔۔۔ سلیمان نے

خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”مث اب۔ جاؤ ایک منٹ میں چائے بنا کر لے آؤ۔ دیکھتے نہیں گھر آیا ہے اک مہمان حسین، چائے نہ ملنے پر چلا نہ جائے کہیں۔۔۔

عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو جولیا عمران کی بات کا مطلب سمجھ کر اسے گھورتے گئی۔

”اچھا صاحب۔ ابھی لایا۔ آپ مہمانوں کو پکڑے رہیں۔ میں رہی لانا ہوں۔ میرا مطلب ہے چائے لانا ہوں۔۔۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے اعتقاد لہجے میں کہا اور پلٹ کر حیڑی سے باہر نکل گیا۔ اس کی

بات پر صفدر اور خاور بے ساختہ ہنسنے لگے۔

”سناؤ پیارے مہمانو۔ چائے کے ساتھ کیا چلے گا۔۔۔ سلیمان کے جانے کے بعد عمران نے صفدر، خاور اور جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے اعتقاد لہجے میں پوچھا۔

”تمہارا سر۔۔۔ جولیا نے بسنا کر کہا تو عمران نے بولکھلا کر دلوں ہاتھوں میں اپنا سر قدام لیا۔

”یار۔ ذرا تم بھی پکڑو۔ کہیں میرا سر پلٹنے نہ گئے۔۔۔ عمران نے گھبراہٹی ہوئی آواز میں صفدر سے کہا۔

”فکرمات کریں۔ آپ کا دماغ چل گیا ہے۔ سر مجی چل پڑا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اب تو سنجیدہ ہو جائیں۔۔۔ خاور نے ہنسنے ہوئے

کہا۔

”کیوں۔ کیا اب میری شادی ہونے والی ہے۔“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا تو صفدر بھی ہنسنے لگا۔

”شادی آپ کے مقدر میں نہیں۔ خواہ خواہ اس مت رکھا کریں۔“ صفدر نے تیزی سے کہا۔

”اچھا۔ پھر میں تنہید ہو جاتا ہوں۔ اب کہو کیسے جولیا کو پکڑ کر لائے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ اپنی مرضی سے آئی ہیں۔ صفدر اور میں مس جولیا کے قلیٹ گئے تھے۔ چند منٹ وہاں گزارے پھر آپ کی طرف آنے کا پروگرام بن گیا۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے تو ہم واپس چلے جاتے ہیں۔“ خاور نے جواب میں کہا۔

”نہیں بیارے۔ آئے ہوا بھی، بیٹھو تو سہی، چائے کو تو آنے دو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی کھنٹی بج اُٹھی۔

”ارے ویکین سلیمان۔ پھر کون آنے کا ہے۔“ عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

”فون کی کھنٹی بجی ہے الحق۔“ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ واقعی۔ شکریہ شکر یہ۔“ عمران نے بولکھلا کر کہا اور میز پر رکھے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔ خاور اور صفدر بے ساختہ مسکرنے لگے تھے۔

”ہیلو۔ علی عمران بعد وائر فکسر بول رہا ہوں۔“ عمران نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

سلطان بول رہا ہوں عمران جیسے۔۔۔ دوسری جانب سے سر سلطان

کی آواز سنائی دی تو عمران نے لاؤڈ کاٹن پریس کر دیا۔

”السلام علیکم جناب۔ آپ کا بولنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ آپ تو طویل عرصہ سے بول رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بیٹے۔ مذاق کا وقت نہیں ہے یہ۔“ سر سلطان کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

”بہتر۔ آپ کے خیال میں مذاق کا جو وقت ہے وہ بتا دیجئے۔“ عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

”سنو عمران بیٹے۔ سیکرٹری دفاع رشید قریشی تم ہو گئے ہیں۔“ سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر خاور اور جولیا بے اختیار چونک پڑے۔

”کوئی بات نہیں جناب۔ گزشتہ برس سلیمان کی بکری گم ہو گئی تھی اور چھ ماہ بعد دو بچوں کے ساتھ واپس آ گئی تھی۔“ عمران نے لا پرواہی کے انداز میں کہا تو جولیا عمران کو غصے سے گھورنے لگی کہ عمران کے نزدیک ایک اہم آفیسر اور بکری میں کوئی فرق نہ تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم سنجیدہ نہیں ہوتا چاہے تو میں فون بند کر رہا ہوں۔“ سر سلطان کی ناگوار سی آواز سنائی دی۔

”ٹھہریے جناب۔ یہ تو فرما دیں کہ ڈیفنس سیکرٹری خود گم ہوئے ہیں یا کسی نے انہیں گم کر دیا ہے۔“ عمران نے تیزی سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”وہ گھر سے اپنے آفس کے لئے نکلے تھے۔ ان کے ہمراہ ڈرائیور کے علاوہ ایک گارڈ بھی تھا۔ لیکن وہ دس بیچے تک اپنے آفس نہ پہنچے تو ان کے اسسٹنٹ نے ان کے گھر فون کیا تو وہاں سے پتا چلا کہ رشید قریشی نو بیچے اپنے بچکے سے روانہ ہو گئے تھے اور انہیں سیدھا اپنے آفس ہی جانا تھا۔ چنانچہ رشید قریشی سے موہاں فون پر رابطہ کی کوشش کی گئی تو ان کا موہاں فون بند تھا۔ ڈرائیور اور گارڈ سے بھی رابطہ قائم نہ ہونے پر ان کی تلاش شروع کی گئی لیکن گھر سے آفس تک کے راستے میں ان کی گاڑی بھی کہیں نہیں ملی۔ اب پولیس انہیں ہمدے شہر میں تلاش کر رہی ہے۔“ مرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران سنجیدہ دکھائی دینے لگا۔ عمران کے ساتھی بھی اتنے اہم انسر کی کشمکش پر پریشان ہو گئے تھے۔

”ٹھیک ہے سر۔ اس سلسلے میں میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ آپ فکر مت کریں۔ رشید قریشی کے گھر والوں کو بھی تسلی دیجیے۔ اللہ نے چاہا تو جلد ہی ان کا سراغ مل جائے گا۔“ عمران نے جواباً کہا۔

”ان کی بیگم بہت پریشان ہے۔ اسے فشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔“ مرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”بیگم قریشی کو خوشخبری سنا دیں کہ رشید قریشی ابھی زندہ ہیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی؟ کیا جہیں پتا ہے ان کا۔“ دوسری طرف سے مرسلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پتا تو نہیں ہے۔ البتہ یقین ہے کیونکہ وہ گم نہیں ہوئے بلکہ انہیں اغوا کر لیا گیا ہے اور وہ زندہ ہیں۔ اگر انہیں قتل کرنا مقصود ہوتا تو اغوا کرنے والے انہیں ہلاک کر دیجے، اغوا کی رحمت نہ کرتے۔ باقی تفصیل میں شام کے وقت بتاؤں گا۔ کیونکہ اس وقت میں ایک سوکس مہمان کی خاطر تواضع کرنے میں مصروف ہوں۔ اللہ حافظ۔“ عمران نے آخر میں کہا تو جولیا اسے غصیلی لٹکا ہوں سے گھورنے لگی۔ کیونکہ عمران نے اسی کا ذکر کیا تھا جن عمران نے اس کی طرف دیکھے بغیر ریسور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان چائے لے آیا۔ اس نے برتن میز پر رکھائے اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔

”ڈیفنس سیکرٹری کو کون اغوا کر سکتا ہے۔“ خاور نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے پتا ہوتا تو میں مرسلطان کو بتا دیتا۔ بہر حال اب رشید قریشی کو تلاش کرنا پڑے گا۔“ عمران نے جواب میں کہا۔

”کیا تم تلاش کرو گے۔“ جولیا نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں تو آج تک سلیمان کا رشید تلاش نہیں کر سکا۔ اتنے اہم شخص کو کہاں سے تلاش کروں گا۔“ عمران نے لٹھی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بکو مت۔ تم اتنے اہم معاملے میں بھی حقائق سے باز نہیں آ رہے۔“ جولیا نے عمران کو فیس سے ڈالتے ہوئے کہا۔

”تو کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ گدھا تو بوٹا ہی احمق ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھورنے لگی۔ صفر اور خاور چائے پی چکے تھے۔ وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ہم جا رہے ہیں۔ چائے پلانے کا شکریہ۔“ صفر نے خشک لہجے میں عمران سے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم لوگوں کی تعریف آدھی کا شکر یہ۔ مگر آتے جاتے رہنے گا۔ یہ گھر تمہارا ہے تم ہو مہمان اس کے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے مزاحیہ لہجے میں کہا تو وہ تینوں مزید کوئی بات کہنے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گئے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا۔ اس نے دانستہ سر دھری کا رویہ اختیار کیا تھا تاکہ وہ لوگ جلدی سے رخصت ہو جائیں اور وہ بلیک زیرو کو رشید قریشی کے سلسلے میں ہدایات دے سکے۔ چنانچہ بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور وائس منزل کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ رشید قریشی اپنے منصب کے لحاظ سے ملک کی اچھائی اہم شخصیت ہیں اور ان کا اخلاقی سلاحتی کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“ صفر نے سنجیدگی سے کہا۔

”تو اس میں میرا کیا قصور ہے یا۔ اگر تم لوگوں کو ڈیٹس سیکرٹری کی اتنی ہی فکر ہے تو جاؤ انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ میں تو فری لانس ہوں اور محاذ پر لڑنے بغیر کسی کیس میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفر، جولیا اور خاور حیرت و حلاوت بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ لیکن عمران کے چہرے پر حماقت کی بجائے سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔

”بہتر۔ جیسے آپ کی مرضی۔ کیا چیف کو اس واقعہ کا علم ہو چکا ہے۔“ صفر نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں پتا ہو گا۔ وہ تمہارا چیف ہے میرا نہیں۔ وہ تو مجھے کرائے کا گدھا سمجھتا ہے۔“ عمران نے منہ ہٹاتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی گدھے ہو۔ چلو صفر۔“ جولیا نے اٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے تو آج تک ہے چارہ صفر کنوارا ہے۔“ عمران نے تائیدی انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں تم سے کہہ رہی ہوں احمق۔“ جولیا نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

19 ہے۔ پاکیشیا کے جرائم پیشہ گروہ قتل جیسی سنگین واردات تو کر سکتے ہیں لیکن اتنی اہم شخصیت کو اغوا کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

”تمہارے خیال میں رشید قریشی کو اغوا کرنے والوں کا تعلق کس ملک سے ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

”ظاہر ہے اس وقت پاکیشیا کے سب سے بڑے دشمن کا فرستان اور اسرائیل ہیں تو انہی پر شک کیا جا سکتا ہے۔ آپ کا کیا اندازہ ہے۔“

بلیک زیرو نے کہا۔

”کا فرستان اور اسرائیل کے علاوہ کوئی ایسا ملک بھی تو ہو سکتا ہے جو ہمارے دفاعی راز جاننا چاہتا ہو۔ مثلاً روسیہ، گریٹ لینڈ اور انگریسیا۔“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں جناب۔ ان تینوں میں سب سے زیادہ شبہ کے لائق انگریسیا ہے۔ وہی ایک ایسا ملک ہے جو اپنے دشمن ممالک کے ساتھ ساتھ حلیف ملکوں کی بھی دفاعی اور ایسی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے کے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک بنگالیہ کے بارے میں اسے ہمیشہ شبہ رہتا ہے کہ بنگالیہ کے ایسی پروگرام میں پاکیشیا بنگالیہ کی خفیہ معاونت کر رہا ہے اور اسے جوہری مواد بھی فراہم کر رہا ہے مگر انگریسیا کھل کر پاکیشیا پر الزام لگانے سے گریز کرتا ہے کیونکہ دہشت گردی کے خاتمے میں پاکیشیا نہ صرف انگریسیا کا حلیف ہے بلکہ انگریسیا اپنے مقاصد کے لئے پاکیشیائی سر زمین اور وسائل بھی استعمال کر رہا

نیکرٹری دفاع رشید قریشی کا اغوا معمولی بات نہیں تھی۔ وہ ملک کے ایک اہم ترین اور ملکی سلامتی کے اہم شعبے سے وابستہ تھے اور ان کی ذمہ داریاں وزیر دفاع سے کئی گنا زیادہ تھیں۔ گزشتہ چند برس سے وہ اس عہدہ پر خدمات انجام دے رہے تھے اور پاکیشیا کے حلیف ممالک سے ہونے والے دفاعی نویت کے معاہدوں کے امین و راز دار تھے۔ چنانچہ ان کی گمشدگی یا اغوا پر عمران حقیقتاً پریشان ہو گیا تھا۔ اس کے خیال میں رشید قریشی کو کسی دشمن نے دفاعی راز حاصل کرنے کے لئے اغوا کیا تھا اور یہ دشمن پاکیشیا کے مخالف ممالک سے کوئی بھی ملک ہو سکتا تھا۔ سر سلطان نے فون پر عمران کو اس واقعہ کی اطلاع دی تھی تو ان کا مقصد یہی تھا کہ نیکرٹ سرس اس کیس کو پینڈل کرے اور رشید قریشی کا سراغ لگا کر اس کی بازیابی کی کوشش کرے۔ چنانچہ عمران نے بلیک زیرو سے فون پر رابطہ قائم کر کے اسے ڈیفنس نیکرٹری کے اغوا کے بارے میں بتایا تو بلیک زیرو نے بھی اس واقعہ پر توجہ کا اظہار کیا۔

”عمران صاحب۔ یقیناً رشید قریشی کے اغوا میں غیر ملکی عناصر کا ہاتھ

ہے۔" بلیک زیرو نے مسلسل یلاتے ہوئے کہا۔

"گنڈہ میرا بھی یہی اندازہ ہے لیکن جتنی نہیں۔ چنانچہ پہلے ہمیں رشید قریشی کو تلاش کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے اس دوران ہمیں معلوم ہو جائے کہ انہو کاروں کا تعلق کس ملک سے ہے۔" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تکرم فرمائیے۔ کیا کرتا ہے؟" بلیک زیرو کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"فی الحال تم تمام ممبرز کو الٹ کر دو اور انہیں ڈیفنس سیکرٹری اور اس کی گاڑی کا سراغ لگانے کا حکم دو۔ پولیس بھی اس سلسلے میں مصروف ہے۔ ہو سکتا ہے رشید قریشی کے ڈرائیور اور گاڑی کو مجرم اپنے لئے بے کار سمجھ کر آزاد کر دیں یا قتل کر کے لاشیں کہیں پھینک دیں اور پولیس ان کی لاشیں دریافت کر لے۔" عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ میں ابھی ممبرز کو کال کرتا ہوں۔ اور کوئی حکم۔" بلیک زیرو نے دوسری طرف سے پوچھا۔

"غیر ملکیوں پر بھی نظر رکھی جائے۔ میں تجویزی دیر میں تمہارے پاس آؤں گا۔ اوکے۔" عمران نے آخر میں کہا اور فون کا کریڈل پریس کر دیا۔ پھر فون آنے پر وہ سوپر فیاض کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

"فیلو۔ سوپر فیاض سپیکنگ۔" چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

"عمران بلبل رہا ہوں پیارے سوپر۔" عمران نے مسرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"ہاں بھئی۔ کیسے ہو۔" سوپر فیاض نے دوسری طرف سے کہا تو اس کا لہجہ خشک قسم کا تھا۔

"پہلے جیسا ہوں۔ کوشش کے باوجود وہی حالات ہیں قلعروں کے۔ تم سناؤ۔ کوئی نئی خبر؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی نئی خبر نہیں ہے۔ کیا تم اخبار نہیں پڑھتے؟" سوپر فیاض نے ہانکار لہجے میں کہا۔

"پڑھتا تو ہوں۔ لیکن اس میں تمہاری سرگرمیوں کی کوئی خبر نہیں ہوتی۔ لگتا ہے آج کل تم پورا وقت دفتر میں گزارتے ہو اور کہیں نہیں آتے جاتے۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ اپنے فرائض انجام دینا میری ڈیوٹی ہے تو میں آفس سے باہر کیسے جا سکتا ہوں۔" سوپر فیاض نے جوابا کہا۔

"جا بھی کیسے سکتے ہو۔ کوئی کیس ہو تو جاؤ۔ شاید آج کل تمہارے پاس کوئی ایسا اہم کیس نہیں ہے کہ جہیں بھاگ دوڑ کرنی پڑے۔ میرا اندازہ غلط تو نہیں ہے؟" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم درست کہہ رہے ہو۔ سناؤ کیسے فون کیا تھا؟" دوسری طرف سے سوپر فیاض نے پوچھا۔

"میں یہی معلوم کرنے کے لئے ڈیفنس سیکرٹری کی گنڈگی کا تمہاری صفحہ پر کیا اثر پڑا ہے؟" عمران نے چپستے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ جہیں کیسے پتا چلا۔ ابھی تو یہ خبر پریس میں نہیں گئی شاید۔"

سوپر فیاض کی چنگی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تمہیں بھی تو پتا نہیں ہے۔ اسی لئے تو آفس میں بیٹھے دل مگی کر رہے ہو۔ پھر یہ کیسے اتنا اہم بھی نہیں ہے کہ تم اپنی لیڈی سیکرٹری سے جدا ہونا ضروری سمجھو“..... عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے ماتحت ڈینٹس سیکرٹری کو تلاش کرنے میں مصروف ہیں۔ میں نے ساری فورس کو الٹ کر دیا ہے۔ خود بھی سیکرٹری صاحب کے ہنگلے پر گیا تھا اور ابھی دو منٹ پہلے واپس آیا ہوں صرف چائے پینے کے لئے“..... سوپر فیاض نے تیزی سے وضاحت کرتے ہوئے پریشان سی آواز میں کہا۔

”دو منٹ پہلے۔ حالانکہ چار منٹ سے تم فون پر بات کر رہے ہو۔ تم سیکرٹری صاحب کے ہنگلے سے صرف چائے پینے کے لئے واپس آ کر بیٹھ گئے۔ کیا شہر کے تمام ہوٹل اور ریسٹورانٹ بند تھے“..... عمران نے منہ ہاتھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو“..... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”بہی کہ سیکرٹری ڈینٹس ملک کی اہم ترین شخصیت ہیں اور تمہارے محکمے کو ان کی تلاش میں پوری ذمہ داری سے کام کرنا چاہیے۔ تم نے اب تک کیا معلومات حاصل کی ہیں“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”کوئی خاص بات معلوم نہیں ہو سکی۔ رشید قریشی کے ہنگلے سے ان کے آفس تک کے راستے میں کسی نے ان کی گاڑی نہیں دیکھی۔ نہ جانے

ہنگلے سے باہر آ کر دو کس طرف چلے گئے تھے۔ بہر حال پولیس سارے شہر میں ان کی گاڑی تلاش کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔ ہو سکتا ہے آئندہ چند گھنٹوں میں کوئی اہم کلیو مل جائے“..... سوپر فیاض نے اس مرتبہ نرم لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”خیر۔ جیسے ہی کوئی سراغ ملے، مجھے مطلع کرنا۔ شکر گزار رہوں گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا سیکرٹ سروس بھی اس سلسلے میں کچھ کر رہی ہے“..... سوپر فیاض نے سوال کیا۔

”نہیں۔ یہ پولیس کا کیس ہے۔ سیکرٹ سروس صرف ڈیپوری کیسوں پر کام کرتی ہے۔ اسی لئے تو مجھے تم سے معلوم کرنا پڑا ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پلیز تم اس کیس میں میری مدد کرو“..... سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

”سوری۔ آج کل میں تھیو کی مدد کرنے میں مصروف ہوں۔ ان کے لئے چند اکٹھا کرتا ہوں اور پچاس ٹیصد اپنا کمیشن رکھ کر باقی بیچیم خانے میں جمع کر دیتا ہوں۔ ٹاٹا“..... عمران نے آخر میں کہا اور فون بند کر دیا۔ اس نے ایک لمبے کے لئے کچھ سوچا پھر صوفے سے اٹھ گیا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے سلیمان کو اپنی روانگی کی اطلاع دی اور فلیٹ سے نکل آیا۔ دو منٹ بعد اس کی سرخ سپورٹس کار سیکرٹری ڈینٹس کے ہنگلے کی طرف دوڑ رہی تھی۔

دوسری جانب سے پوچھا۔

”چیف۔ میرے علاوہ سمجھ، کلائو اور سلور ہیں یہاں۔ اور“۔ ڈان نے جواباً کہا۔

”اوکے۔ تمہارے مشن کی کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔ ہنگام کی آواز آئی۔

”کامیابی۔ ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی چیف۔ ہم نے مسٹر کراؤن کی ہدایات پر عمل کیا اور مشن میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت شکار ہماری گرفت میں ہے۔ اور“۔ ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگر۔ تمہاری کارکردگی اچھی جا رہی ہے ڈان۔ اور“۔ ہنگام نے سناٹھی لہجے میں کہا تو ڈان نے خوش ہو کر تھپکس کہا۔

”کلائو۔ تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اور“۔ ہنگام کی دوبارہ آواز سنائی دی۔

”میں آج سارا دن اپنے شکار کی نگرانی کرتا رہا ہوں چیف۔ مجھے یقین ہے کہ اسے چلانے میں ہمیں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ اس کے ساتھ کوئی گاڑو نہیں ہوتا سوائے ڈرائیور کے۔ اور“۔ میز کے دائیں سرے پر بیٹھے شخص نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”آل رائٹ۔ مجھے یقین ہے کہ تم ہر صورت میں کامیاب ہونے کی کوشش کرو گے کیونکہ ناکامی کی سزا موت ہے۔ اور“۔ ہنگام نے کہا۔

ایک کشادہ کمرے میں بڑی سی میز کے گرد چار افراد بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ چاروں سفید قام تھے اور خود خال سے انگریزین کہتے تھے۔ میز پر چھوٹا سا ریڈیو غما ٹرانسمیٹر رکھا تھا جبکہ میز پر کافی کے خالی گم بھی نظر آ رہے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کافی پی چکے تھے۔ پھر اچانک ہی ٹرانسمیٹر سے سینی کی مخصوص آواز ابھرنے لگی تو بیماری جڑوں والے شخص نے اپنے ساتھیوں کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ویلو ممبرز۔ ہنگام کانٹ۔ اور“۔ سینی کی آواز بند ہو گئی اور ٹرانسمیٹر سے ایک انسانی آواز بلند ہوئی۔

”لیس چیف۔ ڈان ریسیگک یو۔ اور“۔ بیماری جڑے والے شخص نے اچھائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ڈان۔ تمہارے پاس کون کون موجود ہے۔ اور“۔ ہنگام نے

"نیس چیف۔ آپ فکر مت کریں۔ اوور"۔ کلائو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ناکامی کی سزا کا سن کر اس کا چہرہ حنیف ہو گیا تھا۔

"تم سب کے لئے ضروری ہدایت یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت ہو یا کوئی پرانہ پیش آئے تو کراؤن سے رابطہ قائم کر لیتے۔ مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہمارے پاس صرف ایک ہفتہ ہے۔ مادام اس سے زیادہ وقت دینے پر آمادہ نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی خواہش ہے کہ صرف چار دن میں مشن مکمل کر لیا جائے۔ سلوٹر۔ اوور"۔ ہنگامہ نے ہدایات دیتے ہوئے آخر میں سلوٹر کو مخاطب کیا۔

"نیس چیف۔ اوور"۔ کلائو کے قریب بیٹھے شخص نے جلدی سے مژدبانہ لہجے میں کہا جس کا نام سلوٹر تھا۔

"تمہارے مشن کا کیا رہا۔ اوور"۔ ہنگامہ کی آواز سنائی دی۔

"روزی نے گزشتہ روز اپنی ڈیوٹی جوائن کر لی تھی چیف۔ آج سہ پہر اس نے رپورٹ دی تھی کہ ڈیفنس سیکورٹی کے اغوا پر علی عمران بہت غصے میں ہے اور سیکورٹی کی تلاش میں پولیس کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہے۔ اوور"۔ سلوٹر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"روزی کو کسی نے پہچانا یا اس پر شبہ تو نہیں کیا۔ اوور"۔ ہنگامہ نے پوچھا۔

"نوسر۔ اس کا میک اپ بے حد شاندار اور کسی شبہ سے بالاتر ہے۔ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ مسٹر کراؤن میک اپ کے فن میں کتنی مہارت رکھتے ہیں۔ ہمارے ساتھی بھی روزی کو دیکھ کر نہیں پہچان سکتے۔

"اوور"۔ سلوٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سلوٹر۔ لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ ہمارا مشن نہایت خطرناک ہے۔ اوور"۔ ہنگامہ نے دوسری جانب سے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں چیف۔ اوور"۔ سلوٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"سمجھ۔ تم اپنی ڈیوٹی سنبا لیں۔ اپنے مارگٹ پر کڑی نگاہ رکھو اور اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کے دوران جب بھی کوئی اہم بات معلوم ہو تو فوراً کراؤن کو مطلع کرو۔ اوور"۔ ہنگامہ نے ایک اور ممبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔ اوور"۔ ڈان کے دائیں جانب بیٹھے شخص نے مژدبانہ لہجے میں کہا۔ یقیناً ہی کا نام سمجھ تھا۔

"یہ بات تم سب ذہن نشین کر لو کہ غیر ضروری اور کسی کام کے بغیر کراؤن سے ملنے کی کوشش نہ کی جائے اور اس کے ساتھ صرف فون یا ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا جائے۔ اوور"۔ ہنگامہ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"رائٹ سر۔ ہم خیال رکھیں گے۔ اوور"۔ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے جواب کیا۔

"کلائو۔ تم روزی کے قریب رہنے کی کوشش کرو۔ کسی وقت بھی روزی کو تمہاری مدد کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اوور"۔ ہنگامہ نے کلائو سے کہا۔

"رائٹ چیف۔ اور کوئی حکم۔ اوور"۔ کلائو نے مژدبانہ لہجے میں

”اس کے باوجود تم روانہ نہیں ہوئے اور ابھی تک وہیں ہو۔“
 کراؤن نامی شخص نے سرزنش کے اعزاز میں کہا۔
 ”سوری۔ میں جا رہا تھا کہ گاڑی کے نیچے اطلاع دی کہ آپ کا فون آیا ہے۔“ سمجھ نے جوابا کہا۔

”تم فوراً روانہ ہو جاؤ۔ تمہارا ٹارگٹ اس وقت گولڈن ہوٹل میں موجود ہے۔ لیکن بہت احتیاط سے۔ وہ انتہائی عیار اور ہوشیار آدمی ہے۔ کہیں ذرا سی کوتاہی سے مصیبت میں نہ پھنس جانا۔ اوکے۔“ دوسری طرف سے کراؤن نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو سمجھ نے مہرا سانس لیتے ہوئے رستور کڑیل پر رکھ دیا۔ پھر وہ کمرے سے نکلا اور راہداری میں آکر برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ برآمدے میں وہی مسلح شخص کھل رہا تھا جس نے اسے کراؤن کی کال کے بارے میں مطلع کیا تھا۔

”میں جا رہا ہوں۔ گیٹ آؤ۔“ سمجھ نے اس کے قریب پہنچ کر کہا تو مسلح گاڑی تیزی سے کپڑوں کی طرف بڑھ گیا۔ سمجھ بھی برآمدے سے باہر آیا جہاں آگے پیچھے غنم گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ سب سے پیچھے کھڑی کار کے پاس آیا اور دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں گاڑی گیٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ سمجھ نے انجن سٹارٹ کر کے کار کو ریورس گیز میں گیٹ کی طرف بڑھایا تو گاڑی نے گیٹ کھول دیا۔ سمجھ نے گیٹ سے باہر سڑک پر آکر کار کا رخ بائیں جانب کیا اور رفتار میں اضافہ کرنے لگا۔ مین روڈ پر پہنچ کر اس نے کار دائیں جانب موڑ

کہا۔

”ہس۔ جب بھی مجھے ضرورت پڑی میں خود تمہیں کال کیا کروں گا۔“ مسج کر دیا کروں گا۔ اور اینڈ آ۔“ ہنگام کے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سمجھ نے ہاتھ بڑھا کر ٹریسمیٹر اٹھایا اور آف کر کے میز کی دواز میں رکھ دیا۔ پھر وہ دوبارہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک مسلح شخص اندر آ گیا۔ اس کے کندھے سے مشین گن پھول رہی تھی۔
 ”کیا بات ہے۔“ سمجھ نے مسلح شخص سے پوچھا جو ایکریمین ہی تھا۔

”آپ کی کال آئی ہے سر۔ مسٹر کراؤن آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ مسلح شخص نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سمجھ چونک پڑا۔ پھر وہ اٹھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر آکر وہ راہداری کے ایک اور کمرے کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ یہ ایک آفس تھا کمرہ تھا۔ میز پر ٹیلی فون دسکانی دسے رہا تھا جس کا رسیور فون کے قریب ہی رکھا تھا۔

”جیلو مسٹر کراؤن۔“ سمجھ بول رہا ہوں۔“ سمجھ نے میز سے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”تم نے چیف کا حکم سن لیا ہے سمجھ۔“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔

”ہس سر۔“ سمجھ نے مؤدبانہ اعزاز میں کہا۔

دی۔ چند منٹ بعد وہ ایک چوراہے سے مطلوبہ سڑک پر مڑ گیا۔ گولڈن ہوٹل اسی سڑک پر واقع تھا۔ کراؤن نے بتایا تھا کہ مطلوبہ شخص اس وقت ہوٹل میں ہے اور سمجھ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کا مطلوبہ شخص ہوٹل سے رخصت نہ ہو جائے۔ چنانچہ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑاتا رہا۔

گولڈن ہوٹل پہنچ کر اس نے ہوٹل کے گیٹ سے چند قدم پیچھے سائینڈ پر کار روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ اس نے محتاط نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور ہوٹل کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہوٹل کے گیٹ کے باہر کئی گاڑیاں پارک تھیں۔ اس نے گاڑیوں کا جائزہ لیا۔ پھر ہوٹل کے کپاؤٹ میں داخل ہوا اور پارکنگ میں کھڑی گاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا اور ہال میں بیٹھے گاؤں کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن کسی میز پر اسے اپنا مطلوبہ شخص نظر نہ آیا تو وہ بیٹھا گیا۔ وہ رکے بغیر ہال کے آخری حصے تک گیا۔ پھر باپوس ہو کر چائنا اور ہال سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے دوسری صبح بیدار ہوتے ہی سنگٹ روم کا رخ کیا اور صوفے پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔ گزشتہ روز اس نے ڈیفنس سیکرٹری کی بیگم سے ملاقات کی تھی اور خود کو سیکرٹ سروس کا ممبر ظاہر کر کے بیگم رشید قریشی کو تسلی دی تھی کہ سیکرٹ سروس اس کے شوہر کو تلاش کرنے میں مصروف ہے اور جلد ہی رشید قریشی گھر واپس پہنچ جائیں گے۔ پھر اس نے بیگم رشید سے ڈرائیور کے بارے میں پوچھ کچھ کی تھی تو بیگم رشید نے بتایا کہ اڈمیٹر عمر ڈرائیور پندرہ برس سے ان کا ذاتی ملازم تھا اور سروس کوارٹر میں رہتا تھا۔ ڈرائیور کی وفاداری کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

عمران نے احتیاطاً ڈرائیور کے کوارٹر کا جائزہ لیا تھا جہاں ڈرائیور رہتا تھا جبکہ اس کے بیوی بچے گاؤں میں رہتے تھے۔ عمران کو کوارٹر سے کوئی ایسا کلیو نہیں ملا تھا جس سے تحقیق میں مدد مل سکتی۔ وہاں سے فارغ ہو کر وہ داخل منزل گیا تھا اور شام تک بلیک زیرو کے پاس بیٹھا سیکرٹ سروس

”سہل ہے۔ پوری رات گزر گئی ہے اور کوئی خبر پیدا نہیں ہوئی۔ تم سے تو بہتر سرچی ہے جو روزانہ صبح اٹھا دیتی ہے۔ لگتا ہے اب مجھے ممبرز کی بجائے سرخیاں پالنا پڑیں گی۔“ عمران نے نامکوار سے لہجے میں کہا۔

”میں خود حیران ہوں عمران صاحب کہ ہمارے ممبرز نے ڈیفنس سیکرٹری کی تلاش میں اب تک کوئی کامیابی حاصل نہیں کی۔ شاید چند دن کی بیکاری کے سبب ممبرز دست پڑ گئے ہیں۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”انہیں کسی حکیم صاحب کے پاس بھیجو۔ اس کے پاس سستی دور کرنے کا شافی علاج ہے۔ لیکن میرے خیال میں ممبرز کا کوئی قصور نہیں۔ مجرم بے حد ہوشیار اور ذہین ہیں۔ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کو گارڈ ڈرائیور اور گاڑی سمیت اغوا کیا ہے تاکہ پولیس یا انٹیلی جنس اداروں کو ذرا سا بھی ایسا کلیو نہ مل سکے جس کے سہارے وہ مجرموں تک پہنچنے کی کوشش کر سکیں۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ کا خیال درست معلوم ہوتا ہے جناب۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”خیر۔ میں ناشتے سے فارغ ہو کر کچھ کرتا ہوں۔ اوکے۔“ عمران نے کہا اور فون بند کر کے اٹھ گیا۔ غسل سے فارغ ہو کر وہ واپس سٹنک روم میں آیا تو سلیمان میز پر ناشتا سجا رہا تھا۔ عمران نے ناشتے کے دوران اخبار کی سرخسوں پر نظر ڈالی۔ اخبار میں ڈیفنس سیکرٹری کے اغوا کی خبروں کے علاوہ کوئی خاص خبر نہ تھی۔ ناشتے سے فارغ ہو کر وہ اٹھنے ہی

کے میز پر طرف سے کسی کامیابی کی اطلاع کا انتظار کرتا رہا تھا۔ اس کے بعد عمران نے گولڈن ہوٹل کا رخ کیا اور وہاں چائے پینے کے دوران ڈیفنس سیکرٹری کے اغوا پر سوچ و بچار کرتا رہا تھا۔ ہال میں گاؤں کا رخ اور شور بڑھ جانے کے سبب وہ زیادہ دیر وہاں نہ ٹھہر سکا اور چائے ختم ہوتے ہی ہوٹل سے بھل دیا تھا۔ اپنے فلیٹ کا رخ کرنے سے پہلے وہ جویا کے فلیٹ جا پہنچا تھا مگر شاید وہ رات کا کھانا کھانے لگی ہوئی تھی کیونکہ فلیٹ کا دروازہ لاک تھا۔ چنانچہ عمران واپس اپنے فلیٹ چلا آیا تھا۔

عمران کو امید تھی کہ پولیس یا سیکرٹ سروس کے ممبرز نے ڈیفنس سیکرٹری کا کچھ نہ کچھ سراغ لگا لیا ہوگا۔ چنانچہ اس نے فون پر دانش منزل کے نمبر پر بس کئے اور میز پر رکے اخبار پر لگا دیں تھیں۔

”ہیلو۔ ایکسپلیٹک۔“ رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں پیارے سیاہ زیرو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”السلام علیکم سر۔“ اس سرچہ بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

”وعلیکم السلام۔ سناؤ کوئی باسی خیر خیر۔“ عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

”نہ باسی خیر ہے جناب اور نہ کوئی تازہ۔“ بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

لگا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے فوراً ہی ردیور اٹھا لیا۔
 ”ہیلو۔ علی عمران اہلی چندن والا بات کر رہا ہوں۔“..... عمران نے
 حسب عادت احتیاط لہجے میں کہا۔
 ”بھائی جان۔“..... دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی نسوانی آواز
 سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ آواز بلاشبہ اس کی چھوٹی بہن
 ثریا کی تھی مگر لہجے میں کرب شامل تھا۔
 ”اوہ۔ ثریا۔ خیر تو ہے۔ کیا ہوا۔“..... عمران نے تیزی سے کہا۔
 ”بھائی جان۔ ڈیڑی کا کچھ پتا نہیں چل رہا۔“..... جواب میں ثریا کی
 سسکتی ہوئی آواز آئی۔
 ”کیا مطلب۔ جلدی بتاؤ ثریا۔“..... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔
 ”چند منٹ پہلے سوپر فیاض نے فون پر ڈیڑی کے بارے میں پوچھا
 تھا کہ کیا ڈیڑی آج آفس نہیں آئیں گے۔ میں نے اسے بتایا کہ ڈیڑی
 ایک گھنٹہ پہلے اپنے آفس چلے گئے تھے تو سوپر فیاض نے کہا کہ ڈیڑی
 آفس نہیں پہنچے۔“..... ثریا نے جواب میں کہا تو عمران کے ذہن میں
 بجلیاں سی کوئٹھ نے لگیں اور میز پر رکھے اخبار کی شریفی پر اس کی نگاہیں
 جم کر رہ گئیں۔ وہ فوری سے ہی جانتا تھا کہ اس کے والد سر عبدالرحمن
 کبھی بھی اپنے آفس سے غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ مگر سے آفس
 جاتے ہوئے راستے میں نہ تو وہ کہیں رکتے تھے اور نہ کسی دوسری طرف
 جاتے تھے۔ متردہ آفس نام پر آفس میں پہنچنا ان کا ہمیشہ سے معمول رہا
 تھا اور وہ اپنے ماتحتوں سے بھی آفس نام کی پابندی کراتے تھے۔ ثریا بھی

سر عبدالرحمن کے روزمرہ کے معمولات سے بخوبی آگاہ تھی۔ اس لئے آج
 پہلی مرتبہ اپنے والد کے آفس میں نہ پہنچنے پر وہ پریشان ہو گئی تھی مگر
 عمران ڈینٹس سیکرٹری کے انوا کے سبب ثریا سے زیادہ پریشان اور مضطرب
 ہو گیا تھا۔

”فکر مت کرو ثریا۔ ممکن ہے وہ راستے میں کسی ضروری کام کے سبب
 کہیں رک گئے ہوں یا موبائل فون پر کوئی کال سن کر اپنے فشری آفس
 چلے گئے ہوں۔ بہر حال میں معلوم کرتا ہوں۔“..... عمران نے اپنے
 اضطراب پر قابو پاتے ہوئے ثریا سے کہا۔

”میرا دل گھبرا رہا ہے بھائی جان۔ آپ کو پتا ہے کہ وہ گھر میں یا
 اپنے آفس والوں کو اطلاع دینے بغیر کہیں نہیں جاتے۔“..... ثریا نے بھرائی
 ہوئی آواز میں کہا تو عمران کا دل کٹ سا گیا۔

”اللہ خیر کرے گا ثریا۔ تم اطمینان رکھو۔ سوپر فیاض کو فون کر کے
 دوبارہ معلوم کرو۔ ہو سکتا ہے ڈیڑی اب آفس پہنچ چکے ہوں۔ میں کچھ دیر
 میں تمہیں فون کروں گا۔ اللہ حافظ۔“..... عمران نے بھینچو لہجے میں ثریا کو
 تسلی دیتے ہوئے کہا اور فون بند کر دیا۔ وہ منت بعد اس کی سپورٹس کار
 سر عبدالرحمن کے پتے کی طرف دوڑ رہی تھی اور ذہن آمدنیوں کی لپیٹ
 میں آئے خشک پتے کی مانند ادھر سے ادھر بھٹک رہا تھا۔ سر عبدالرحمن کی
 گمشدگی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ خاص طور پر ان حالات میں کہ
 سیکرٹری ڈینٹس کی گمشدگی کو بھی چوبیس بجیں تک نہ ہی کر رہے تھے۔

سلام کیا اور انسپکٹر کے آجوں نے بھی انسپکٹر کی تقلید میں عمران کو سیلوٹ کر ڈالا۔

”کیا سوپر فیاض یہاں آیا تھا؟“ عمران نے سڑک کی دوسری جانب کھڑی اپنے ڈیڑی کی کار کی طرف بدستے ہوئے انسپکٹر راشد سے پوچھا تو انسپکٹر بھی اس کے ہمراہ چل دیا۔

”نہیں سر۔ وہ پانچ منٹ پہلے ہی واپس دفتر گئے ہیں۔“ انسپکٹر راشد نے موڈ پانہ لیجے میں کہا۔

عمران نے کار کے قریب آ کر اس کا اندر باہر سے جائزہ لیا۔ ڈرائیونگ سیٹ اور فرنٹ سیٹ کے پائیدان کو چپک کیا پھر عقبی نشست کا باریک بینی سے جائزہ لیا۔ سر عبدالرحمن ہمیشہ عقبی نشست پر بیٹھا کرتے تھے لیکن وہاں سے اسے کوئی غیر معمولی بات معلوم نہ ہو سکی۔ چند منٹ بعد عمران نے کار کا جائزہ مکمل کیا۔ پھر بیٹھے پر جانے کا ارادہ ترک کر کے وہ اپنی کار میں بیٹھا اور واپس چل دیا۔ سوپر فیاض سر عبدالرحمن کی گاڑی کا جائزہ لے چکا تھا اس لئے عمران نے فوری طور پر سوپر فیاض سے ملنے کا فیصلہ کیا تھا کہ وہ بسکے سوپر فیاض کو گاڑی سے کوئی اہم کالیا ملا ہو۔ انٹیلی جنس بیورو کے ہیڈ آفس پہنچ کر اس نے اپنی کار ہیڈ آفس کے باہر سی فٹ پاتھ کے ساتھ پارک کی اور ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ایک مسلح گارڈ کھڑا تھا۔ وہ عمران کو پچھتا تھا اس لئے جیسے ہی عمران گیٹ پر پہنچا اس نے عمران کو سلام کیا اور گیٹ کھول دیا۔ عمران کپاؤڈ میں داخل ہوا اور برآمدے میں آ کر سوپر فیاض کے

عمران نے ایک ہاتھ جیب میں ڈال کر اپنا موبائل فون نکالا اور اس پر سوپر فیاض کے موبائل نمبر پر کال کرنے لگا۔

”ہیلو۔ سوپر فیاض پکینک“..... چند لمحوں بعد سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں سوپر۔ ڈیڑی کا کچھ پتا چلا ہے۔ کیا وہ آفس پہنچ گئے ہیں؟“ عمران نے سنجیدہ لہجہ میں پوچھا۔

”نہیں عمران۔!۔۔۔ ان کی گاڑی بیٹھے سے تھوڑے فاصلے پر مل گئی ہے۔ ان کے ہمراہ ڈرائیور بھی قانع ہے۔“ دوسری طرف سے سوپر فیاض نے جواب دیا تو عمران کے جڑے پہنچ گئے۔

”گاڑی کہاں ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ٹیپو روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب ان کے بیٹھے والی سڑک پر۔“ انسپکٹر راشد وہاں موجود ہے۔“..... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے فون آف کر دیا۔ اسے سوپر فیاض پر بے تحاشا غصہ آ رہا تھا کہ وہ خود جائے واردات پر نہیں گیا تھا اور محض ایک انسپکٹر کو وہاں بھیج دیا تھا۔ چند منٹ بعد وہ ٹیپو روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچ کر سر عبدالرحمن کے بیٹھے کو جانے والی سڑک پر مڑا تو کچھ فاصلے پر سڑک کے کنارے پر سر عبدالرحمن کی کار اور ایک پولیس موبائل گاڑی کھڑی تھی۔ چار کا لٹریل کار کے قریب کھڑے تھے جبکہ انسپکٹر راشد پولیس گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عمران نے پولیس موبائل کے سامنے اپنی کار روکی تو اسے دیکھ کر انسپکٹر راشد فوراً اپنی گاڑی سے باہر آ گیا۔ عمران کار سے اترا تو انسپکٹر نے اسے

کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

سوپر فیاض کے آفس روم کے باہر کھڑے اردلی نے عمران کو دیکھ کر حسب معمول ہاتھیں پھیلائیں لیکن عمران کے چہرے پر حماقت کی بجائے گہری سنجیدگی محسوس کر کے اس نے فوراً منہ بند کر لیا۔ عمران معمول کے خلاف اس کی خیر و عافیت پوچھنے بغیر ہی دروازہ کھول کر سوپر فیاض کے کمرے میں داخل ہوا تو سوپر فیاض نے میز کے پیچھے اپنی کرسی کے پاس کھڑی نوجوان اور خوبصورت سیکرٹری کا ہاتھ چھوڑ دیا اور پوچھا کہ کرسی پر سیدھا ہو گیا۔ سیکرٹری بھی عمران کو دیکھ کر تیزی سے بائیں جانب واقع اپنے کمرے میں چلی گئی۔ سوپر فیاض کے چہرے پر شرمندگی پھیلی ہوئی تھی اور وہ غائبانہ بھری نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”خوب۔ ڈیڈی کی گمشدگی اور غیر موجودگی سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔“ عمران نے سوپر فیاض کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ٹھکریہ لہجے میں کہا۔

”سواری عمران۔ شرمندہ نہ کرو۔ کہاں سے آرہے ہو۔“ سوپر فیاض نے عداوت بھری آواز میں کہا۔

”میں ڈیڈی کی گاڑی دیکھ کر آ رہا ہوں۔ لیکن مجھے وہاں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی جس سے کوئی اندازہ قائم کیا جاسکے۔ تم سناؤ۔ تمہیں وہاں سے کوئی کلیمو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ پتا نہیں تمہارے ڈیڈی کہاں چلے گئے ہیں۔“ سوپر فیاض نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے یقین ہے کہ ڈیڈی کو افوا کر لیا گیا ہے۔“ عمران نے سوپر فیاض کو گھورتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض بے اختیار اٹھل پڑا۔

”کیا۔ تمہارا مطلب ہے انہیں ڈرائیور سمیت افوا کر لیا گیا ہے۔“ سوپر فیاض نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو سکتی۔“ عمران نے میز پر رکھا فون اٹھا کر اپنے سامنے رکھے ہوئے کہا۔

”مگر کیوں۔ ڈرائیور تو اتنا اہم شخص نہیں تھا۔“ سوپر فیاض نے پریشان لہجے میں کہا لیکن عمران کوئی جواب دیے بغیر دیوار اٹھا کر سر عبدالرحمن کے بیچے کے گھر پر بس کرنے لگا۔

”ہیلو۔“ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی ثریا کی آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ثریا۔ ڈیڈی کا ڈرائیور کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”وہ تو ڈیڈی کے ہمراہ گیا تھا بھائی جان۔“ ثریا نے دوسری طرف سے کہا۔

”تم ذرا چپک کرو۔ ڈیڈی کی گاڑی بیچے سے تھوڑے فاصلے پر مل گئی ہے مگر ڈرائیور اسلم اس میں نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے ڈیڈی نے اسے وہاں بھیج دیا ہو کسی وجہ سے۔“ عمران نے ثریا کو جدالت کرتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ میں ابھی دیکھ کر بتاتی ہوں۔“ وہلڑ رکھیے گا۔“ ثریا نے جواباً کہا تو عمران انتظار کرنے لگا۔ سوپر فیاض بے تاب نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن عمران نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔

"کیلو۔ اسلم ڈرائیور اپنے کوارٹر میں ہے بھائی جان"..... تقریباً دو منٹ بعد فون پر شریا کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تم نے اس سے بات کی ہے"..... عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ڈرائیور اپنے بیڈ پر بے ہوش پڑا ہے۔ کوارٹر کا دروازہ باہر سے بند تھا جبکہ گاڑی نے بتایا ہے کہ اس نے ڈرائیور اسلم کو ہنگلے میں واپس آتے نہیں دیکھا تھا۔ البتہ صبح وہ ڈیڈی کے ہمراہ باہر گیا تھا"..... شریا نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے ڈرائیور اسلم کو بے ہوش کرنے کے بعد کوارٹر کا دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ گویا ڈیڈی کے ہمراہ آفس جانے والا ڈرائیور اسلم کی بجائے کوئی اور تھا اور اسی نے ڈیڈی کو اغوا کیا ہے"..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر ایک آدمی کیسے یہ کام کر سکتا ہے بھائی جان"..... شریا نے تیزی سے کہا۔

"اسلم کے زور پر۔ میرا خیال ہے اس نقلی ڈرائیور کے ساتھی راستے میں منتظر تھے اور وہ ڈیڈی کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر وہاں سے لے گئے۔ بہر حال میرا اندازہ یہی ہے کہ ڈیڈی کو اغوا کر لیا گیا ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بھائی جان"..... دوسری طرف سے شریا کی مدھی ہوئی آواز آئی۔

"گھبراؤ مت شریا۔ میں ابھی زندہ ہوں۔ ڈیڈی کو اغوا کرنے والوں کا میں اتنا جبر تک حشر کروں گا کہ وہ مرنے کے بعد بھی ہلکا تے رہیں گے"..... عمران نے جڑے بھینچے ہوئے دندگی بھری آواز میں کہا تو سوپر فیض بھی تھر تھرا اٹھا۔ عمران کا چہرہ فیض و غضب سے سرخ ہو رہا تھا اور وہ خونخوار درندہ دکھائی دے رہا تھا۔ سوپر فیض نے اس سے پہلے عمران کو کبھی اتنا غضبناک نہیں دیکھا تھا لیکن عمران اس کی طرف دیکھے بغیر فون پر بات کر رہا تھا۔

"تم صبر کرو اور اماں بی کو بھی ڈیڈی کے اغوا کی خبر نہ لگنے دینا ورنہ ان کی طبیعت شراب ہو جائے گی۔ ڈیڈی اچھی سرکاری آفیسر ہیں اور یقیناً انہیں غیر قانونی مقاصد کے حصول کے لئے اغوا کیا گیا ہے۔ مگر تم اطمینان رکھو۔ مجرم کہیں بھی ہوئے، میں انہیں پاتال سے بھی کھینچ لاؤں گا"۔ عمران نے درندوں کی طرح فراتے ہوئے کہا اور دوسری جانب سے شریا کی سسکیاں سننے ہی اس نے ریسور کریڈل پر غصہ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا تم جا رہے ہو"..... سوپر فیض نے تیزی سے پوچھا۔

"تو کیا تمہاری طرح یہاں بیٹھ کر عشق حجاز تا رہوں۔ تمہیں چاہئے کہ اپنے طور پر پوری فوری کے ہمراہ ڈیڈی کی تلاش میں کھل پڑو۔ عیاشی کے لئے ساری زندگی پڑی ہے"..... عمران نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا اور تیزی سے پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اٹلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر سے باہر آ کر وہ اپنی کار میں بیٹھا اور سر عبدالرحمن کے ہنگلے

کی طرف کار دوڑانے لگا۔ اب بات واضح ہو چکی تھی کہ اس کے ڈیڈی کو اغوا کیا گیا ہے۔ کیونکہ ثریا کے بیان کے مطابق ڈرائیور اسلم اپنے کوارٹر میں بے ہوش پڑا تھا۔ گیٹ گاڑنے سے ثریا کو بتایا تھا کہ اس نے ڈرائیور اسلم کو سر عبدالرحمن کے ہمراہ بیٹھنے سے روانہ ہوتے دیکھا تھا اور اگر ڈرائیور اسلم واپس آتا تو ظاہر ہے گیٹ کی طرف سے ہی بیٹھنے میں داخل ہوتا اور گیٹ گاڑ ہی کھولتا۔ اس کے برعکس ڈرائیور اسلم اپنے کوارٹر میں بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا اور گاڑنے سے اسے بیٹھنے میں واپس آتے نہیں دیکھا تھا۔ یقیناً مجرموں نے سر عبدالرحمن کو اغوا کرنے کے لئے زبردست پلاننگ کی تھی۔ انہوں نے پہلے یہ معلومات حاصل کیں کہ سر عبدالرحمن آفس مخصوص وقت پر روانہ ہوتے ہیں اور ان کے ہمراہ صرف ڈرائیور ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آفس تک کے راستے میں ڈرائیور کسی جگہ کار نہیں روکتا۔ چنانچہ انہوں نے ڈرائیور تک رسائی حاصل کی اور شاید رات کے کسی پہر بیٹھنے میں عینی جانب سے داخل ہوئے۔ پھر ڈرائیور کو اس کے کوارٹر میں بے ہوش کر کے مجرموں کو کوئی آدمی میک اپ کے ذریعے اسلم کا ہم شکل بن گیا اور وہ سر عبدالرحمن کے ہمراہ صبح پونے نو بجے آفس کی طرف روانہ ہوا تو بیٹھنے سے کچھ فاصلے پر اس ڈرائیور کے ساتھی پہلے سے ہی موجود تھے۔ ڈرائیور نے کسی بہانے اپنے ساتھیوں کے قریب کار روکی اور پھر وہ سر عبدالرحمن کو زبردستی اپنی کار میں ڈال کر وہاں سے فرار ہو گئے۔

عمران نے بہتر سمجھا کہ بلیک زیرو کو بھی مطلع کر دے۔ چنانچہ اس

نے واچ فرانس میجر آن کیا اور بلیک زیرو کو کال کرنے لگا۔

”میلو طاہر۔ عمران کالنگ۔ اوور“..... عمران نے کہا۔

”میس عمران صاحب۔ بلیک زیرو اسٹینڈنگ یو۔ اوور“..... چند سیکنڈ بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”طاہر۔ ڈیڈی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اوور“..... عمران نے سانسے کھینچتے ہوئے کہا۔

”اوور۔ کب سر۔ اوور“..... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی شدید حیرت زدہ سی آواز آئی۔

”صبح آفس جاتے ہوئے ان کے بیٹھنے سے کچھ فاصلے پر۔ اوور“..... عمران نے کہا اور مختصراً بتانے لگا۔

”میں اب ڈیڈی کے بیٹھنے پر جا رہا ہوں۔ وہاں ڈرائیور سے پوچھ لکھ کر دوں گا۔ تم فوری طور پر تمام میمبرز کو ہائی الارٹ کر دو۔ وہاں سے واپس پر تم سے بات کروں گا۔ اوور اینڈ آل“..... عمران نے آخر میں کہا اور فرانس میجر آف کر دیا۔

کے میں کہا۔

”ملٹری سیکرٹری ٹو پرنیٹ بول رہا ہوں آفیسر۔ صدر مملکت بات کریں گے۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

”بات کراؤ“..... بلیک زیرو نے چوتھے ہوئے کہا۔

”پیلو مسٹر ایکسٹو“..... ایک دو لمحوں بعد صدد صاحب کی مخصوص آواز دی۔

”ییس سر۔ حکم فرمائیں“..... جلیک زیرو نے ہاتھ لہجے میں کہا۔

”سیکرٹری ڈیفنس کے افوا کے سلسلے میں آپ کا حکمہ کچھ کر رہا ہے یا..... صدر صاحب نے پوچھا۔

”لیس سر۔ سیکرٹ سروں الٹ ہے۔ اگرچہ ہمیں باقاعدہ یہ کہیں نہیں کیا لیکن ہم نے اپنے طور پر ان کی تلاش اور بازیابی کے لئے کوشش کر دی ہے“..... بلکہ زیرو نے جوابا کہا۔

”گڈ۔ مجھے آپ جیسے باخبر آفیسر سے یہی امید تھی۔ میں چاہتا ہوں سیکرٹری وٹنس کو جلد ریاب کیا جائے۔ وہ نہایت اہم آفیسر.....“ صدر مملکت نے دوسری جانب سے کہا۔

”آپ اطمینان رکھیں جناب۔ ہم سیکرٹری ڈیفنس کے علاوہ ڈی جی ایف جی جنس کو بھی حاش کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے مکتوبانہ لہجے میں

”اوہ۔ سر عبدالرحمن۔ کیا انہیں بھی“..... صدر صاحب کی حیرت بھری
زبانی دی۔

واقع منزل میں بلیک زیدہ اپنی کرسی پر گم سم بیٹھا سر عبدالرحمن کے
 انوار کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسے حیرت تھی کہ سر عبدالرحمن کو کیوں
 انوار کیا گیا اور انوار کرنے والے ان سے کیا چاہتے تھے۔ وینس سیکر
 کا ابھی تک سراغ نہیں ملا تھا جنہیں گاڑی اور ڈرائیور کے ہمراہ انوار کر
 گیا تھا۔ سر عبدالرحمن کی گاڑی مل گئی تھی مگر سیکر زیدی وینس کی گاڑی ہم
 بحرور نے غائب کر دی تھی۔ صرف چوبیس گھنٹے میں دو اعلیٰ سرکار
 آفیسرز کا انوار معمولی بات نہیں تھی۔ دونوں آفیسرز کو آتش جاتے ہوئے
 راستے میں انوار کیا گیا تھا اور بلیک زیدہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ یہ معلوم مجرم
 مزید بھی کسی سرکاری اعلیٰ شخصیت کو انوار کریں گے۔ چند لمحوں بعد اس
 نے عمران کی ہدایت کے مطابق سیکرٹ سروس کے ممبرز کو کال کرنے کے
 لئے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا تو تھا کہ فون کی تھکنی بج اٹھی۔
 ”نہیں۔ ایکٹو۔“ بلیک زیدہ نے رسیور اٹھا کر ایکٹو کے مخصوص

بتانے کے بعد ہدایت کی کہ وہ تمام ممبرز کو وارنٹ کر دے۔ خاص طور پر غیر ملکیوں پر نگاہ رکھی جائے اور جو بھی غیر ملکی مشیت محسوس ہو اس کے بارے میں رپورٹ دی جائے۔ پھر اس نے فون بند کیا اور دوبارہ سر عبدالرحمن اور سیکرٹری ڈیفنس رشید قریشی کے انہماک کے بارے میں سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے جوزف کو طلب کر کے اسے چائے لانے کی ہدایت کی۔ جوزف گزشتہ روز ہی رانا ہاؤس سے وہاں آیا تھا۔ سیکرٹری ڈیفنس کے انہماک کے بعد عمران نے بلیک زیرو کو ہدایت کی تھی کہ چند روز کے لئے جوزف کو اپنے پاس طلب کر لے تاکہ اس کیس کے دوران بلیک زیرو کو ایمر ضعی طور پر واپس منزل سے باہر جانا پڑے تو جوزف ہیڈ کوارٹر کی کمرانی کر سکے۔

جوزف چائے دے کر واپس جانے لگا تو بلیک زیرو نے اسے ہدایت کی کہ وہ کمپاؤنڈ کے گیٹ کے قریب موجود رہے۔ عمران صاحب کسی وقت بھی آ سکتے ہیں۔ جوزف کے جانے کے بعد بلیک زیرو چائے پینے لگا۔ اس نے چائے شرم کی ہی تھی کہ سکرین پر عمران کی سرخ سپرڈس کار گیٹ کے باہر رکتی ہوئی نظر آئی۔ جوزف نے گیٹ کھولا اور عمران کی کار اندر آ گئی۔ ایک منٹ بعد عمران آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو نے احتیاطاً کمرے سے باہر عمران کو سلام کیا۔

”سناؤ۔ ممبرز کو وارنٹ کر دیا ہے۔“ عمران نے بلیک زیرو کے سامنے بیٹھے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری شہیدگی طاری تھی۔

”نہیں سر۔ کچھ دیر پہلے صدر مملکت کا فون بھی آیا تھا۔“ بلیک زیرو

نہیں سر۔ انہیں بھی آج صبح گھر سے آفس جاتے ہوئے چارمجرموں نے اغوا کر لیا ہے اور مجھے چند منٹ پہلے ہی اطلاع ملی ہے۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک اور اہم شخصیت کو اغوا کر گیا۔ لگتا ہے ملک کے خلاف کوئی اہم سازش ہو رہی ہے۔ آپ خیال میں مجرم کون ہو سکتے ہیں۔“ صدر مملکت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا جناب۔ لیکن آپ فکر مت کریں مجرم جو بھی ہیں ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ سیکرٹری شام تک دونوں شخصیات کے سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کرے گی۔“ بلیک زیرو نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے آپ پر اور آپ کے ڈیپارٹمنٹ پر مکمل اعتماد ہے۔ آپ یقیناً ملکی مفاد اور سلامتی کے پیش نظر دونوں آفیسرز کی بازگشت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کریں گے۔ اللہ حافظ۔“

صاحب نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو بلیک زیرو نے کڑیل پریس کیا اور جولیا کے قلیق کے نمبر پر پریس کرنے لگا۔

”جیکو۔ جولیا بول رہی ہوں۔“ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایک منٹ۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں چیف۔ حکم فرمائیں۔“ دوسری طرف سے جولیا نے مؤد لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اسے سر عبدالرحمن کے انہماک کے بارے

”لا حول ولا قوۃ۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں جناب“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی کہ میں نے تمہیں سگریٹ پینے کو نہیں دیا اور نہ ہی تم سے پینے کی درخواست کی ہے۔ یہ سگریٹ مجھے ڈرامیور اسلم کے کمرے سے ملا ہے جبکہ اسلم سگریٹ نہیں پیا کرتا“..... عمران نے جواب میں کہا تو بلیک زیرو نے تیزی سے سگریٹ کا جائزہ لیا جو نصف چلا ہوا تھا اور اس پر سگریٹ کا براٹھ باریک حروف میں چمپا ہوا تھا۔ سگریٹ کا کلوا آگے سے پکچا ہوا تھا جیسے پینے والے نے اسے جوتے سے مسل کر بچھایا ہو۔

”سوری سر۔ یہ تو کوئی غیر ملکی براٹھ ہے۔ اس سے پہلے میں نے اس براٹھ کا کبھی نام تک نہیں سنا“..... بلیک زیرو نے عمران سے کہا تو عمران سر ہلانے لگا۔

”بالکل درست۔ یہ براٹھ ہمارے ملک میں نہ تیار ہوتا ہے اور نہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اسپورٹ بھی نہیں کیا جاتا۔ میری یادداشت کے مطابق یہ ایکریسیا کے مشہور شہر لوئس وگیوں میں دستیاب ہے۔ وہاں کی ایک مقامی کمپنی اسے لوئس وگیوں کے بدنام ٹائٹ کلیوں اور عیاشی کے اڈوں کو سپلائی کرنے کے لئے مینوفیکچر کرتی ہے اور یہ انٹرنیشنل براٹھز کی نسبت دس گنا مہنگا بیچا جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی ایسا کیمیکل عنصر شامل کیا جاتا ہے جو سگریٹ پینے والے کی سستی دور کرتا ہے اور اسے جگمگاتے رکھتا ہے“..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”آپ حیرت انگیز معلومات رکھتے ہیں عمران صاحب“..... بلیک زیرو

نے عمران کی طرف رشک بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بہر حال ہمارے پاس فی الحال یہ سگریٹ ہی ایک ایسا کلیو ہے جو ہمارے لئے مفید ہو سکتا ہے اور ہم فی الحال یہی کہہ سکتے ہیں کہ ڈیڈی کو اغوا کرنے والوں کا تعلق ایکریسیا سے ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جوزف چائے کی ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔

”ہاں۔ میں آپ کے آرڈر کے بغیر ہی چائے لے آیا ہوں۔“ جوزف نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ کسی دن تم اسی طرح بغیر آرڈر مجھے جہال گولٹا پلا دو گے تو میرا کیا بنے گا“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دو کیا ہوتا ہے ہاں۔ میرا مطلب ہے جہال گولٹا“..... جوزف نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

”کبھی پی کر دیکھو۔ تمہیں واش روم کے چکر لگانے سے پتا چل جائے گا“..... عمران نے اسے سکھواتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرنے لگا۔

”بہتر۔ دیکھوں گا“..... جوزف نے سادگی سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے سامنے دوسرا کپ رکھ دیا۔

”چشمہ لگا کر دیکھنا۔ تمہاری نگاہ کافی کمزور ہو چکی ہے“..... عمران نے کہا تو جوزف چونکا اور گھبرا کر دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں لٹٹے لگا۔ پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا اور بے ڈھنگے پن سے ہنسنے لگا۔

”آپ جا رہے ہیں سر“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔
 ”ہاں۔ میں بھی کوشش کرتا ہوں۔ یہاں بیٹھے رہنے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا“..... عمران نے جواب میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”کیا میں بھی کوشش کروں“..... بلیک زیرو نے عمران کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”نہیں پیارے۔ جب ضروری ہوا تب تم بھی کوشش کر لینا۔ فی الحال تو تم میبرز کو چنڈل کرہ اور جونگی کسی ممبر کی طرف سے کوئی اہم رپورٹ موصول ہو، مجھے اطلاع دو“..... عمران نے سسکراتے ہوئے کہا اور آپریشن روم سے نکل آیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی۔

چند منٹ بعد وہ اپنے فلیٹ جانے کی بجائے ایک چوراہے سے دوسری سڑک پر مڑ گیا۔ اسے اچانک ہی خیال آیا تھا کہ سر سلطان کو بھی اس کے والد کے اغوا کی خبر مل چکی ہوگی اور وہ بے حد پریشان ہو رہے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے اس کے فلیٹ پر فون بھی کیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ سر سلطان کے آفس پہنچ گیا اور ان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کے اعمازے کی تصدیق ہو گئی۔ سر سلطان کمرے میں انتہائی پریشانی کے عالم میں ٹہل رہے تھے۔

”سلام صاحب“..... عمران نے معصوم سے لہجے میں سلام کیا تو سر سلطان بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ۔ تم کہاں تھے بیٹے۔ میں دو تین مرتبہ تمہارے فلیٹ فون کر چکا ہوں“..... سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی مضطربانہ

”کیوں مذاق کر رہے ہیں پاس۔ مجھے تو سب کچھ صاف دکھائی دے رہا ہے“..... جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”مڑے گھامڑ۔ میں نے پہلے بھی کبھی مذاق کیا ہے جواب کروں گا“..... عمران نے غصے سے آنکھیں ٹکالتے ہوئے کہا۔

”جوزف۔ تم جاؤ۔ ہم ضروری بات کر رہے ہیں“..... بلیک زیرو نے سسکراتے ہوئے کہا۔ اسے حیرت تھی کہ عمران پریشانی کے عالم میں بھی مراقبوں سے گریز نہیں کر رہا تھا۔ بلیک زیرو کی ہدایت پر جوزف خاموشی سے پلٹا اور آپریشن روم سے نکل گیا۔ عمران چائے پیتے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔

”آپ کی والدہ کو سر عبدالرحمن کے اغوا کی خبر ہو گئی ہے یا نہیں۔“ بلیک زیرو نے چند لمحوں بعد عمران سے کہا۔

”نہیں۔ تمہیں پتا ہے کہ وہ بہت کمزور اور دل کی مریضہ ہیں۔ اس لئے میری ہدایت پر ثیانی انہیں بتایا ہے کہ ڈیڈی کسی سرکاری دورے پر بیرون ملک چلے گئے ہیں اور دو تین دن میں واپس آ جائیں گے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور چائے کا آخری گھونٹ لے کر کپ میز پر رکھ دیا۔

”ظاہر۔ تم میبرز کو دوبارہ ہدایت کرو کہ وہ مشتبہ انکیریمین پر کڑی نگاہ رکھیں۔ مجھے یقین ہے کہ ڈیڈی کو اغوا کرنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ڈینس سیکرٹری کو اغوا کیا ہے“..... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

ہیں۔۔۔۔۔ سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے سلیمان سے واثق ذکر نہیں کیا تھا۔ آپ کو پتا ہے وہ ڈیڈی کا کس قدر تنگ خوار اور وقار ہے۔ سوال کر کر کے میرا تعلق بند کر دیا۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال اب اسے پتا چل گیا ہے۔ دوسری مرتبہ فون پر میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم اپنے والد کی تلاش میں تو نہیں گئے ہوئے تو سلیمان فوراً پریشان ہو کر مجھے سے سوالات کرنے لگا تھا۔۔۔۔۔ سلطان نے کہا تو عمران نے غصہ سانس لیا۔

”اب مجھے سلیمان کو بھی قلمی دینا پڑے گی۔ خیر میں نے تمام ممبرز کو غیر ملکوں پر نگاہ رکھنے کا حکم دے دیا ہے۔ امید ہے جلد ہی کوئی مثبت رزلٹ سامنے آ جائے گا۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”غیر ملکی۔ تو کیا تمہارے ڈیڈی کو انوار کرنے والے غیر ملکی ہیں۔“ سر سلطان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یقیناً۔ ڈیڈی اور سیکرٹری ڈیفنس کا انوار ایک جیسے انداز میں اور نہایت خفیہ طریقے سے ہوا اور ایسا صرف تربیت یافتہ غیر ملکی ایجنٹ ہی کر سکتے ہیں اور ان کے مقاصد بھی یقیناً انتہائی خطرناک ہوں گے۔ بہر حال آپ اطمینان رکھیں۔ میرے جیتے جی پاکیشیا کا کوئی دشمن اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اللہ حافظ۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار اپنے قلیق کی طرف دوڑ رہی تھی۔ قلیق پر پہنچ کر اس نے بلند گنگ کے

لہجے میں کہا تو عمران سنجیدہ ہو گیا۔

”موصول کیجئے۔ میں آپ کی پریشانی سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو سر سلطان اپنی کرسی پر جا بیٹھے۔

”مگر یہ کیسے ہوا بیٹے۔ تمہارے ڈیڈی کو کس نے انوار کیا ہے۔“ سر سلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”انہی لوگوں نے جنہوں نے گزشتہ روز سیکرٹری ڈیفنس کو ان کی گاڑی، گاڑو اور ڈرائیور سمیت انوار کیا تھا اور پولیس اب تک ان کا سراغ نہیں لگا سکی۔۔۔۔۔ عمران نے سر سلطان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”بیٹے۔ جنہیں اپنے والد کی بازیابی کے لئے فوری اقدامات کرنا چاہئیں۔ پولیس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ سو پر فیاض کی کارکردگی سے تم بخوبی واقف ہو۔ اس نے تو مجھے تمہارے ڈیڈی کے انوار کی اطلاع دینا بھی گوارا نہیں کیا۔۔۔۔۔ سر سلطان نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”تو آپ کو ڈیڈی کے انوار کی خبر کیسے ملی۔۔۔۔۔ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”صدر ملک سے۔ انہوں نے ڈیفنس سیکرٹری کے سلسلے میں ایکسپلو سے بات کی تھی اور ایکسپلو نے انہیں بتایا تو صدر مملکت نے فون پر مجھے دوپوں آفیسر کی بازیابی کے لئے تمام آپشنز استعمال کرنے کا حکم دیا۔ جب میں نے جنہیں فون پر ٹرائی کیا۔ غالباً سلیمان کو بھی سر عبدالرحمن کے انوار کا علم نہیں تھا۔ اس نے دوپوں بار مجھے یہی بتایا کہ صاحب موجود نہیں

دکھائی دے رہے تھے۔

”کیا بات ہے۔ تمہارے چہرے پر بارہ کیوں بچ رہے ہیں بارو چکا خانے۔“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

”بڑے صاحب انگو ہو گئے ہیں صاحب۔“ سلیمان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

”اوہ۔ کب۔“ کیسے۔“ عمران نے ایک دم گھبراہٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

”آج صبح۔“ مجھے سر سلطان صاحب نے بتایا تھا۔“ سلیمان نے جواباً کہا۔

”خیرت ہے۔ تم دروازہ بند کر کے آؤ۔ میں ذرا کال کر لوں۔“ عمران نے سننگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے تیزی سے کہا تو سلیمان پلٹ کر دروازہ بند کرنے لگا۔ عمران نے کمرے میں آتے ہی واقع فرانسیمپر پر صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور کال کرنے لگا۔

”ہیلو صفدر۔ عمران کالنگ۔ اوور۔“ عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

”ہی عمران صاحب۔ صفدر اسٹینڈنگ یو۔ اوور۔“ چند سیکنڈ بعد واقع فرانسیمپر سے صفدر کی آواز ابھری تو عمران اسے براؤن سوٹ والے کے بارے میں ہدایات دینے لگا۔ اس نے سفید کیڈ لاک کا نمبر اور سفید فام کا حلیہ بھی بتا دیا۔

”میں سمجھ گیا۔ سچو سات منٹ بعد میں آپ کے فلیٹ پہنچ جاؤں گا

باہر کار روکی اور انجن بند کرتے ہوئے سرسری انداز میں دائیں بائیں دیکھا تو بلڈنگ کے گیٹ سے چند قدم کے فاصلے پر ایک سفید فام شخص کو دوبارہ کے پاس کھڑے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ جو اخبار پھیلانے پڑھ رہا تھا لیکن عمران نے صاف محسوس کیا کہ وہ چور نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ غصہ خال سے وہ سفید فام پریش معلوم ہوتا تھا اور اس نے براؤن کمر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ عمران نے کار سے اترتے ہوئے دوبارہ کن انجینوں سے اس کی جانب دیکھا تو براؤن سوٹ والا شخص اخبار تہہ کر کے کوٹ کی بیرونی جیب میں ٹھونس رہا تھا۔ عمران نے بلڈنگ کے گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے پھر اس آدمی کی طرف نگاہ کی تو وہ شخص اپنے سامنے فٹ پاتھ کے ساتھ کھڑی سفید رنگ کی کیڈ لاک کی طرف بڑھ رہا تھا۔

عمران نے آخری مرتبہ بلڈنگ میں داخل ہوتے وقت سرسری انداز میں براؤن سوٹ والے کی طرف دیکھا تو وہ شخص سفید کیڈ لاک کی عقبی نشست کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ رہا تھا۔ کار میں اس آدمی کے سوا کوئی نہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عمران کا ہی انتظار کر رہا تھا اور عمران کے آنے پر مطمئن ہو کر وہ اپنی کار میں جا بیٹھا تھا اور شاید مزید کچھ وقت وہاں ٹھہرنا چاہتا تھا۔ اگر اس کا وہاں سے جانے کا ارادہ ہوتا تو عقبی نشست کی بجائے وہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال۔ یہی کچھ سوچتے ہوئے عمران نے پے چڑھ کر اپنے فلیٹ پر پہنچ گیا۔ خلاف معمول سلیمان نے پہلی کھنٹی پر ہی دروازہ کھولا تو اس کے چہرے پر پریشانی اور دکھ کے آثار

اور..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دس منٹ بعد روانہ ہوں گا۔ تم نے ہر صورت میں اس کا ٹھکانہ فریسی کرنا ہے۔ اور اینڈ آف“..... عمران نے آخر میں کہا اور وایج ٹرانسمیٹر آف کر کے سلیمان کی طرف متوجہ ہو گیا جو اندر آ چکا تھا۔

”تم فکر مت کرو پیارے۔ میں ڈیڑی کی تلاش میں گیا ہوا تھا اور میرے تمام ساتھی بھی اس سلسلے میں مصروف ہیں۔ خدا نے چاہا تو جلد ہی ان کا سراغ مل جائے گا“..... عمران نے مزید وقت ضائع کرنے کی بجائے سلیمان سے منجیدہ لہجے میں کہا۔

”فکر کیوں نہ کروں صاحب۔ بڑے صاحب کو میں اپنا باپ سمجھتا ہوں“..... سلیمان نے تیزی سے کہا۔

”ٹھیک ہے پیارے۔ اب تم جاؤ۔ میں اس سلسلے میں کچھ سوچتا چاہتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سلیمان پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ ٹھیک دس منٹ بعد عمران قلیٹ سے نکل کر چپے پہنچا تو سڑک کی دوسری جانب صفدر اپنی گاڑی میں بیٹھا دکھائی دیا جبکہ براؤن سوٹ والا اب کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ عمران اپنی سپورٹس کار کے پاس آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر انجن نلارٹ کرنے لگا۔ پھر وہ وہاں سے روانہ ہوا تو حسب توقع سفید کیڑا لاک اس کا تعاقب کر رہی تھی جبکہ کیڑا لاک کے پیچھے صفدر کی گاڑی نظر آ رہی تھی۔ عمران نے میلوڈی مارکیٹ کے باہر کار روکی اور فٹ پاتھ پر گئے تو یہ اسٹال سے ایک تو لیہ خریدا اور پھر کار میں بیٹھا اور واپس قلیٹ کی طرف چل دیا۔ چند منٹ بعد

اس نے اپنے قلیٹ پر پہنچ کر کار روکی تو تعاقب میں آنے والی کار وہاں رکنے کی بجائے سیدھی چلی گئی۔ عمران نے صفدر کی کار کو اس کے پیچھے جاتا دیکھا تو مطمئن ہو کر کار سے اترا اور بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اب اسے صفدر کی رپورٹ کا انتظار کرنا تھا۔ سننگ روم میں پہنچ کر عمران نے سلیمان کو چائے بنانے کی ہدایت کی اور فون کا رسیور اٹھا کر دانش منزل کے نمبر پر پس کرنے لگا۔ وہ بیک ڈیو کو صفدر کی مصروفیت سے باخبر رکھنا چاہتا تھا۔

چند لمحوں بعد ہنگے کا گیٹ کھلا تو سفید کیڑا لک ہنگے میں داخل ہوئی اور گیٹ دوبارہ بند ہو گیا۔ جب صفدر اپنی کار سے اترا اور پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ مطلوبہ ہنگے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے گیٹ کے پہلو میں دیوار پر لکھا عبارت کا نمبر دیکھا اور چند قدم آگے جانے کے بعد پلٹ کر واپس چل دیا۔ اپنی کار میں بیٹھ کر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو عمران صاحب۔ صفدر کا ٹنگ۔ اور“..... صفدر نے عمران کو کال کرتے ہوئے کہا۔

”ہیں صفدر۔ عمران اینڈ جنٹ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے عمران کی آواز بلند ہوئی تو صفدر رپورٹ دینے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ہنگے میں مقبی جانب سے داخل ہو کر اندر کی صورت حال دیکھو اور مجھے بتاؤ۔ اگر کسی خطرے میں گھر جاؤ تو مجھے فوراً واچ ٹرانسمیٹر پر سنکسل دے دینا۔ اور اینڈ آل“..... جواب میں عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے بھی واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا پھر وہ اپنی کار سے اترا اور آگے بڑھنے لگا۔ چند قدم کے قاصلے پر ایک کشادہ گلی تھی۔ وہ گلی میں داخل ہوا اور چلتا ہوا دائیں جانب واقع سٹی سی گلی میں داخل ہوا جس میں فرنٹ کے ہنگوں کا عقب تھا۔ عقبی گلی میں کوئی ڈی روح نہ تھا۔ اس میں جگہ جگہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر دکھائی دے رہے تھے۔ پہلے ہنگے کے بعد دوسرے ہنگے کی مقبی دیوار کے پاس آ کر وہ رک گیا۔ یہ وہی ہنگہ تھا جس میں سفید کیڑا لک

سفید کیڑا لک اور صفدر کی کار کے درمیان دو اور گھڑیاں حامل تھیں اور عمران کی ہدایت کے مطابق صفدر کو کیڑا لک میں بیٹھے برٹش کا مکانہ معلوم کرنا تھا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر صفدر کو اپنی تسکیم بتا دی تھی کہ وہ میلوڈی مارکیٹ جا کر واپس اپنے قلیٹ آ جائے گا اور اگر براؤن سوٹ والے نے وہاں رک کر دوبارہ اس کے قلیٹ کی نگرانی شروع کر دی تو صفدر اسے گرفت میں لے کر دانش منزل کے لاک اپ میں پہنچا دے گا اور اگر وہ شخص کسی اور طرف گیا تو صفدر اس کا مسلسل تعاقب کر کے اس شخص کی منزل تک جائے گا اور پھر وہ عمران کو رپورٹ دے گا۔ چنانچہ صفدر نے بہت احتیاط سے سفید کیڑا لک کا تعاقب جاری رکھا۔ پندرہ منٹ بعد سفید کیڑا لک شاید مار کالونی میں قلیٹ گئی۔ اس کالونی میں زیادہ تر ہنگے ہی تھے۔ سفید کیڑا لک مین روڈ کے ایک ہنگے کے گیٹ پر رکتی دکھائی دی تو صفدر نے اس سے دو ہنگے پیچھے ہی اپنی گاڑی روک دی۔

داخل ہوئی تھی اور اس کا نمبر تھریٹین تھا۔ دیوار زیادہ بلند نہ تھی۔ صندوق ہاتھ پائید کر کے دونوں عیروں پر زور سے اچھلا اور اس کے ہاتھ دیوار کی بالائی سطح پر جم گئے۔ پھر وہ جھیلیں کے بل پر بلند ہونے لگا اور چند سیکنڈ بعد دیوار پر پہنچ کر سینے کے بل لیٹ گیا۔ عقبی کپاؤٹڈ ویران پڑا تھا اور کچھ فاصلے پر عمارت تھی جس کے عقب میں ایک دروازہ دکھائی دے رہا تھا جو بند تھا۔ کپاؤٹڈ میں کوئی فرد نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ صندوق دیوار پر ہاتھ جما کر اندر لٹک گیا اور پھر دیوار چھوڑ دی۔ اس کے کرنے سے ابلی سی آواز پیدا ہوئی۔ وہ چند لمحوں تک کسی دروازے کا انتظار کرتا رہا پھر زمین سے اٹھا اور جیب سے ریپالور نکال کر عقبی دروازے کی طرف محتاط انداز میں قدم بڑھانے لگا۔ عقبی دروازے کے پاس پہنچ کر اس نے احتیاطاً ادھر ادھر دیکھا۔ پھر جبکہ دروازے کے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ دوسری جانب تاریکی میں ایک کمرے کا ہلکا ہلکا منظر دکھائی دیا جس میں کچھ فرنیچر نظر آ رہا تھا۔ اس نے کی ہول سے کان لگایا مگر اندر سے کسی قسم کی آواز نہ سنائی دی تو اس نے مطمئن ہو کر دروازے کے پینڈل پر دباؤ ڈالا۔ اتفاق سے دروازہ لاک نہیں تھا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر جھانکا تو اندر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوا اور کوئی آواز پیدا کئے بغیر دروازہ بند کر دیا۔ کمرے میں پرانا اور ٹوٹا ہوا فرنیچر نظر آ رہا تھا جبکہ دائیں جانب ایک اور بند دروازہ موجود تھا۔ صندوق اس دروازے کے قریب آیا اور کی ہول سے آنکھ لگا کر باہر کا جائزہ لیا تو ایک راہداری دکھائی دی جس میں روشنی تھی۔ یہ دروازہ لاک تھا۔ صندوق نے کی

ہول پر ریپالور کی ٹال رکھی اور قائل کرنے ہی والا تھا کہ ایک خیال کے تحت رک گیا۔ ریپالور اگرچہ سائیکلسرڈ تھا مگر لاک کے ٹوٹنے کی آواز عمارت کے کینوں تک پہنچ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے جیب سے الیکٹریک فیشر نکالا اور اس سے لاک کے پیچ کھولنے لگا۔ چند لمحوں میں اس نے لاک کھول کر الگ کر ڈالا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔

اس راہداری میں پانچ کمرے تھے۔ راہداری کے اختتام پر عمارت کا برآمدہ تھا۔ ان میں سے تیسرے کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا جبکہ باقی چار کمروں کے دروازے بند تھے۔ کھلے دروازے سے اگلے کمروں میں روشنی تھی جو دروازوں کے پیچھے سے دکھائی دے رہی تھی۔ گویا پہلے دو کمروں میں کوئی نہ تھا۔ صندوق نے ایک لمبے کے لئے سوچا پھر دہ پانچوں سٹور سے لٹکا اور تیسرے کمرے کی طرف بڑھنے لگا جس کا دروازہ تین چار اینچ کھلا ہوا تھا۔ اس کمرے سے انسانی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ صندوق قریب پہنچ کر دروازے کے پہلو میں دیوار سے لگ گیا۔ پھر اس نے چہرہ آگے بڑھایا اور کمرے میں جھانکنے لگا۔ کمرے میں ایک میز کے پاس دو افراد بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے۔ ان میں سے ایک تو وہی براؤن سوٹ والا برٹش تھا جس کے تعاقب کے نتیجے میں صندوق یہاں تک پہنچا تھا جبکہ دوسرا شخص انگریز لیٹن لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر گھٹی موٹھیں تھیں۔

”سمتھ۔ کیا تم نے چیف کو رپورٹ دی تھی؟“ انگریز لیٹن شخص نے براؤن سوٹ والے کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہیں۔ میں نے اس طرف آتے ہوئے راستے میں ٹرانسمیٹر پر چیف کو رپورٹ دی تھی اور اس نے مجھے عمران کی مسلسل نگرانی کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اب میں شام سے پہلے عمران کے قلبیت کی نگرانی کے لئے جاؤں گا۔۔۔۔۔۔ براؤن سوٹ والے نے جس کا نام سمجھ تھا، گھاس سے شراب کا گھونٹ لینے کے بعد کہا تو صفدر چونک پڑا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتی کہ عمران کی نگرانی کیوں ضروری سمجھی گئی ہے۔ چیف نے کہا تھا کہ مشن کو جلد مکمل کرتا ہے۔" ایکریمین نے کہا۔
 "مشن کو مکمل کرنے میں مزید چار پانچ دن لگ جائیں گے کلائو۔ محض دو افراد کے انوا سے مشن پورا نہیں ہوگا۔ اٹلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے علاوہ بھی تین چار مارگرٹ باقی ہیں۔" سمجھ نے مسکراتے ہوئے ایکریمین سے کہا جس کا نام کلائو تھا۔ صفدر سمجھ گیا کہ ان لوگوں نے ہی عمران کے والد کو انوا کیا ہے اور ابھی انہوں نے مزید چند اہم شخصیات کو انوا کرتا ہے۔

"پولیس سے تو ہمیں اب زیادہ خطرہ نہیں رہا۔ اٹلی جنس کے علاوہ پولیس کی نقل و حرکت کی ہمیں بروقت خبر ملتی رہے گی کیونکہ روزی نے سپرنٹنڈنٹ سوپر فیاض کو اپنے حسن کے جال میں پھنسا لیا ہے۔ پھر عمران کی نگرانی کا کیا فائدہ؟" کلائو نے شراب کا آخری گھونٹ لے کر گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ روزی حسین بھی ہے اور ذہین بھی۔ سوپر فیاض اس کا دیوانہ ہو چکا ہے اور زیادہ وقت اپنے آفس روم میں گزارتا ہے تاکہ روزی کی

قریب سے دل بہلاتا رہے۔" سمجھ نے سر ہلاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"سیکرت سروس سے تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ صرف پولیس ہی بھاگ دوڑ کر رہی ہے۔" کلائو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل خطرہ تو ہمیں سیکرت سروس سے ہی ہے کلائو اور عمران سیکرت سروس کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اپنے والد کے انوا پر نہ صرف وہ خود بھاگ دوڑ کر رہا ہے بلکہ سیکرت سروس کو بھی حرکت میں لے آیا ہوگا۔ اسی خدشے کے پیش نظر چیف نے مجھے عمران پر مسلسل نگاہ رکھنے کا حکم دیا ہے تاکہ ہم اس کی سرگرمیوں سے بے خبر نہ رہیں اور بروقت خطرے کا سدباب کر سکیں۔" سمجھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر سمجھ گیا کہ عمران کی نگرانی کیوں کی جا رہی ہے۔ اسے خیال آیا کہ اب عمران کو فوراً رپورٹ دینی چاہئے۔ چنانچہ وہ واپس سٹور روم میں جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ایک مشین گن اس کے سینے سے آگئی اور صفدر بے ساختہ اچھل پڑا۔ مشین گن بردار ایک سفید قام ایکریمین تھا جو نہ جانے کب سے صفدر کے عقب میں موجود تھا۔ صفدر کلائو اور سمجھ کی گفتگو سننے میں اتنا غافل ہو گیا تھا کہ وہ اس آدمی کے قدموں کی چاپ بھی نہ سن سکا تھا جو شاید کسی کمرے سے باہر آیا تھا۔

"ریوالور پھینک کر ہاتھ بلند کر لو مسٹر۔ ورنہ پھلتی کر ڈالوں گا۔" ایکریمین نے صفدر کو گھورتے ہوئے حکمانہ لہجے میں کہا تو صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور فرش پر گرایا اور ہاتھ بلند کر لئے۔

"کمرے میں چلو۔ کوئی غلط حرکت کرنے یا بھاگنے کی کوشش کی تو

مارے جاؤ گے۔۔۔۔۔ اس شخص نے دمکی بھرے لہجے میں کہا تو صفدر پٹا اور دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مسلح شخص بھی صفدر کی پشت سے مشین گن کی نال لگائے اندر آ گیا۔ صفدر کو دیکھ کر کلائو اور سمٹھ چونکتے ہوئے کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے جیبوں سے ریوالور نکال کر صفدر پر تان لئے۔

”یہ کون ہے مورس۔۔۔۔۔ کلائو نے مسلح شخص سے حیرت بھری آواز میں پوچھا مگر گاڑیں صفدر پر مرکوز رکھیں۔

”یہ آدمی چھپ کر آپ لوگوں کی گفتگو سن رہا تھا اور دروازے کے پاس کھڑا تھا۔“ مورس نامی گن بردار نے جواب میں کہا۔

”ہوں۔ تم کون ہو اور اندر کس طرف سے آئے ہو۔۔۔۔۔ سمٹھ نے صفدر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

”چور کا کیا کام ہوتا ہے کسی بنگلے میں جا کر۔ یہ تو جہیں خود ہی اندازہ لگا لیتا چاہئے۔۔۔۔۔ صفدر نے سٹاٹ لہجے میں کہا۔

”سٹ اپ۔ تم چور نہیں ہو سکتے اور نہ ہی کوئی چور دن دھاڑے کسی کے بنگلے میں داخل ہونے کی جرأت کر سکتا ہے۔ سچ سچ بتا دو۔۔۔۔۔ سمٹھ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو سچ بتایا ہے۔ مانو یا نہ مانو۔ تمہاری مرضی۔۔۔۔۔ صفدر نے بے پروائی سے کہا۔

”لگتا ہے۔ تم آسانی سے زبان نہیں کھولو گے۔۔۔۔۔ کلائو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں کلائو۔ یقیناً یہ انٹلی جنس کا آدمی ہے۔ تشدد کرنا پڑے گا اس پر۔ جب ہی یہ کچھ اگلے گا۔ اسے بائو۔۔۔۔۔ سمٹھ نے نکلتے لہجے میں کہا۔

”اوجھ کرسی پر بیٹھ جاؤ مسٹر۔۔۔۔۔ کلائو نے ریوالور والے ہاتھ سے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صفدر سے کہا اور بائیں دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے گن انکھیوں سے گن بردار مورس کی طرف دیکھا۔ مورس کی مشین گن کا رخ صفدر کی طرف ہی تھا۔ صفدر نے ایک لمحہ کے لئے سوچا کہ ان لوگوں سے بڑھ جائے مگر پھر خیال آیا کہ اگر عمارت کے دوسرے کمروں سے ان کے مزید ساتھی نکل آئے اور وہ پھنس گیا یا بے ہوش کر دیا گیا تو وہ عمران کو ان لوگوں کے عزائم کے بارے میں نہیں بتا سکے گا جبکہ کلائو اور سمٹھ کی گفتگو سے عمران کو مطلع کرنا نہایت ضروری تھا۔ چنانچہ وہ آگے بڑھا اور ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

کلائو نے الماری کھول کر اس سے تانوں کی رسی نکالی اور واپس آ کر صفدر کے دونوں ہاتھ کرسی کی پشت پر باندھنے لگا۔ اس دوران سمٹھ کے ریوالور کی نال صفدر کی طرف اٹھی رسی جبکہ مورس نے بھی صفدر پر مشین گن تان رکھی تھی۔

”ٹھیک ہے مورس۔ تم باہر جاؤ اور عقبی کپڑاؤں میں پہرہ دو۔ یقیناً یہ عقبی جانب سے اندر آیا ہے۔ گیٹ پر تو گارڈ موجود ہے۔ کوئی بھی ابھی دکھائی دے اسے بھون ڈالنا۔۔۔۔۔ سمٹھ نے کلائو کے قاصر ہونے پر

موہاں فون معلوم ہوتا تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں پر چند ٹین نصب تھے۔ سمجھ نے کیے بعد دیگرے دو ٹین پریس کر دیئے۔

"ہیلو چیف۔ سمجھ کا الٹک۔ اور"۔ سمجھ وہ ٹرانسمیٹر اپنے چہرے کے قریب کر کے بولنے لگا۔

"ٹین سمجھ۔ ہنگامہ ریسیگ۔ اور"۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز بلند ہوئی۔ لیجہ ایکریٹین ہی تھا۔

"چیف۔ ہم نے چند منٹ پہلے اٹلی جنس کے ایک آدمی کو گرفتار کیا ہے جو غالباً عقبی جانب سے جگتھ میں داخل ہو کر عمارت کے اندر پہنچا تھا۔ اس کا نام انسپکٹر ویم ہے"۔ سمجھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور۔ کیا تم نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ وہ کیسے تم لوگوں تک پہنچا"۔ ٹرانسمیٹر سے ہنگامہ کی مضطربانہ آواز ابھری۔

"چیف۔ ہم نے اسے ہاتھ دیا ہے اور اس نے تشدد سے بچنے کے لئے زبان کھولی ہے"۔ سمجھ نے جواب میں کہا۔

"گڈ۔ تم اسے فوراً بے ہوش کر دو۔ پھر مجھ سے بات کرو۔ ہنگامہ نے حکیمانہ لہجے میں کہا تو کلائو تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مقصد کے سر پر ریل اور کا دستہ رسید کر دیا۔

مورس کی طرف دیکھ کر کہا اور مورس پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔
"ہاں۔ اب بتاؤ۔ تم کون ہو اور عمارت میں کیوں داخل ہوئے۔"

کلائو نے مقصد کے سامنے آ کر سخت لہجے میں پوچھا۔
"اگر میں نہ بتاؤں تو پھر"۔ مقصد نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر۔ پھر ہم تمہاری ہڈیوں سے گوشت جدا کر دیں گے اور اگر تم مجھے تو تمہاری لاش کسی کٹر میں پھینک دیں گے"۔ سمجھ نے درنگی بھری آواز میں کہا۔

"اور اگر تم نے جج بتا دیا تو تمہیں بے ہوش کر کے کسی سڑک کے کنارے ڈال دیں گے"۔ کلائو نے جلدی سے آخر کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تم وعدہ کر رہے ہو"۔ مقصد نے چونکتے ہوئے پوچھا۔
"بالکل۔ حالانکہ ہم مجبور نہیں ہیں اور تمہاری زبان کھولنے کے لئے

ہمارے پاس کئی خوفناک حربے ہیں"۔ کلائو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"غریب ہے۔ میرا تعلق اٹلی جنس بیورو سے ہے اور مجھے انسپکٹر ویم

کہتے ہیں"۔ مقصد نے جواب دیا تو ان دونوں نے چونکتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"دیکھا۔ میرا اندازہ کتنا درست ثابت ہوا ہے کلائو"۔ سمجھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واقعی۔ لیکن اب تم فوراً ہی چیف یا مسٹر کراؤن کو اطلاع دے اس کے لئے ہدایات لو"۔ کلائو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
سمجھ نے پیچھے ہٹ کر اپنی جیب سے چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا جو بھ

ایکریمن فوجیان تھا اور اس کے چہرے پر فرخ کٹ داڑھی موٹھیں تھیں۔

فرخ کٹ داڑھی والا تیز قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا اور اس کا رخ ہال کے آخری حصے کی جانب تھا۔ وہ چوہان کے قریب سے گزرا تو چوہان نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا اور بے اختیار چونک پڑا۔ اسے صاف محسوس ہوا تھا کہ ایکریمن شخص کی داڑھی موٹھیں قدرتی نہیں ہیں۔ چند لمحوں بعد چوہان نے دوبارہ اس آدمی کی طرف دیکھا تو وہ شخص ہال کے اختتام پر واقع لفٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ چوہان جلدی سے اٹھا اور لفٹ کی جانب بڑھنے لگا۔ اسی لمحے ایکریمن لفٹ میں داخل ہوتا دکھائی دیا۔ چوہان لفٹ کے پاس پہنچا تو لفٹ اوپر جا رہی تھی۔ چوہان فلور بورڈ دیکھنے لگا جس پر نمبر تبدیل ہو رہے تھے۔ چند لمحوں بعد لفٹ رکی تو فلور بورڈ پر تین کا نمبر دکھائی دیا۔ گویا ایکریمن شخص تھوڑے لمحوں پر پہنچا تھا۔

یہ اندازہ ہوتے ہی چوہان پلٹ کر لفٹ کے سامنے واقع زینوں کی طرف لپکا اور تیزی سے زینے چڑھنے لگا۔ تھوڑے لمحوں پر پہنچ کر اس نے راہداری کا جائزہ لیا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ اس فلور کے تمام کمروں کے دروازے بند نظر آ رہے تھے۔ چوہان دبے پاؤں بڑھ کر بائیں جانب پہلے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس کمرے میں روشنی تھی لیکن اندر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ اسی طرح تیسرا اور چوتھا کمرہ بھی خالی ثابت ہوا۔ لیکن پانچویں کمرے میں جھانکنے پر اسے مطلوبہ شخص نظر آ گیا۔ مشتبہ

سیکرت سروس کے تمام ممبرز ایکسٹو کے حکم پر مختلف ہوٹلوں میں غیر ملکی باشندوں اور خاص طور پر ایکریمن افراد کو ٹریس کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اس وقت رات کے نو بج چکے تھے اور چوہان بھی کئی بڑے بڑے ہوٹلوں کی خاک چھان کر کھانا کھانے کے لئے قہری شہر ہوٹل پہنچا تھا کہ ہو سکتا ہے یہاں کوئی ایسا غیر ملکی شخص نظر آ جائے جس کا تعلق عمران کے ڈیٹی اور سیکرٹری ڈینس کو اغوا کرنے والے گروہ سے ہو۔ لیکن ہال میں اسے کوئی غیر ملکی چہرہ نہیں دکھائی دیا تھا۔ چنانچہ ایک میز پر بیٹھ کر اس نے ویٹر کو کھانا لانے کی ہدایت کی اور ہال میں بیٹھے گاہکوں کے چہروں کا باریک بینی سے جائزہ لینے لگا کہ شاید ان میں سے کوئی میک اپ میں ہو۔ ویٹر کھانا لے آیا تو اس کے جانے کے بعد چوہان کھانا کھاتے ہوئے بھی گردہ پیش کا جائزہ لیتا رہا۔ ابھی اس نے کھانا ختم نہ کیا تھا کہ اچانک اس کی نگاہ ہال میں داخل ہونے والے ایک شخص پر پڑی جو ایکریمن تھا۔ اسے دیکھ کر چوہان بے اختیار چونکا۔ وہ

ایکریمن میز کے پاس کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے سامنے میز پر پاکٹ سائزر ریڈیو رکھا تھا لیکن اس کی ساخت سے چوہان سمجھ گیا کہ یہ ریڈیو دراصل ٹرانسمیٹر ہے۔ ایکریمن ٹرانسمیٹر کی طرف منہ کر کے بولنے لگا تو چوہان نے فوراً کی ہول سے اپنا کان لگا دیا۔

”ہیلو مادام۔ کراؤن کالنگ۔ اوور“..... اندر سے ایکریمن کی آواز سنائی دی جو کسی مادام کو کال کر رہا تھا۔
 ”ہائیں کراؤن۔ مادام ریسیونگ یو۔ اوور“..... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز چوہان کی سماعت سے نکل گئی۔

”سمتھ نے رپورٹ دی ہے مادام۔ وہ عمران کی نگرانی کے لئے اس کے فلیٹ پر پہنچا تھا۔ لیکن عمران اپنے فلیٹ پر موجود نہیں تھا۔ ہی اس کی مخصوص سرخ سپورٹس کار عمارت کے باہر موجود تھی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد عمران اپنے فلیٹ پہنچا تو تقریباً دس بارہ منٹ بعد دوبارہ اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہوا۔ جب سمیتھ نے اس کا تعاقب کیا۔ عمران نے میلوڈی مارکیٹ کے باہر ایک سٹال سے تولیہ خریدا اور واپس اپنے فلیٹ جا پہنچا۔ جب سمیتھ نے مجھے رپورٹ دی اور میری ہدایت پر اپنے ٹھکانے پر چلا گیا۔ میں نے اسے ہدایت کی کہ وہ کل صبح سے پھر عمران کی نگرانی شروع کر دے۔ اوور“..... کراؤن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ یقیناً ٹرانسمیٹر پر اس سے بات کرنے والی مادام، کراؤن کے گروہ کی سربراہ تھی جسے وہ رپورٹ دے رہا تھا۔

”آل رائٹ۔ عمران انتہائی خطرناک شخص ہے۔ سمیتھ کو اس کی نگرانی

کے دوران بہت محتاط رہنا چاہئے۔ کیا خیال ہے اس خطرے کو ختم کر دیا جائے۔ اوور“..... مادام کی آواز آئی۔

”آپ کی مرضی ہے مادام۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اسے نہ چھیڑا جائے۔ ورنہ سیکرٹ سروس حرکت میں آجائے گی اور ہمارا مشن جلد مکمل نہ ہو سکے گا۔ ہمارے پاس محدود نظری ہے جبکہ ہمیں چار پانچ دن کے اندر اندر اپنا کام ختم کرنا ہے۔ اگر ہم عمران اور سیکرٹ سروس سے الجھ گئے تو ممکن ہے ہمارے کچھ آدمی مارے جائیں یا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں اور سیکرٹ سروس ان سے ہمارے مشن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ اوور“..... کراؤن نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”تم درست کہتے ہو کراؤن۔ لیکن عمران کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ عمران اور سیکرٹ سروس کے چیف ایکسلو سے ہے۔ اوور“..... مادام نے کراؤن کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

”بہتر مادام۔ میں نے پہلے ہی سمیتھ کو عمران کی مسلسل نگرانی کرنے کی ہدایت کر دی ہے۔ اوور“..... کراؤن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کل کے مشن کو ہر حال میں کامیاب ہو جانا چاہئے۔ یہ ذہن میں رکھنا۔ اوور اینڈ آل“..... مادام کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی تو چوہان نے دوبارہ کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ کراؤن ٹرانسمیٹر اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے میز کی دراز

میں فرامیٹ رکھا۔ پھر دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ چوہان کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر تیزی سے پیچھے ہٹا اور پلٹ کر زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ زینوں پر قدم رکھتے ہوئے اس نے کن انھیوں سے کراؤن کے کمرے کی طرف دیکھا تو وہ کمرے کا دروازہ لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ چنانچہ چوہان تیزی سے زینے اترنے لگا۔ ہال میں پہنچنے پر کراؤن خارجی دروازے سے باہر جاتا دکھائی دیا تو چوہان نے تیزی سے کاؤنٹر پر آکر کھانے کا بل ادا کیا اور ہال سے باہر نکل آیا۔ کپاؤنڈ میں کراؤن کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ چوہان تیز قدموں سے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ سے باہر آتے ہی اسے کراؤن دکھائی دیا۔ کراؤن چند قدم کے فاصلے پر ایک عیسیٰ کا پچھلا دروازہ کھول رہا تھا۔ چوہان اپنی کار کی طرف لپکا جو سڑک کے دوسری جانب موجود تھی۔ وہ اپنی کار کے پاس پہنچا ہی تھا کہ کراؤن کی عیسیٰ حرکت میں آ کر چوہان کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد چوہان اس عیسیٰ کا تعاقب کر رہا تھا جس میں کراؤن موجود تھا۔

تقریباً دس منٹ تک کراؤن کی عیسیٰ مختلف سڑکوں سے گزرتی ہوئی گھراؤں روڈ کی ایک بلند عمارت کے سامنے رکی۔ یہ آٹھ منزلہ رہائشی پلازہ تھا۔ کراؤن کی عیسیٰ دیکھ کر چوہان نے کچھ دور ہی کار روک لی۔ کراؤن عیسیٰ سے اتر کر بل ادا کرنے کے بعد عمارت کے گیٹ کی طرف بڑھا اور اندر چلا گیا تو چوہان نے اپنی کار چھوڑ دی اور تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا پلازہ کے گیٹ میں داخل ہوا۔ گراؤنڈ فلور کے احاطے میں نیم

تار کی تھی اور بانیں ہاتھ پر اوپر جانے کے لئے زینے اور لفٹ موجود تھی۔ چوہان تیزی سے اس طرف بڑھا۔ لفٹ نیچے رکی ہوئی تھی اور اس میں تار کی تھی۔ گویا وہ لاک تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ کراؤن زینوں سے اوپر گیا تھا لیکن اس کے قدموں کی آہٹیں نہیں سنائی دے رہی تھیں۔ چوہان دبے قدموں زینے چڑھنے لگا لیکن جیسے ہی اس نے فرنٹ فلور پر قدم رکھا۔ اچانک دیوار کی آڑ سے کسی نے نکل کر چوہان کے جڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ چوہان کے حلق سے بے ساختہ کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا گیا۔ لیکن فوراً ہی اس نے خود کو سنبھالا اور حملہ آور کے پہلو میں زور دار مکا بھا دیا۔

حملہ آور شخص کراؤن ہی تھا۔ چوہان کے جوابی وار سے کراؤن کراہتا ہوا دیوار کے ساتھ جا گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے چوہان پر جست لگا دی۔ چوہان نے اسے ہاتھوں پر روکا اور دھپاتا گھٹنا کراؤن کے پیٹ میں بھا دیا۔ نتیجے میں کراؤن درد کی شدت سے کراہتا اور لڑکھڑاتا ہوا زینوں کے بانیں جانب جا کر اور چوہان نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اس پر جست لگا دی۔ لیکن کراؤن تیزی سے کروٹ بدل کر اپنی جگہ سے جٹ گیا اور چوہان اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر آگرا۔ کراؤن نے پھرتی سے سیدھے ہو کر چوہان کے پیٹ میں گھونسا رسید کر دیا اور چوہان کے حلق سے بے ساختہ تیز کراہ نکلی گئی۔ کراؤن کافی طاقتور اور قوی الجشہ تھا اور اس کا گھونسا بھی زور دار تھا۔ اس نے چوہان کے پیٹ میں ایک گھونسا مارنا چاہا۔ لیکن چوہان اب اتنے بھی تر

توانہ نہ تھا کہ مزاحمت نہ کرتا۔ اس نے پھرتی سے کراؤن کا گھونسا اپنی کمانی پر روکا اور ٹانگ گھمائی۔ کراؤن کے پہلو میں لات پڑی اور وہ فرش پر لڑھک گیا۔ چوہان نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کراؤن کی ناک پر مکا رسید کیا اور کراؤن نے درد سے ہلکا کر اپنے دونوں پاؤں چوہان کے پیٹ میں رسید کر دیئے۔ چوہان لڑکھڑاتا ہوا عقب میں دیوار سے جا ٹکرایا اور کراؤن نے پھرتی سے اٹھ کر چوہان پر چلا گنگ لگا دی۔ وہ چوہان پر آ پڑا اور چوہان پشت کے بل فرش پر دراز ہو گیا۔ کراؤن نے چوہان کے سینے پر جھک کر دونوں ہاتھ چوہان کے گلے پر جمائے اور دبائے لگا۔

اس فلور پر خاموشی اور سانسے کا رات تھا۔ شاید اس منزل کے قلیث آباد نہیں تھے۔ ورنہ کسی نہ کسی قلیث کے مکین ضرور باہر نکل آتے۔ چوہان سمجھ چکا تھا کہ کراؤن اپنے تعاقب سے آگاہ ہو گیا تھا اور صرف چوہان سے پیچھا چڑانے کے لئے اس عمارت میں آیا تھا۔ کراؤن کے ہاتھوں کی گرفت کافی سخت تھی اور چوہان اس کی گرفت سے اپنی گردن آزاد کرانے کی جدوجہد کر رہا تھا لیکن اس کی کوشش کامیاب نہیں ہو رہی تھی۔ اس کا سانس رکنے لگا تھا۔ کراؤن غیر معمولی طور پر طاقتور شخص تھا۔ چوہان کا دم گھٹنے لگا تو اس نے آخری حربہ کے طور پر کراؤن کے دونوں پہلوؤں میں پوری قوت سے کے رسید کر دیئے۔ نتیجے میں کراؤن نے کراچے ہوئے اس کی گردن چھوڑ دی اور اس کے سینے سے اترا ہی تھا کہ چوہان نے فوراً اس کے سینے میں لات جمائی اور کراؤن کراچتا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔

چوہان اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے آگے بڑھتے ہی کراؤن نے فرش سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن چوہان نے اسے موقع نہ دیا۔ اس نے فوراً ہی کراؤن کے پہلو میں زور دار ٹھوکر رسید کی اور کراؤن نے کراچے ہوئے اپنے پہلو پر ہاتھ رکھ لیا۔ چوہان نے دے کے بغیر دوسری ٹھوکر بھائی اور کراؤن کے حلق سے دبی دبی سی کربک چیخ بلند ہوئی۔ اس نے فرش سے اٹھنے کی ایک اور کوشش کی لیکن چوہان نے فوراً ہی اپنی جیب سے دیوالور نکالا اور کراؤن پر تان لیا تو کراؤن ایک دم اپنی جگہ یوں ساکت ہو گیا جیسے چابی ختم ہونے پر کھلونا رک جاتا ہے۔

”خبردار! اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کی تو گولی تہمداری بھیجے اڑا ڈالے گی۔ کھڑے ہو کر ہاتھ بلند کر لو“..... چوہان نے درندگی بھرے لہجے میں کہا تو کراؤن چوہان کو کھٹا چانے والی نگاہوں سے دیکھتا ہوا آہستہ آہستہ فرش سے کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ بلند کر لئے۔

”نیچے چلو۔ فرار ہونے کی کوشش کی تو کھوپڑی میں سوراخ کر ڈالوں گا“..... چوہان نے زینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کراؤن سے کہا تو وہ زینوں کی طرف بڑھا اور زینے اترنے لگا۔ چوہان بھی اس کے پیچھے زینے اترنے لگا۔ دونوں کے درمیان ایک زینے کا فرق تھا اور چوہان کے دیوالور کا رخ کراؤن کی پشت کی جانب تھا۔ کراؤن ہاتھ بلند کئے زینے اتر رہا تھا لیکن آخری زینے پر قدم رکھتے ہی وہ یک دم لٹو کی مانند گھوما اور اس نے چوہان کے دیوالور پر ہاتھ ڈال کر تھپچا اور چوہان اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا تیسرے زینے سے نیچے فرش

”میری گاڑی میں بے ہوش پڑا ہے اور میں وہاں سے واپس آ رہی ہوں۔ اوور“..... چوہان نے جواب دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ تم اسے ہیڈ کوارٹر لے آؤ اور لاک اپ میں بند کرو۔
 پھر واپس قحری شار ہوئیں جا کر اس کے کمرے کی اچھی طرح تلاشی کرو
 جسے رپورٹ کرو۔ اور اینڈ آل“..... ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے آ
 میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

کانج روڈ کی ایک عمارت کے ڈرائیونگ روم میں چار افراد صوفوں پر
 بیٹھے شراب پیتے ہوئے آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ ان میں ایک سستھ،
 دوسرا کلائیو اور تیسرا ڈان تھا جبکہ چوتھا شخص سلوٹر بول رہا تھا۔
 ”چیف نے تمہیں اگلے مارگٹ کے سلسلے میں یہاں بھیجا ہے۔ کسی
 بھی سسے اس کی کال آ سکتا ہے“..... سلوٹر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔
 ”کیا تم اس مارگٹ کے بارے میں جانتے ہو سلوٹر؟“..... کلائیو نے
 پوچھا۔

”نہیں۔ اب چیف بریف کرے گا تو پتا چلے گا“..... سلوٹر نے نفی
 میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”بہر حال وہ بھی میگزین ڈیفنس کی طرح کافی اہم شخص ہو گا“۔ سمٹھ
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یقیناً۔ اور باقی دو شکار بھی کافی اہم آفسرز ہوں گے جنہیں شکار
 کرنے کے بعد ہمارا مشن ختم ہو جائے گا۔ دیکھو اس میں مزید کتنے دان
 صرف ہوتے ہیں“..... سلوٹر نے جواباً کہا اور اسی لمحے اس کی جیب سے

سیٹی کی آواز بلند ہونے لگی تو سلوٹر نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور موہاں فون کی شکل کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ جس سے سیٹی کی آواز نکل رہی تھی۔ اس کے تینوں ساتھی خاموش ہو کر سلوٹر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سلوٹر نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

”ہیلو سلوٹر۔ ہیناک کا ٹیگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”میں چیف۔ سلوٹر ریسیونگ یو۔ اور“..... سلوٹر نے جواباً مودبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا تمہارے ساتھی تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے ہیناک کی آواز ابھری۔

”میں چیف۔ سمجھ، کلائو اور ڈان تینوں موجود ہیں۔ اور“..... سلوٹر نے جواب میں کہا۔

”آل رائٹ۔ اب تم چاروں میری ہدایات قویہ سے سنو اور ذہن نشین کر لو۔ اور“..... ہیناک نے دوسری جانب سے کہا اور تیزی سے ہدایات دینے لگا۔ وہ چاروں غور سے ہیناک کی ہدایات سن رہے تھے۔

”کیا تم لوگ سمجھ گئے ہو سلوٹر۔ اور“..... ہیناک نے اپنی بات مکمل کرنے کے بعد پوچھا۔

”میں چیف۔ ہم نے آپ کی ہدایات ذہن نشین کر لی ہیں۔ اور“..... اس مرتبہ کلائو نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”او۔ کے۔ اب تم لوگ روانہ ہو جاؤ۔ کامیاب ہونے پر مجھے فو

رپورٹ دینا۔ اور اینڈ آل“..... ہیناک نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر سے اس کی آواز آتا بند ہو گئی تو سلوٹر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور جیب میں رکھ لیا۔

”چلو۔ ہمیں وقت سے پہلے مقررہ اسپاٹ پر پہنچنا ہے“..... سلوٹر نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا تو اس کے تینوں ساتھی بھی اٹھے اور سلوٹر کے ہمراہ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں دائیں طرف چلنے لگے جس طرف برآمدہ تھا اور ایک مسلح شخص وہاں

شکل رہا تھا۔ وہ چاروں برآمدے سے نکل کر کپڑاؤں میں آئے جہاں ایک سفید رنگ کی دین کھڑی تھی۔ کلائو نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ باقی تینوں عقبی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ کلائو نے انجن سٹارٹ کر کے دین

اٹھنے کے کیٹ کی طرف بڑھائی جہاں ایک مسلح گاڑی کھڑا تھا۔ گاڑی نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا اور دین گیٹ سے باہر آ کر سڑک پر دوڑنے لگی۔

تھوڑی دیر بعد دین ایک سنسان سڑک پر پہنچی اور چند لمحوں بعد کلائو نے ایک جگہ رفقار کم کر کے پلٹن لیا اور دین واپس موڑ کر سائیلن پر روک دی۔

اس نے انجن بند کر دیا اور اس جانب دیکھنے لگا جس طرف سے وہ آئے تھے۔ اس وقت شام کے چھ بج کر پچاس منٹ ہو رہے تھے۔ دین کے

عقبی حصے میں بیٹھے سلوٹر، سمجھ اور ڈان سگریٹ سلک کر پینے لگے تھے۔ یہ سڑک ڈنٹس ایریا کی طرف جاتی تھی جبکہ دین کا رخ شہر کی جانب

تھا۔

”سلوٹر۔ تمہارا ہیکار ابھی تک نہیں آیا“..... چند منٹ بعد کلائو نے

جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر باوردی ڈرائیور بیٹھا تھا۔

”کیا بات ہے۔ تم نے سڑک کیوں ہلاک کر رکھی ہے؟“..... ڈرائیور نے کمزری سے باہر چہرہ نکال کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ ایک پرابلم ہو گئی ہے“..... کلائو نے جیب میں ہاتھ ڈال کر آگے بڑھتے ہوئے کہا اور ڈرائیونگ ڈور کے پاس آ گیا۔

”کیا پرابلم ہے؟“..... ڈرائیور نے ناگوارگی سے پوچھا تو کلائو نے یکدم جیب سے ریو اور نکال کر ڈرائیور کی گردن سے لگا دیا۔ ٹھیک اسی لمحے وین کے عقبی دروازے سے کلائو کے تین ساتھی ہاتھوں میں ریو اور لئے اترے اور تیزی سے کار کے پاس آ کر انہوں نے ڈرائیور اور طارق لوموی پر ریو اور تان لئے جو جہاں وہ پریشان بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے۔

”آپ باہر آ جائیں پلیز“..... سلوڑ نے عقبی نشست کا دروازہ کھول کر طارق لوموی سے کہا۔

”کیوں۔ تم لوگ کون ہو۔ کیا چاہتے ہو؟“ طارق لوموی نے غصیلے لہجے میں کہا تو اسی لمحے کلائو نے خوفزدہ ڈرائیور کی کپٹی پر ریو اور کی ٹال رکھ کر ڈرائیور پر یس کر دیا۔ سائیکلفرڈ ریو اور کی گولی نے ڈرائیور کو خاموشی سے موت کی آغوش میں چنپنا دیا اور وہ اپنی سیٹ پر لڑھک گیا۔ اس کا انجام دیکھ کر طارق لوموی کا چہرہ خوف سے یکدم زرد پڑ گیا۔

”اگر تم فوراً ہی باہر نہ آئے تو تمہارا بھی یہی انجام ہو گا آفیسر۔“ سلوڑ نے اس مرتبہ دھمکی دیتے ہوئے طارق لوموی سے کہا تو وہ ہلکا کر

عقب نما آئینے میں پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

”آجائے گا یا۔ آخر اس نے اپنے بچلے پر تو جاتا ہی ہے“..... سلوڑ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ کسی وجہ سے راستے میں کچھ دیر کے لئے رک گیا ہو“..... ڈان نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہیں۔ وہ اعلیٰ افسر ہے۔ ہو سکتا ہے کسی دوسری جانب چلا گیا ہو“..... سمٹھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ چیف کے پاس اس کے بارے میں حتمی معلومات ہوں گی ورنہ چیف ہمیں اتنے یقین کے ساتھ یہاں نہ بھیجتا۔ طارق لوموی رات کا کھانا آٹھ بجے اپنے گھر پر ہی کھاتا ہے اور گھر پہنچنے کے بعد کسی سے ملاقات بھی نہیں کرتا“..... سلوڑ نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اس کی گاڑی آ رہی ہے“..... کلائو نے تیزی سے کہا تو اس کے ساتھی چونک کر سامنے دیکھنے لگے۔ شہر کی جانب سے ایک سیاہ مرسلین گاڑی ان کی جانب آ رہی تھی۔ کلائو نے جلدی سے انجن شارت کیا اور وین سڑک پر لا کر اس اعزاز میں روک دی کہ آنے والی کار کے گزرنے کا راستہ نہ بچا تھا۔ پھر وہ انجن بند کر کے دین سے اترا اور دین کے فرنٹ پر آ کر جھک گیا جیسے دین کے نیچے انجن کو دیکھ رہا ہو۔ اتنے میں مرسلین کار قریب آ گئی اور کلائو سیدھا ہو کر ہاتھ سے کار کو رکنے کا اشارہ کرنے لگا۔ کار قریب آئی اور رک گئی۔ وہ کار وزارت مواصلات کے سیکرٹری طارق لوموی کی تھی اور وہ عقبی نشست پر بیٹھے تھے

فوراً کار سے اترے اور کھانچو ریوالور جیب میں رکھ کر وین کی ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا جبکہ سمیٹھ اور ڈان نے طارق لودھی کو دائیں بائیں جانب سے گھیر لیا۔

"چلو۔ وین میں بیٹھو۔ منہ سے ڈرا بھی آواز نکالی تو ڈرائیور کے پیچھے روانہ کر دیا جائے گا۔" سلوٹر نے وین کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے حکمرانانہ لہجے میں کہا تو طارق لودھی خوفزدہ قدموں سے وین کی طرف بڑھے اور اس میں داخل ہو کر سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ڈان اور سمیٹھ ان کے ساتھ جتنی نشست پر بیٹھے اور سلوٹر نے فرنت سیٹ سنبھال لی۔

"آپ لیٹ جائیں۔" سمیٹھ نے طارق لودھی کی گروں پر ریوالور کی ٹال کا دباؤ ڈالتے ہوئے کہا تو طارق لودھی کے پاس ان لوگوں کے حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ سیٹ پر شم دراز ہو گیا۔ ڈان نے دروازہ بند کر دیا اور کھانچو وین سپریم کی اسے شہر کی طرف دوڑانے لگا۔ وین کی کھڑکیوں پر پڑے سیاہ پردوں کی وجہ سے اس بات کا کوئی خدشہ نہ تھا کہ قریب سے گزرنے والوں کی دین کے اندر نگاہ پڑ سکے گی۔ چند منٹ بعد وین بندرگاہ کو جانے والی سڑک پر پہنچی اور کھانچو نے رفتار میں اضافہ کر دیا۔

"سلوٹر! ہارمن کو کال کر کے اطلاع دو۔" کھانچو نے عقب میں بیٹھے سلوٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ پہلے چیف کو رپورٹ دینی ہے۔ اس کی ہدایت پر ہارمن کو کال کروں گا۔" سلوٹر نے جیب سے فرانسسز نکالتے ہوئے کہا اور

فرانسسز آن کر دیا۔

"ہیلو چیف۔ سلوٹر کالنگ۔ اور۔۔۔ وہ فرانسسز منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

"نہیں سلوٹر۔ ہیناک ریسونگ یو۔ اور۔۔۔ چند لمحوں بعد فرانسسز سے چیف ہیناک کی آواز ابھری۔

"مشن مکمل ہو گیا ہے چیف۔ ہم ٹارگٹ وین میں ڈال کر لے جا رہے ہیں۔ اور۔۔۔" سلوٹر نے موڈ ہائٹ لہجے میں کہا۔

"دوسری گڈ۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی۔ اور۔۔۔" ہیناک کی آواز سنائی دی۔

"نوسر۔ صرف ایک ڈرائیور تھا جسے ہم نے ختم کر دیا۔ اور۔۔۔" سلوٹر نے جوابا کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ہارمن کو اطلاع دیتا ہوں۔ تم لوگ کتنی دیر میں گرین اسپاٹ پر پہنچو گے۔ اور۔۔۔" ہیناک نے پوچھا۔

"آٹھ سے دس منٹ لگ جائیں گے چیف۔ اس وقت ہم بندرگاہ روڈ پر ہیں۔ اور۔۔۔" سلوٹر نے درست واقع پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ دس منٹ بعد ہارمن گرین اسپاٹ پر موجود ہو گا۔ شکار کو اس کے حوالے کر کے تم واپس اپنے ٹھکانے پر جاؤ گے اور مجھے کال کرو گے۔

مزید ہدایات اسی وقت دوں گا۔ اور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے ہیناک نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلوٹر نے بھی فرانسسز آف کر دیا۔

کے فاصلے پر کھڑا تھا جبکہ جوزف دروازے کے پاس موجود تھا۔
 ”میں کچھ نہیں جانتا۔ تم کون ہو اور یہ عمارت کہاں پر واقع ہے۔“
 کراؤن نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”تمیز سے بات کرو ایکریمین ڈاگ۔ درندہ دانت توڑ ڈالوں گا تمہارے۔“ جوزف نے غصہناک ہوتے ہوئے کہا۔
 ”کیا اس بند کرو بلیک ڈاگ۔“ کراؤن نے جوزف کو کینہ توڑ لگا ہوں سے گھورتے ہوئے کہا تو گالی سن کر جوزف کا چہرہ غصے سے مزید سیاہ ہو گیا۔

”اجازت ہے چیف۔“ جوزف نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر غراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ یہ کافی سخت جان ہے۔ تشدد کے بغیر یہ زبان نہیں کھولے گا۔“ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جوزف نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر کراؤن پر چٹنی تلی چملاگ لگا دی۔ کراؤن فرش پر لاکھ گیا۔ جوزف نے کھڑے ہو کر کراؤن کو گریبان سے پکڑا مگر اس سے پہلے کہ جوزف دوسرا ہاتھ استعمال کرتا، کراؤن نے جوزف کے چہرے پر گھونسا رسید کر دیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف لڑکھڑاتا ہوا پیچھے دیوار کے پاس جا دکا اور کراؤن نے فوراً ہی اس پر جست لگا دی لیکن جوزف پھرتی سے ایک جانب ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اس کا داہنا گھونسا کراؤن کے جڑے پر پڑا اور کراؤن کراہتا ہوا فرش پر گر گیا۔ کراؤن کے سنبھلنے سے پہلے جوزف نے اس کے پہلو میں بھرپور ٹھوکر رسید کی اور کراؤن کے منہ سے ہلکی سی

چوہان کے واپس جانے کے دس منٹ بعد دافش منزل کے لاک اپ میں بلیک زیرو اور جوزف موجود تھے اور فرش پر بیٹھا کراؤن انہیں غور سے لگا ہوں سے گھور رہا تھا۔ چوہان اسے بے ہوش کر کے وہاں پہنچا گیا تھا۔ بلیک زیرو نے چہرے پر سیاہ نقاب لگا رکھا تھا۔ اس نے لاک اپ میں آنے سے پہلے جوزف کو بھیجا تھا کہ وہ کراؤن کو ہوش میں لائے۔ بعد میں بلیک زیرو بھی لاک اپ میں آ گیا تھا۔
 ”مسٹر کراؤن۔ اپنے بارے میں بتاؤ۔“ بلیک زیرو نے کراؤن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔“ کراؤن نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”یہی کہ تم کون ہو۔ کس تنظیم یا ایجنسی کے ممبر ہو اور تمہارے ساتھیوں نے سیکرٹری ڈیفنس اور ڈی جی انٹیلیجنس کو کیوں اور کس مقصد کے لئے اغوا کیا ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ کراؤن سے چند فٹ

جنگ نکل گئی۔ جوزف نے ہینٹرا بدل کر اس کے دوسرے پہلو کو نشانہ بنانے کی کوشش کی لیکن کراؤن نے دونوں ہاتھ بڑھا کر جوزف کا پاؤں گرفت میں لیا اور زور دار جھٹکا دیا تو جوزف اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور فرش پر گر گیا۔ اس نے تیزی سے کروٹ لے کر اپنے کی کوشش کی مگر کراؤن نے فوراً ہی جوزف کے پہلو میں گھونسا جما دیا۔ بلیک زیرو اپنی جگہ کھڑا ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جوزف کے صلیبی سے بے ساختہ کراہ نکلی اور اس نے درد سے غضبناک ہو کر کراؤن کے سینے میں لات رسید کر دی۔ پھر جوزف تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کراؤن پشت کے بل فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ فرش سے اٹھتا، جوزف اس کی طرف لپکا اور کراؤن کے پیٹ میں پھر پور ٹھوکر جمائی تو کراؤن پھر فرش پر لڑھک گیا۔ جوزف پر وحشت طاری تھی اور وہ اس وقت بھرا ہوا درد مند لگ رہا تھا۔ اس نے کراؤن کو سنبھلنے کی مہلت نہ دی اور اس پر ٹھوکروں کی بارش کرنے لگا۔ کراؤن کے حلق سے چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ وہ خود کو جوزف کی ٹھوکروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جوزف ہینٹرا بدل بدل کر اس کے جسم کے مختلف حصوں کو ٹھوکروں کا نشانہ بنا رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی کراؤن کا حلیہ بگڑ گیا اور اس پر غشی طاری ہوتی چلی گئی لیکن جوزف کے پاؤں نہ رکنے اور وہ مشقی انداز میں پاؤں چلاتا رہا۔

”تھمرو۔ یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ اسے ہوش میں لاؤ۔“ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو اس نے یکدم پاؤں روکے پھر لاک اپ سے

نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔ اس نے کراؤن کے پاس آ کر ایک ہاتھ سے اس کا منہ کھولا اور اس میں تھوڑا پانی ڈال کر پیچھے ہٹ گیا۔ تقریباً دو منٹ بعد کراؤن کے جسم میں حرکت ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں بعد اسے مکمل ہوش آ گیا۔ اس نے چہرہ کھما کر بلیک زیرو اور جوزف کی طرف دیکھا پھر کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ چہرے پر پڑنے والی ٹھوکروں سے اس کا چہرہ خون آلود ہو چکا تھا۔

”پپ۔ پانی۔“ کراؤن نے کراہتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے جوزف کو اشارہ کیا اور جوزف نے بڑھ کر پانی کا گلاس کراؤن کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ اس نے گلاس خالی کر دیا تو جوزف پیچھے ہٹا اور خالی گلاس دیوار کے پاس فرش پر رکھ دیا۔

”کیا تم اب میرے سوالوں کا جواب دینا پسند کرو گے مسٹر کراؤن۔“ بلیک زیرو نے کراؤن سے پوچھا۔

”نہیں۔ تم مجھ سے کچھ معلوم نہیں کر سکو گے۔“ کراؤن نے کمزور سی آواز میں فرماتے ہوئے کہا۔

”او کہ جوزف۔ شروع ہو جاؤ اور اس وقت دیکنا جب یہ زبان کھولنے پر آمادہ ہو جائے۔“ بلیک زیرو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جوزف ہرنگ کی طرح اچھل کر آگے بڑھا اور کراؤن بھی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک بار پھر دونوں میں خونریز فائٹ شروع ہو گئی اور جوزف ٹھونسوں اور متلوں سے کراؤن کی تواضع کرنے لگا۔ مگر اچانک ہی کراؤن

کراؤن نے کوئی حرکت نہ کی۔ جوزف نے غور سے اس کی کھلی آنکھوں کی طرف دیکھا اور فوراً ہی اس کے بال چھوڑ کر سیدھا ہو گیا۔

”کیا ہوا؟“ بلیک زیرو نے تیزی سے پوچھا۔

”مر گیا ہے غبیث!“ جوزف نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے ساختہ اچھل پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیزی سے کراؤن کے قریب آیا اور جبکہ کراؤن کے چہرے کا جائزہ لیا تو کراؤن کی آنکھوں میں زندگی کی تپک منقود تھی۔ اس کی کھلی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں اور اس کی شرٹ کے کارل کا کوتا گلیا نظر آ رہا تھا جبکہ چہرے کی رحمت نیلگوں پڑتی جا رہی تھی۔ بلیک زیرو نے سیدھے ہو کر گہرا سانس لیا۔ کراؤن نے یقیناً کارل کا کوتا چپایا تھا جس میں کوئی مہلک زہر پوشیدہ تھا اور اس زہر نے اسے تڑپنے سے پہلے ہی موت کی آغوش میں پہنچا دیا تھا۔

”تم ٹھیک کہتے ہو جوزف۔ اس نے خودکشی کر لی ہے۔ انیسویں کہ تہاری محنت بے کار گئی“ بلیک زیرو نے جوزف کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور چہرے سے نقاب اتار کر جیب میں رکھ لیا۔ کراؤن کی باجھوں سے زہریلا لعاب خارج ہو رہا تھا۔

”اس کی لاش ضائع کر دو جوزف“ بلیک زیرو نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور لاک اپ سے نکل کر تیزی سے آپریشن روم کی طرف چل دیا۔ وہ عمران کو کراؤن کے بارے میں اطلاع دینا چاہتا تھا جس نے زبان کھولنے کی بجائے ہمیشہ کے لئے زبان بند کر لی تھی۔

نے جوزف کے دونوں ہاتھ پکڑ کر جوزف کے پیٹ میں ٹکر دے ماری۔ جوزف لڑکھاتا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ کراؤن نے فوراً ہی جوزف پر چھلانگ لگا دی لیکن جوزف نے پھرتی سے کروٹ لے کر اپنا جگہ چھوڑ دی اور کراؤن منہ کے بل فرش پر آ رہا۔ جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کراؤن نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن جوزف کی ٹھوکر اس کے سینے میں پڑی اور وہ دوبارہ فرش پر لڑھک گیا۔ جب جوزف کے پاؤں مشعل انداز میں کراؤن پر ٹھوکر مینا برسا ئے۔ کراؤن کے سلق سے نکلنے والے جیٹیں ساؤنڈ پروف کمرے میں گونجنے لگیں۔ کراؤن جوزف کی ٹھوکر سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن جوزف اسے کامیاب نہ ہونے دے رہا تھا اور اس کے جسم کے ہر حصے کو نشانہ بنا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد کراؤن کی مزاحمت دم توڑ گئی اور اس نے ہاتھ پاؤں ڈال دیئے۔

”بس کرو۔ اسے دوبارہ ہوش میں لاؤ اور اس کے زخموں پر ٹھک چھڑک دو“ بلیک زیرو نے جوزف سے کہا تو جوزف اپنا ہوا بیچھے اور دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک دم کراؤن کے جسم میں حرکت ہوئی اور وہ کروٹ لے کر سینے کے بل دروازہ ہو گیا۔ اسے حرکت کر دیکھ کر بلیک زیرو چونکا۔

”مضمہرو۔ شاید وہ ہوش میں ہے“ بلیک زیرو نے جوزف کو روک دیا۔ بلیک زیرو نے کہا تو جوزف رکا اور پلیٹ کر واپس کراؤن کے پاس گیا۔ بلیک زیرو کی نگاہیں کراؤن پر مرکوز تھیں۔ جوزف نے جبکہ کراؤن کے سر کے بال پکڑے اور اس کے چہرے کو اپنی طرف کھمبہ

اور بلیک زیرو اس سے معلومات حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس طرح ایک اہم کیس ضائع ہو گیا جس کے ذریعے وہ مجرموں کے املاک کا نیک پختہ میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

عمران پر بری طرح جھلالت سوار تھی۔ سر عبدالرحمن کے اقوال کے بعد صفدر بھی غائب ہو گیا تھا۔ گزشتہ روز صفدر نے اس کے ٹیلیٹ کی نگرانی کرنے والے کا تعاقب کر کے اسے رپورٹ دی تھی کہ مظلوم شخص شاید کالونی کے بگلہ نمبر قمر ٹین میں پہنچا ہے تو عمران نے صفدر کو بگلہ میں داخل ہو کر اندر کی صورتحال معلوم کرنے کی ہدایت کی تھی لیکن صفدر نے کافی دیر تک رپورٹ نہیں دی تو عمران نے خود اس سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی اور اس میں ناکام ہو کر وہ خود شاید کالونی جا پہنچا تھا۔ لیکن بگلہ نمبر قمر ٹین میں سوائے فرنیچر کے کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ شاید مجرم اس کے آنے سے پہلے ہی وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔ صفدر کی گاڑی اس سڑک پر موجود تھی۔ اس سے عمران نے اندازہ لگایا کہ صفدر عمارت میں داخل ہوا اور مجرموں نے صفدر کو گرفت میں لینے کے بعد فوری طور پر وہ عمارت چھوڑ دی تھی۔ پھر بلیک زیرو نے فون پر عمران کو

کراؤن کی گرفتاری اور اس کی خوشگئی کرنے کی اطلاع دی تو عمران کو بے حد غصہ آیا تھا کہ بلیک زیرو نے کراؤن پر تشدد کرنے سے پہلے کراؤن کے ہاتھ کیوں نہیں باندھے تھے۔ بلیک زیرو کی کوتاہی سے کراؤن کو خوشگئی کرنے کا موقع مل گیا تھا۔ اس طرح ایک اہم کلیو ضائع ہو گیا تھا جس کے ذریعے وہ مجرموں کے اصل ٹھکانے تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکتے تھے۔

اسی پریشانی میں رات گزر گئی اور دوسری صبح بیدار ہوتے ہی اسے ایک اور بری خبر کا سامنا کرنا پڑا جب بلیک زیرو نے کال کر کے عمران کو سیکرٹری مواصلات طارق لودھی کے افواہ اور اس کے ڈرائیور کے قتل کے بارے میں اطلاع دی۔ بلیک زیرو نے اخبار میں خبر دیکھ کر عمران کو فون کیا تھا۔ چنانچہ عمران نے فوراً ہی سٹنگ روم میں بیٹھ کر اخبار کا مطالعہ کیا جس میں طارق لودھی کے افواہ کی خبر شرفی کے ساتھ شائع ہوئی تھی۔ اس خبر کے مطابق سیکرٹری مواصلات حسب معمول اپنے آفس سے واپسی پر ڈیفنس ایریا کو جانے والی سڑک پر پہنچے تھے جہاں انہیں روک کر ڈرائیور کو گولی مار دی گئی تھی اور طارق لودھی کو نامعلوم مجرم اپنے ہمراہ لے گئے تھے۔ طارق لودھی کے مقررہ وقت پر گھر نہ پہنچنے کے سبب ان کی بیگم نے ساڑھے سات بجے ان کے آفس فون کیا تو جواب ملا کہ وہ معمول کے مطابق اپنے آفس سے روانہ ہوئے تھے۔ بیگم طارق لودھی نے طارق لودھی سے موبائل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی اور ناکام ہونے پر اس نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے نصف گھنٹہ میں ہی

طارق لودھی کی گاڑی دریافت کر لی۔ گاڑی کے اندر یا باہر کسی قسم کی جہد و جد یا ہنگامہ آرائی کے آثار نہیں ملے تھے۔ ڈرائیور کی لاش اس کی سیٹ پر پڑی ملی جس کی کینٹی پر گولی کا سوراخ تھا لیکن آس پاس کی آبادی میں کسی نے فائر کی آواز نہیں سنی تھی۔ اس لئے پولیس نے باور کیا کہ ڈرائیور پر بے آواز ریا اور سے فائر کیا گیا تھا۔

ملک کی ایک اور اہم شخصیت کے افواہ پر عمران خاص پریشان ہوا اور اس نے فوراً ہی سوپر فیاض کے آفس فون کیا۔

”ہیلو۔ سوپر فیاض سیکرٹنگ“..... رابطہ قائم ہونے پر سوپر فیاض کی آواز آئی۔

”عمران بول رہا ہوں پیارے۔ کیا میں تمہارے پاس آ سکتا ہوں۔“

عمران نے مزاحیہ انداز میں کہا۔

”کیوں نہیں۔ میں ابھی تجھیں فون کرنے ہی والا تھا۔ کیا تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے“..... سوپر فیاض نے دوسری طرف سے کہا۔

”نہیں یار۔ صبح سویرے غالی پیٹ اخبار دیکھنے سے میری پینائی کمزور ہو جاتی ہے اور کان سائیں سائیں کرنے لگتے ہیں۔ بہر حال تم فکر مت کرو۔ میں اخبار دیکھنے کے لئے دس منٹ میں تمہارے آفس پہنچ رہا ہوں۔ ناشتا وہیں آ کر کروں گا تاکہ اخبار پڑھنے کا مزہ دو بلا ہو جائے۔ ویسے تمہاری سیکرٹری دو بلا ہے یا عدو بلا؟..... عمران نے چپکے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس کا نام شہلا ہے“..... سوپر فیاض کی ناگواری آواز سنائی

دی۔

”نام تو کافی خوبصورت ہے۔ وہ بھی کم نہیں ہوگی۔ بہر حال وہیں آ کر دیکھوں گا کہ وہ شہلا ہے یا قمار۔“ عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور فون بند کر کے اٹھ گیا۔ پانچ منٹ میں تیار ہو کر وہ سوپر فیاض کے آفس روانہ ہو گیا۔ راستے میں وہ بیک و فوروٹ میں عتب کا جائزہ لیتا اور چپک کر رہا کہ کوئی اس کے تعاقب میں تو نہیں ہے لیکن اس کا خدشہ غلط نکلا۔ کوئی گاڑی اس کے تعاقب میں نہیں تھی۔ چند منٹ بعد وہ اٹلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ پھر وہ سوپر فیاض کے آفس روم میں داخل ہوا تو حسب توقع سوپر فیاض کے علاوہ اس کی سیکرٹری شہلا بھی کمرے میں موجود تھی۔ وہ میز کے دائیں جانب کرسی پر بیٹھی پیڑ پر لکھ رہی تھی اور سوپر فیاض اسے کوئی اہم لیٹر ڈکلیٹ کر رہا تھا۔

”ہالو سوپر۔“ عمران نے غور سے دیکھا اور وہ چپک پڑی۔ عمران نے اسے چونکا دیکھا تو مسکرا دیا جبکہ شہلا نے اپنا چہرہ سوپر فیاض کی طرف موڑ لیا۔

”آؤ عمران۔ تمہارے ڈیوٹی کا کوئی سراغ ملا ہے یا نہیں۔“ سوپر فیاض نے عمران سے کہا۔

”سراغ تو تمہیں ملا ہو گا۔ تم اٹلی جنس آفیسر ہو۔ میں تو مدی ہوں۔“ عمران نے اس کے سامنے ایک کرسی پر گرے ہوئے کہا۔

”مگر میں نے سنا ہے کہ سیکرٹ سروس بھی اس کیس پر کام کر رہی ہے۔“ سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹ سروس کا تو نہیں البتہ مجھے اپنا پتا ہے کہ میں تمہارے کیس پر کام کر رہا ہوں۔“ عمران نے آنکھ دبا کر کہا۔

”میں سمجھا نہیں۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟“ سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”مطلب یہ ہے کہ تم ہر مہینے بلکہ مہینے میں دو تین مرتبہ سیکرٹری کو تبدیل کرتے ہو۔ مں پتلا کو کب تبدیل کرو گے۔“ عمران نے شہلا کی طرف آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا نام پتلا نہیں شہلا ہے۔ بہر حال تم کام کی بات کرو۔ کیا ناشٹ منگواؤں۔“ سوپر فیاض نے تیزی سے کہا۔

”نہیں پیارے۔ تمہاری سیکرٹری کافی حریفار لگ رہی ہے۔ بھوک اڑ گئی ہے اس کا صحن دیکھ کر۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں فضول باتیں کرتے ہو۔ اسے میں نے پرسوں ہی رکھا ہے۔ تمہاری باتوں سے بددل ہو جائے گی۔“ سوپر فیاض نے میز سے لہجے میں کہا تو عمران ہنس پڑا۔

”تم سے بددل ہو گئی تو میں اسے اپنی جزل سیکرٹری بنالوں گا۔ محضو تم ادا کرتے رہنا۔“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”شہلا۔ عمران میرا جگہری دوست ہے۔ تم اس کی باتوں کو ہائیڈ نہ کرنا۔“ سوپر فیاض نے شہلا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”جگہری نہیں۔ کیجی بلکہ پیپہر دی کب سوپر۔ جگر تو تمہارا خراب ہے۔ اسی لئے تمہارا خون سفید ہو چکا ہے ورنہ تم مں شہلا کی دوستی میں مجھے

بھی حصہ دار بناتے۔۔۔۔۔ عمران نے شکوہ بھرے انداز میں کہا تو شہلا نے عجیب سی نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔
 ”کیا مطلب۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے چونک کر عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے روم میں جا رہی ہوں ہاں۔۔۔۔۔ شہلا نے سوپر فیاض سے کہا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی تو عمران نے فوراً ہی لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تو شہلا عمران کو گھورتے لگی۔ ایک لمحہ کے لئے سوپر فیاض کا بھی حیرت سے منہ کھل گیا لیکن عمران نے کسی بات کا نوٹس لئے بغیر دوسرے ہاتھ سے شہلا کے بال کھینچ لئے۔ دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں شہلا کے سیاہ بالوں کی وگ جھول رہی تھی اور شہلا کے سر پر اب سنہری بال دکھائی دے رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سوپر فیاض بے اختیار چونک پڑا۔ اسی لمحے لڑکی نے چہرے سے اپنے پس کے اندر ہاتھ ڈالا اور چھوٹا سا پھل نکال لیا۔ پھل دیکھ کر سوپر فیاض بے اختیار اچھل پڑا لیکن عمران نے بجلی کی سی تیزی سے شہلا کے ہاتھ سے پھل چھین لیا۔ عمران نے پھل شہلا کے سر سے لگا دیا۔

”حیرت ہے۔۔۔۔۔ تمہیں کیسے پتا چلا کہ اس کے بال مصنوعی ہیں۔“ سوپر فیاض نے شہلا کو گھورتے ہوئے عمران سے کہا۔
 ”صرف حیرت نہیں سوپر۔۔۔۔۔ تمہیں تو حیرت کے مارے خود کبھی کر لینی چاہئے کہ تمہاری خوبصورت سیکرٹری شہلا نہیں شہلا ہے جس نے تمہیں دہلا بنا رکھا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے طرہ یہ لہجے میں کہا۔

”میں۔۔۔۔۔ میں سمجھا نہیں۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے گزبدا کر کہا۔
 ”مگر تم نے لڑکیوں کی بجائے تاش کے پتوں میں دلچسپی لی ہوتی تو تمہیں پتا ہوتا کہ جیل پہ دہلا ہوتا ہے یا دسل پہ شہلا۔ یہ غیر ملکی ایجنٹ ہے۔ ڈیڈی اور دولوں سیکرٹریوں کو اسی کے ساتھیوں نے اغوا کیا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا واقعی۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے حیرت سے منہ پھاڑتے ہوئے کہا اور اسی لمحے شہلا نے ایک دم عمران کے پیٹ میں کہنی سے ضرب لگائی تو عمران لکڑھڑکیا اور پھل شہلا کی کینچی سے ہٹ گیا۔ شہلا نے تیزی سے دروازے کی طرف ہنست لگائی لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے سے باہر نکلتی، عمران نے لانگ جپ لگایا اور شہلا کے قریب پہنچ کر اسے گردن سے دبوچ لیا۔ شہلا نے چہرہ عمران کی طرف موڑا تو عمران نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کر دیا۔ شہلا کے طلق سے تیز کراہ نکلی اور عمران کے تھپڑ سے اس کا سفید چہرہ سرخ ہوتا چلا گیا۔

”روزی۔ تمہارا چہرہ روز فلادور ہے اور میرے ہاتھ کانٹوں کی طرح تمہارے جسم میں سوراخ کر ڈالیں گے۔ اس لئے دوبارہ بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔ میرے ہاتھ میں آیا ہوا شکار اتنی آسانی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔“ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو شہلا کی آنکھوں سے وحشت جھانکنے لگی۔ عمران کے چہرے پر بے پناہ سفاکی اور درندگی ناچ رہی تھی اور سوپر فیاض خوفزدہ نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔
 ”کیا۔ کیا اس کا نام روزی ہے۔“ سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے

لہجے میں عمران سے کہا۔

”فی الحال۔ بعد میں روزہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے تمہیں اب اس کی جانب سے بچھڑ کے لئے روزہ رکھ لیتا چاہئے۔ تمہیں پتا ہے کہ میں فکار کو اس وقت چھوڑنا ہوں جب اس کی دھڑکنیں بند اور آنکھیں بے نور ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے زور سے پھل کا دست روزی کی کپٹی پر رسید کر دیا۔ روزی کے حلق سے تیز کراہ نکلی اور وہ لڑکھرائی ہوئی فرش پر ڈھیر ہو گئی۔ عمران اسے گھسیٹ کر سوپر فیاض کی میز کے پاس لایا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”تمہیں اس کی حقیقت کا کیسے علم ہوا۔۔۔۔۔ سوپر فیاض نے عمران کو عجیب سی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”مجھے تو گزشتہ روز ہی اس پر شبہ ہو گیا تھا جب تم اس کا ہاتھ پکڑے عشق جھاڑ رہے تھے۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لڑکی غیر ملکی ایجنٹ ہو سکتی ہے۔ سوپر فیاض نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں سوچنے کا وقت ہی کب ملتا ہے پیارے۔ جو بھی نوجوان اور خوبصورت لڑکی کسی بہانے سے قریب آتی ہے، تم سر سے پاؤں تک اس کے عشق میں ڈوب کر ہوش و حواس سے عاری ہو جاتے ہو۔ تمہاری حسن پرستی کے بارے میں غیر ملکی ایجنٹ بھی جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ تمہیں الو بنانے اور اپنے خلاف پولیس کی نقل و حرکت سے باخبر رہنے کے لئے کسی حسینہ چاروسیس کو بھیج دیتے ہیں اور تم ہوس کے پجاری بن جاتے ہو۔“

عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے عمارت سے سر ہٹکا لیا۔

”میں اسے لے جا رہا ہوں۔ امید ہے اب تم پوری دیانت سے ڈیڑی اور دوسرے افواہ کے جانے والے آفیسرز کو کتاباں کرنے کی کوشش کرو گے۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض کچھ نہ بولا اور عمران روزی کا بے ہوش جسم اپنے کندھے پر ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ روزی کو دالیں منزل لے جا رہا تھا۔

ٹھیک دو گھنٹے بعد وہ دالیں منزل سے اپنی سرخ سپورٹس کار میں روانہ ہوا تو اسے کافی معلومات مل چکی تھیں۔ دالیں منزل کے لاک اپ میں اس نے روزی کا میک اپ صاف کیا تھا۔ پھر روزی کو ہوش میں لا کر اس نے روزی سے پوچھ گچھ کی تھی۔ روزی کی زبان کھلوانے کے لئے اسے روزی پر کافی تشدد کرنا پڑا تھا۔ گزشتہ شام چوہان نے اپنی رپورٹ میں روزی کا ذکر کیا تھا جو کراڈن کی باجیٹ تھی تو عمران نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ صبح وہ سوپر فیاض کی سیکرٹری کو چیک کرے گا اور آج اس کا میک اپ محسوس کر کے عمران سمجھ گیا تھا کہ وہی روزی ہے۔ روزی سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں اس نے فوری قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا اور اپنے چہرے پر میک اپ کرنے کے بعد اب وہ مجرموں کے ایک اہم ٹھکانے کی طرف جا رہا تھا۔ چند منٹ بعد اس نے گنگ روڈ پر واقع ایک پلندہ عمارت کے باہر کار روکی اور انجن بند کر کے نیچے اتر آیا۔ اس کی منزل اعلیٰ سات منزلہ عمارت تھی۔ وہ موجودہ شکل اور لباس

میں کوئی جو کر لگ رہا تھا۔ نینٹی کلر سوٹ اور واڈمی مونچھوں نے اسے عجیب مٹھکے خیر بنا دیا تھا۔ سفید واڈمی اور خیر نما مونچھوں کے ساتھ وہ ایک ریٹین نظر آ رہا تھا۔

اگلی عمارت ایک کمرشل بلڈنگ تھی جس میں زیادہ تر ملکی اور غیر ملکی فرموں کے آفس قائم تھے۔ اس عمارت میں داخل ہو کر وہ زینوں کی طرف بڑھ گیا۔ اگرچہ لفٹ بھی موجود تھی مگر اسے فرسٹ فلور پر پہنچنا تھا۔ چنانچہ زینے چڑھ کر وہ فرسٹ فلور پر پہنچا اور وہاں کمروں کے باہر لگی نیم پلیٹوں پر نظر ڈالا ہوا راہداری میں ایک جانب بڑھنے لگا۔ پانچویں کمرے کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا۔ کمرے کے باہر نیم پلیٹ پر "مارکر انٹرنیشنل" لکھا تھا۔ چنانچہ اس نے کال تیل کا ٹیبن پر پریس کیا اور کتا ہی چلا گیا۔ بیٹے میں چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ کھولنے والا ایک ایکریٹین سیاہ قام تھا۔

"کیا بات ہے؟" سیاہ قام نے عمران کو غصیلی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو اس کا لہجہ بھی ایکریٹین ہی تھا۔

"مسٹر مارکر موجود ہیں؟" عمران نے بھی ایکریٹین لہجہ میں پوچھا تو سیاہ قام چونکا اور غور سے عمران کا حلیہ دیکھنے لگا۔

"نہیں۔ یہاں اس نام کی کوئی خاتون کام نہیں کرتی۔" سیاہ قام نے ایک لمحہ بعد جواب میں کہا۔

"مگر اس نیم پلیٹ پر تو؟" عمران نے نیم پلیٹ کی طرف اگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ صرف فرم کا نام ہے۔" سیاہ قام نے ہانکاری سے کہا تو عمران نے مایوسی کے اہواز میں سر جھکا لیا۔

"تم کس سلسلے میں آئے ہو مسٹر؟" سیاہ قام نے پوچھا۔

"گاڈی خریدنے۔ تمہارے پاس کس ماڈل کی گاڑیاں ہیں؟" عمران نے تیزی سے کہا۔

"سوری مسٹر۔ یہ تمہاری فرم ہے۔ یہاں صرف اسپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہوتا ہے۔" سیاہ قام نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دروازہ بند کرنے ہی والا تھا کہ عمران نے دروازے میں پاؤں رکھ دیا اور سیاہ قام غصے سے عمران کو گھومنے لگا۔

"میں بھی بزنس کے لئے آیا ہوں بے وقوف۔ مجھے ایکسپورٹ کرانے کا شوق ہے۔ ہٹو۔" عمران نے اتنے سرد لہجے میں کہا کہ سیاہ قام منہ سے کوئی لفظ نکالنے کے بغیر ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران اندر آیا تو سیاہ قام نے دروازہ بند کر دیا۔ اس آفس کے دو کمرے تھے۔ پہلے کمرے میں ایک نوجوان ایکریٹین لڑکی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھی ایک فائل دیکھ رہی تھی۔ میز پر ٹیلی فون سیٹ رکھا تھا۔ دوسرے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ لڑکی کی میز کے دائیں جانب دیوار کے پاس ایک بند الماری موجود تھی۔ عمران میز کی طرف بڑھا تو اس لڑکی نے عمران کی طرف دیکھا اور ایک لمحہ کے لئے اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت نمودار ہو گئی۔ یقیناً وہ عمران کے حلیے پر حیرت زدہ تھی۔

"آئیے سر۔ تشریف رکھیں۔" ایک لمحہ بعد لڑکی نے اپنے لبوں پر

کاروباری مسکراہٹ نکھرتے ہوئے شائستہ انداز میں کہا۔

”آپ کی آواز بے حد شیریں ہے۔ یقیناً آپ ہی اس فرم کی مالک ہیں۔“..... عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو۔ میں اس فرم کی منیجر ہوں۔ فرمائیے کیسے تشریف لائے ہیں۔“..... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بڑی آسانی سے۔ جیسی سے اتر کر عمارت میں داخل ہوا اور زینے چڑھ کر اوپر آ گیا۔“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”میرا مطلب ہے آپ کس کام سے آئے ہیں۔“..... لڑکی نے حیرتی سے کہا۔

”مجھے گاؤں نے بتایا ہے کہ یہاں امپورٹ انیکسپورٹ کا بزنس ہوتا ہے۔“..... عمران نے لڑکی کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں سر۔ آپ کس مقصد کے لئے آئے ہیں۔“..... لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مجھے ایکریمیا سے بیوی امپورٹ کرانی ہے۔“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں بتایا تو لڑکی بے ساختہ ہنس پڑی۔

”سوری۔ ہم بیویاں نہیں، صرف مشینری امپورٹ کرتے ہیں۔“..... لڑکی نے جواباً کہا۔

”میں نے کب کہا ہے آپ آلو میٹل امپورٹ کرتی ہیں۔ مجھے بھی ایک مشین منگوانی ہے ایکریمیا سے زائدہ انگری بیئر۔“..... عمران نے حیرتی سے کہا۔

”مگر آپ نے تو بیوی کہا تھا۔“..... لڑکی نے شپٹا کر کہا۔

”بیوی بھی تو انگری بیئر ہوتی ہے۔ زائدہ انگری بیئر بچے پیدا کرنے والا۔ اور مجھے بالکل آپ جتنی بیوی کی اشد ضرورت ہے۔ خرچہ بتائیے۔“..... عمران نے احتیاطی لہجے میں کہا۔

”سوری۔ آپ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہاں ایسا کوئی بزنس نہیں ہوتا۔“..... لڑکی نے اس مرتبہ ترش لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کہاں ہے اس فرم کا مالک۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔“..... عمران نے ایک دم غصے میں آتے ہوئے کہا۔

”دوسرے کمرے میں۔ لیکن وہ مقررہ اوقات کے علاوہ کسی سے ملاقات نہیں کرتیں۔“..... لڑکی نے عمران کو گھمورتے ہوئے کہا۔

”نو پرابلم۔ وہ نہیں ملتیں تو میں خود ہی مل لیتا ہوں اور مجھ سے مل کو وہ یقیناً خوش محسوس کرے گی۔ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی اس سے کوئی شکایت نہیں کروں گا۔“..... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا اور اٹھ کر

دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تو لڑکی نے دروازے کے پاس کھڑے سیاہ قام کو آنکھ سے اشارہ کر دیا۔ عمران نے اسے اشارہ کر کے دیکھا لیکن قدم نہ روکے۔

”اسے مسٹر جوکر۔ رک جاؤ۔ تم نے سنا نہیں کہ میڈم پہلے سے وقت طے کئے بغیر کسی سے نہیں ملتی۔“..... سیاہ قام نے حیرتی سے آگے بڑھ کر

عمران کا راستہ روکتے ہوئے کہا۔

”میں لئے نہیں وقت طے کرنے جا رہا ہوں۔ ملاقات دو دن بعد

”میں آپ کا نیا کسٹر پرنس آف ڈھمپ رانا تہور علی صندوق ہوں۔
 کیا آپ سن رہی ہیں؟“ عمران نے کہا تو کرسی پر بیٹھی عورت میں اب
 ہی کوئی حقیقت تک نہ ہوئی تو عمران کو بے حد حیرت ہوئی۔ دوسرے ہی
 لمبے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور میز کے گرد گھوم کر دوسری طرف پہنچا تو
 اس طرح زور سے اچھل پڑا جیسے فرش میں اس کے پیروں کے نیچے
 اچانک پیرنگ نکل آئے ہوں۔ کیونکہ دیوالیگ چیمبر پر کسی عورت کی
 بجائے پلاننگ کا بڑا سا پتلا رکھا تھا اور پتے کے سر پر سنہری بالوں کی
 دیکھ نظر آ رہی تھی۔

عمران ایک لمحہ میں ہی سب سمجھ گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے
 میز کے پیچھے سے نکل کر دروازے کی طرف چھلانگ لگا دی جو اس کے
 اندر آنے پر بے آواز طور پر بند ہو گیا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے دروازہ
 کھولنے کی کوشش کی تو اس کے ذہن کو دوسرا جھٹکا لگا۔ دروازہ باہر سے
 بند تھا۔ اس نے دو تین مرتبہ میٹل تھکا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی اور
 باکام ہو کر جب سے اپنا ریوالور نکال لیا جس پر سائیکلر نصب تھا۔ اس
 نے لاک کے چابی والے سوراخ پر ریوالور کی ٹال رکھ کر فائر کیا تو لاک
 بے کار ہو گیا۔ عمران نے میٹل تھکا کر دروازہ کھولا تو دوسری جانب دیکھ
 کر اس کا ذہن بھٹک سے اڑ گیا۔ فیچر لڑکی اور سیاہ قام گاڑڈوڈوں غائب
 تھے اور خالی کمرہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ عمران تیزی سے باہر آ کر بیرونی
 دروازے کی طرف بڑھا مگر میٹل تھکے پر وہ بھی لاک جا پت ہوا۔
 چنانچہ اس نے بے آواز ریوالور کی ایک اور گولی خرچ کی اور دروازہ کھول

کروں گا۔“ عمران نے لا پرواہی سے کہا اور سیاہ قام کو ہاتھ سے ایک
 طرف دھکیلا تو سیاہ قام نے فوراً اپنے بغلی بولسٹر سے ریوالور نکال کر
 عمران پر تان لیا۔

”ہرگز نہیں۔ تم میڈم کی اجازت کے بغیر اندر نہیں جا سکتے۔“ سیاہ
 قام نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”کارلوں۔ چھوڑو۔ یہ صاحب کافی خدی اور جھڑا لو ہیں۔ اندر
 جانے دو۔“ لڑکی نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو سیاہ قام کارلوں
 نے لڑکی کی طرف دیکھا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران وہ بارہ آگے
 بڑھنے لگا۔ قریب پہنچ کر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر کا جائزہ
 لیا۔ اس کمرے میں دروازے کے سامنے والی دیوار کے قریب آفس ٹیبل
 پر ٹیلی فون اور چھ فائلیں رکھی تھیں۔ میز کی دوسری جانب ایک گھونٹے
 والی کرسی پر سنہری بالوں والی کوئی عورت بیٹھی تھی۔ لیکن کرسی کا رخ دیوار
 کی جانب تھا اور عمران کی طرف اس کی پشت تھی جس کے سبب کرسی
 کے اوپر سے اس کا صرف سر ہی دکھائی دے رہا تھا۔ عمران کمرے میں
 داخل ہوا اور اس عورت کو متوجہ کرنے کے لئے اس نے فرش پر پاؤں مار
 لیکن کرسی پر بیٹھی سنہری بالوں والی عورت نے اس کی طرف مڑنے کی
 زحمت نہ کی اور اس کا رخ بدستور دیوار کی جانب رہا۔ شاید وہ نیند میں
 تھی۔

”ویلو میڈم گولڈن ہیر۔“ عمران نے دو قدم آگے بڑھ کر کہا
 میڈم نے اب بھی کوئی حرکت نہ کی۔

کر باہر آیا تو راہداری میں کوئی نہ تھا۔ وہ رکے بغیر زینوں کی طرف بھاگا اور ایک ایک قدم میں دو دو زینے پھلانگتا ہوا۔ نیچے پہنچا تو جھٹکے سے رک گیا۔ چارہ صف پہلے اندر آتے ہوئے اس نے وہاں تین گھڑیاں دیکھیں تھیں مگر اب ان میں سے سیاہ رنگ کی بیوک کار غائب تھی۔ اس نے اندازہ لگا لیا کہ کارلوں اور فیئر لڑکی اسی بیوک میں فرار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ پلٹ کر دوبارہ زینے چڑھتا چلا گیا۔ اوپر پہنچ کر وہ مارکر انٹر میٹل کے آفس میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے باریک بینی سے وہاں کا جائزہ لینے لگا۔ پہلے کمرے کی تلاشی لینے کے بعد وہ دوسرے کمرے میں آیا جہاں میڈم کی کرسی پر پڑے پتکے کی وجہ سے سیاہ خام گارڈ اور فیئر لڑکی وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور عمران سہیری بالوں میں الجھ کر مار کھا گیا تھا۔

شامدر آفس روم میں اس وقت خاموشی طاری تھی۔ خوبصورت آفس ٹیمیل کے پیچھے گھومنے والی کرسی پر ایک حسین و جمیل اور نوجوان عورت بیٹھی ہاتھ میں موجود شراب کے گلاس سے ہلکے ہلکے سپ لیتے ہوئے پرسوج انداز میں میز کی سطح کو گھور رہی تھی۔ جسامت اور چہرے کے تناسب سے اس کی عمر پچیس برس سے کم ہی معلوم ہوتی تھی اور اس کے خدوخال اسے انگریز ٹیمین ظاہر کر رہے تھے۔ اس کے سامنے میز پر ٹیلی فون اور ایئر کام سیٹ رکھے تھے۔ سامنے والی دیوار میں بند دروازے کے اوپر ایک سکرین روشن تھی جس میں دروازے کے باہر راہداری کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ راہداری میں ایک مسلح گارڈ دروازے کے پاس کھڑا تھا اور اس کے کندھے سے مشین گن ٹنک رہی تھی۔ چند لمحوں بعد اس عورت نے گلاس خالی کر کے میز پر رکھا ہی تھا کہ اچانک فون کی ٹھنٹی بج اُٹی تو وہ چونگی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو..... اس نے باوقار لہجے میں کہا۔

"چٹاک بول رہا ہوں مادام..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں

کہا گیا۔

"میں ہٹاک۔ کیا خبر ہے..... اس عورت نے جواباً کہا جسے مادام کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا۔

"شیراز نے رپورٹ دی ہے مادام۔ وہ جو کرنا شخص عمران ہی تھا۔ شیراز وہاں پہنچا تو عمران عمارت سے نکل کر دوسری قریبی عمارت کی طرف جا رہا تھا۔ وہاں اس کی سرخ سپورس کار کھڑی تھی۔ عمران کی کار کو پہچان کر شیراز سمجھ گیا تھا کہ وہ عمران ہے۔ شیراز نے اس کا کامیابی سے تعاقب کیا۔ عمران وہاں سے سیدھا اپنے فلیٹ پہنچا اور شیراز مجھے رپورٹ دینے کے لئے واپس اپنے رہائشی ہوٹل چلا آیا..... دوسری طرف سے ہٹاک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ میرا شبہ درست ہی تھا..... مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں مادام۔ اب آپ کا کیا حکم ہے..... ہٹاک کی آواز سنائی

دی۔

"ہمیں بہر حال میں مشن مکمل کرنا ہے ہٹاک۔ اگرچہ عمران ہماری

راہ پر لگ چکا ہے اور کراؤن کے علاوہ روزی بھی اس کی گرفت میں پھنسی ہے لیکن مجھے یقین ہے کراؤن کبھی زبان نہیں کھولے گا۔ چاہے اس پر بدترین تشدد کیا جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اس

کے باوجود سیکرٹ سروس ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی..... مادام نے انتہائی پرہیز لہجے میں کہا۔

"لیکن روزی..... وہ تو کراؤن کی طرح سخت جان نہیں ہے مادام۔

ہٹاک کی تشویش بھری آواز آئی۔

"ہاں۔ یقیناً روزی نے زبان کھولی ہے اور اس کے نتیجے میں عمران کنگ روڈ والی عمارت تک پہنچ گیا تھا۔ اس وقت مجھے محض شبہ تھا۔ اگر یقین ہو جاتا کہ وہ عمران ہی ہے تو میں اسے وہیں ختم کر دیتی۔ اتفاق سے اس وقت وہاں گاڑڈ یعنی کارلوں کے سوا کوئی ماتحت نہ تھا جو باہر کی صورت حال سے مجھے باخبر کرتا اور مجھے یقین ہو جاتا کہ عمران وہاں تہماء آیا تھا اور اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبرز اور پولیس نہیں تھی۔ بہر حال اب ہمیں عمران کے ہاتھ پاؤں بانٹنا ہوں گے تاکہ ہم اطمینان سے اپنا مشن مکمل کر سکیں اور ہمیں کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں مادام۔ اگرچہ پہلے میری بھی یہی سوچ تھی کہ عمران کو نہ چھیڑا جائے لیکن اب کراؤن اور روزی کی گرفتاری سے لگتا ہے کہ عمران کو مزید ڈھیل دی گئی تو وہ ایک ایک کر کے ہمارے تمام ممبرز سے ہمیں محروم کر دے گا..... ہٹاک نے کہا۔

"تمہارا اندیشہ درست ہے۔ بہر حال میں تھوڑی دیر بعد تمہیں کال کرنی ہوں۔ او کے..... مادام نے آخر میں کہا اور فون بند کر دیا۔ پھر اس نے قریب ہی رکے انٹرکام کے دو ٹن پریس کر دیئے۔

”بیٹے۔ راجہ بول رہا ہوں۔“ ایک دو تھوں بعد انشکام سے آواز ابھری۔

”کیا تمام مہرز آ چکے ہیں راجہ؟“ مادام نے مخصوص لہجہ میں کہا۔
 ”نہیں مادام۔ صرف ستر کراؤن نہیں پہنچے۔“ دوسری طرف سے راجہ نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔

”وہ یہاں نہیں ہے۔ کسی مشن پر گیا ہوا ہے۔ میں چند لمحوں بعد میٹنگ روم میں پہنچ رہی ہوں۔“ مادام نے جواب کیا اور انشکام آف کر کے کرسی سے اٹھ گئی۔ اس کا رخ بالحد واش روم کی طرف تھا۔ واش روم میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور چند لمحوں بعد واپس باہر آئی تو اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا۔ اس نے میز کے پاس آ کر دروازے سے سیاہ رنگ کا لٹاب نکالا اور چہرے پر چڑھا لیا۔ لٹاب میں سر سے لے کر گردن تک اس کا چہرہ چھپ گیا۔ صرف آنکھوں کی جگہ سوراخوں سے اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ تیار ہو کر وہ دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ راجہداری میں کھڑا مسلح گارڈ اسے دیکھ کر ایک دم مستعد ہو گیا لیکن مادام اس پر توجہ دینے بغیر راجہداری میں ایک جانب بڑھ گئی۔ راجہداری کے آخری کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گئی۔ اسے دیکھتے ہی کمرے کے وسط میں ایک لمبی میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھے سات افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

مادام آگے بڑھی اور میز کی دوسری جانب رکھی ایک خالی کرسی پر بیٹھ

گئی جو دوسری کرسیوں سے کچھ بلند اور آرام دہ تھی۔ مادام کے بیٹھے ہی میز کے گرد موجود افراد ہنسنے لگے جو شکلوں سے انگریزین لگ رہے تھے۔ وہ سب مؤدبانہ اعزاز میں مادام کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چند لمحوں تک کمرے میں خاموشی طاری رہی۔ پھر مادام ان سے خطاب کرنے لگی۔

”تم لوگ یقیناً یہ جاننے کے لئے بے چین ہو گے کہ تمہیں یہاں کیوں طلب کیا گیا ہے اور میں کئی دنوں بعد تمہارے سامنے کیوں آئی ہوں جبکہ اس سے پہلے تم لوگوں کا کراؤن اور ہینکاک سے رابطہ رہا اور وہ دونوں میرے احکامات کے مطابق تم لوگوں کو ذیل کرتے اور تمہاری کارکردگی کی مجھے رپورٹ دیتے رہے۔“ مادام نے پروردہ لہجہ میں کہا۔
 ”نہیں مادام۔ واقعی ہم حیران ہیں۔“ ایک ماتحت نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔

”توجہ یہ ہے سمجھو کہ کراؤن کو سیکرٹ سروس نے گرفتار کر لیا ہے۔ اس نے کل سے اب تک مجھ سے نہ رابطہ کیا ہے اور نہ ہی اپنے بارے میں کوئی خبر دی ہے۔ قحری سنا ہوئی میں اس کا کمرہ تھا۔ میرے جسم پر ایک ممبر نے اس کے کمرے میں چپک کیا تو کراؤن وہاں موجود نہیں تھا اور دروازہ بھی لاک نہیں تھا۔ کمرے کی حالت سے پتا چلا کہ وہاں کی مکمل طور پر سلامتی ٹی گئی تھی۔ میں نے اس سے فرانسمبل پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو کوئی جواب نہ ملا۔ اس لئے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ سیکرٹ سروس کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ اس کے بعد کلانیہ نے اطلاع دی کہ عمران نے روزنی کو گرفتار کر لیا ہے۔ کلانیہ اٹلی جنس بیورو کے ہیڈ کوارٹر کی جگہ

کے لئے وہاں پہنچا تو اس نے عمران کو ہیڈ کوارٹر سے باہر آتے دیکھا جس نے روزی کو اپنے کندھے پر ڈالا ہوا تھا اور روزی نہ صرف بے ہوش تھی بلکہ اس کے سر سے سیاہ بالوں کی دگ بھی غائب تھی۔ عمران نے ہیڈ کوارٹر کے باہر کھڑی اپنی کار میں روزی کو ڈالا اور وہاں سے روانہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد عمران کا تعاقب کرنے کی ہمت دوسری سڑک سے سیدھا عمران کے قلیٹ گیا تھا تاکہ عمران تعاقب سے باہر ہو کر اسے بھی گرفتار نہ کر لے لیکن یہ کلائیہ کی غلطی ثابت ہوئی۔ کیونکہ عمران روزی کے ہمراہ اپنے قلیٹ جانے کی بجائے کسی اور طرف چلا گیا اور کلائیہ اس کے قلیٹ کے باہر اس کا انتظار ہی کرتا رہ گیا۔ اس نے نصف گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد ہنگام کو رپورٹ دی اور ہنگام نے اسے وہاں سے ہٹا لیا کہ ہو سکتا ہے عمران روزی پر تشدد کر کے اس سے کلائیہ کے بارے میں معلوم کر لے اور عمران کلائیہ کو بھی گرفتار کر لے۔ مادام نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”مادام۔ کیا روزی کے بارے میں سوپر فیاض نے عمران کو آگاہ کیا تھا یا اسے سسٹر کراؤن سے یہ بات معلوم ہوئی تھی۔“ بائیں جانب بیٹھے ماتحت نے کہا۔

”نہیں۔ کراؤن اگر زبان کھولے تو عمران تم سب کو گرفتار کر چکا ہوتا۔ عمران اپنے والد کے انخوا کے سلسلے میں سوپر فیاض سے ملنے گیا ہو گا اور وہاں اس نے روزی کا میک اپ چیک کر لیا ہو گا۔ اتفاق سے روزی کو میرے بارے میں معلوم تھا کہ میں کہاں دستیاب ہو سکتی ہوں۔ چنانچہ

عمران اس سے معلومات حاصل کر کے میرے فرضی آفس جا پہنچا۔ وہ حلیہ بدل کر وہاں گیا تھا لیکن مجھے اس پر شبہ ہوا اور میں اسے دھوکا دے کر وہاں سے نکل گئی۔ اس طرح عمران کو بری طرح ناکام ہونا پڑا اور مجھے اس ٹھکانے سے محروم ہو کر یہاں آنا پڑا۔ اس کے علاوہ ہمیں وہ عمارت بھی چھوڑنا پڑی جہاں عمران کے ایک ساتھی کو سمجھنے نے گرفتار کیا تھا لیکن اصل میں وہ سیکرٹ سروس کی بجائے اٹلی جنس کا انسپکٹر تھا چنانچہ اس انسپکٹر کو میں نے اٹلی جنس کی سرگرمیوں سے باخبر رہنے کے لئے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب اپوزیشن یہ ہے کہ کراؤن اور روزی سیکرٹ سروس کی قید میں ہیں اور ہمیں محدود نفوذ کے ہمراہ اپنے مشن کو مکمل کرنا ہے۔ تین شخصیات ابھی باقی ہیں اور انہیں شکار کرنے میں ہمیں سیکرٹ سروس کی مزاحمت کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں۔ مجھے تم لوگوں کی جرات اور ذہانت پر یقین ہے کہ ہم مقررہ وقت میں اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں۔“ مادام نے ڈھونچ مہرے لہجے میں کہا۔

”نہیں مادام۔ ہم مشن کی تکمیل کے لئے اپنی جان کی بازی لگا دیں گے۔“ سمجھنے سے رہ جاتے ہوئے جو شیلے لہجے میں کہا۔

”گولڈ۔ لیکن ہمیں مشن مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے دونوں ممبرز کو سیکرٹ سروس کی گرفت سے آزاد کرانا ہے۔ اس کے لئے میں ایک پلان بنا رہی ہوں۔ فی الحال تم رپورٹ بیان کرو لیکن۔“ مادام نے ایک ممبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ میں نے میجر فاروق کے ذرا نجد کو چپکاس ہزار روپے پر
آبادہ کر لیا ہے کہ وہ مصری ہدایات پر عمل کرے گا۔ اسے صرف یہی بتایا
گیا ہے کہ ہم ایک تحریری معاہدے پر میجر فاروق سے دھتھالیس کے اور
ہیں۔" رگیس نامی شخص نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مذہبوز۔ مجھے یقین ہے تم اس میں آسانی سے کامیابی حاصل کرو
گے۔ سلوٹر تم کیا کہتے ہو۔" مادام نے سامنے بیٹھے شخص سے کہا۔

"مادام۔ میں نے اپنے حکار کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر
لی ہیں اور اس کے لئے ایک آسان سا پلان مرتب کیا ہے۔ اسے ہائی
جیک کر کے میرے لئے مشکل نہیں ہوگا۔" سلوٹر نے مودبانہ لہجے میں
کہا۔

"وضاحت کرو سلوٹر۔ تمہارا کار کوئی معمولی آفیسر نہیں ہے۔" مادام
نے غصے سے کہا۔

"ہیں مادام۔ میں سمجھتا ہوں۔ کل سر سلطان نے اپنے ایک حوزہ کی
شاہی میں جانا ہے۔ ذاتی کاموں کے لئے وہ گارڈز کے بغیر سفر کرتے
ہیں۔ کئی سات بجے وہ اپنی ٹیم کے ہمراہ اپنے بنگلے سے روانہ ہوں گے
اور ان کے ساتھ صرف ایک ذرا نیر ہوگا۔ چنانچہ ہم راستے میں ہی انہیں
غائب کر دیں گے۔" سلوٹر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ذری گز۔ یہ عمدہ ترکیب ہے۔ تم نے اچھا پلان بنایا ہے۔" مادام
نے ستائشی لہجے میں کہا۔

"یقیناً یو مادام۔ ہماری کامیابی یقینی ہے۔" سلوٹر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"ڈان۔ تمہیں ایک اہم مشن پر جانا ہے اور یہ مشن اتنا آسان ہے
کہ تم کسی قسم کی عزالت کا سامنا کئے بغیر کامیاب ہو جاؤ گے۔ اس مہم
میں تمہیں تنہا جانا ہوگا۔ کیا تم تیار ہو۔" مادام نے سلوٹر کے قریب
بیٹھے شخص سے کہا جس کا نام ڈان تھا۔

"ہاں مادام۔ آپ حکم فرمائیں۔ مجھے کہاں جانا اور کیا کرنا ہوگا۔"
ڈان سے سر ہلاتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"تم تینھو۔ میں انکی ہدایات دیتی ہوں۔" مادام نے کہا۔

"مادام۔ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔" سلوٹر نے پوچھا۔

"تم لوگ جاؤ۔ تمہیں مزید ہدایات میں فون پر دوں گی۔" مادام
نے حکمانہ لہجے میں کہا تو ڈان کے سوا باقی چار ممبرز اپنی جگہوں سے اٹھے
اور خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ وہ دروازہ کھولی کر باہر گئے
اور دروازہ بند کر دیے۔ مادام نے چند لمحوں تک کیا مگر ڈان کو اس کے
مشن کے سلسلے میں ہدایات دیتے گئے۔

عمران دانش منزل میں بلیک زیرو کے پاس بیٹھا موجود کسی پر
بے حس کر رہا تھا۔ روزی لاک اپ میں بندھی۔ عمران نے اس سے ایک
مرتبہ پھر پوچھ کچھ کی تھی لیکن اس نے مادام کے کسی اور ٹھکانے سے
لاٹھی کا اٹھار کیا تھا۔ چنانچہ عمران اب پھر اندھیرے میں تھا۔ صفدر کا بھی
ابھی تک کچھ پتا نہ چلا تھا۔ عمران اس کے بارے میں بھی فکر مند تھا۔
بھرموں کا پلان کسی حد تک وہ سمجھ چکا تھا لیکن ان تک پہنچنے کا کوئی راستہ
معلوم نہ ہونے کے سبب وہ بھرموں کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے
معذور تھا۔

”یقیناً مادام نے آپ کے بھروسہ میں سے آپ کو بچان لیا ہو
گا۔ جب ہی وہ آپ کو ٹھہرے گی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ مجھ سے یہ حماقت ہو گئی تھی۔ اگر میں کسی اور جھیلے میں جاتا
تو اس کے فرشتے بھی مجھ پر شبہ نہیں کر سکتے تھے۔ میں بھی سمجھتا رہا کہ
وہ لڑکی شہر ہی ہے اور مادام دوسرے کمرے میں ہے جس سے ملنے سے

مجھے روکا جا رہا ہے۔ پھر کمری پر پشت سے اوپر نظر آنے والے سنہری
بالوں سے بھی میں دھوکا کھا گیا اور وہ مجھے کمرے میں بند کر کے فرار ہو
گئی۔ مجھے ذرا بھی شبہ ہو جاتا کہ وہ خیر لڑکی ہی اصل میں اس گروہ کی
سربراہ ہے تو میں اسے وہیں چھاپ لیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا تو بلیک زیرو بھی مسکرا دیا۔

”اب آپ کیا کریں گے۔“ بلیک زیرو نے پوچھا تو اسی لمحے اس
کی وایج ٹرانسمیٹر پر سنٹل موصول ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ صفدر کانگ۔ اور۔“ وایج ٹرانسمیٹر سے غلاف توقع
مسٹر کی آواز ابھری تو عمران بے اختیار اچسپ پڑا۔

”میں صفدر۔ ایکسٹو انٹرنلنگ یو۔ تم کہاں ہو۔ اور۔“ بلیک زیرو
نے ایکسٹو کے لیے میں کہا۔

”سلطان آباد کی ایک گلی سے بات کر رہا ہوں چیف۔ مجھے چند لمحے
پہلے ہوش آیا تو میں ایک بند دکان کے باہر پھا تھا اور میرے گرد وہاں
کے مکین کڑے تھے۔ انہوں نے مجھے ہوش میں لانے کے لئے پانی ڈالا
تھا۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ چند ڈاکو مجھے زخمی کر کے میری گاڑی چھین
کر لے گئے ہیں۔ جب گلی والے مطمئن ہو کر چلے گئے۔ اور۔“ صفدر
نے جواب دیا۔

”تو کیا تم زخمی ہو۔ تم نے گزشتہ روز رپورٹ کیوں نہیں دی تھی۔
اور۔“ بلیک زیرو نے پوچھا۔

”مجھے بھرموں نے بے ہوش کر دیا تھا چیف۔ اور۔“ صفدر کی آواز

آئی اور پھر وہ تفصیل سے رپورٹ بیان کرنے لگا۔ عمران اور بلیک زبرد
پوری توجہ سے سن رہے تھے۔ صدر کے خاموش ہوتے ہی عمران نے
بلیک زبرد کو خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔

”تم ڈی کیسے ہو۔ اور“ اس مرتبہ عمران نے ایکسٹو کے لیے
میں صدر سے پوچھا۔

”مقدم نہیں چلی۔ میں خود حیران ہوں کہ مجھے بے ہوش کرنے
کے بعد انہوں نے میرا شانہ کیسے زخمی کیا اور پھر میری بے ہوشی کے
دوران ہی کیوں میرے ذہن کی چیخ مچ کر دی گئی اور مجھے میں سمجھیں کھٹے
شاید اسی کے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دوران عمران صاحب نے شاید
کامیابی میں مجرموں کے کھانے پر دیکھ لیا تھا۔ اور“ صدر نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ عمران خود وہاں گیا تھا لیکن بلکہ میرے حرمین میں کوئی نہ تھا۔
البتہ تمہاری گاڑی اب بھی وہاں موجود ہے۔ ذہم زیادہ تھک گیا۔ وہ تو نہیں
ہے۔ اور“ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ پانچ سو دو دھمکیوں جو وہاں ہے۔ اور“ صدر نے جواب
دیا۔

”خیر۔ تم وہاں سے لپکی میں سیدھے عمران کے پاس چلے جاؤ۔ وہ
اپنے قلیت پر تمہارا منتظر رہے گا۔ اپنے تعاقب کا دھیان رکھنا۔ اگر کوئی
تلقین کرنے کی کوشش کرے تو خود کو بے خبری ظاہر کرنا۔ عمران کے
پاس پتہ عمران کو کچھ بتانے سے گریز کرنا۔ اسے تمہارے ذہم کا علم نہیں

ہونا چاہئے۔ اور اینڈ آل“ عمران نے ہدایات دے کر آخر میں کہا تو
بلیک زبرد نے واضح ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”آپ نے صدر کو یہ ہدایت کیوں کی ہے جناب“..... بلیک زبرد
نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ضرورت ہدایت کی ماں ہوتی ہے۔ باقی میں تمہیں فون پر بتاؤں
گا۔ فی الحال تو مجھے صدر سے پہلے اپنے فلیٹ پہنچنا ہے۔ تم خود بھی
اعازہ لگانے کی کوشش کرو کہ ضرورت اجازت کی ماں ہوتی ہے یا ہدایت
کی“..... عمران نے اتفاق سے کہہ میں کہا اور اٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دانش
منزل کی ایک سفید عود کار میں اپنے فلیٹ جا رہا تھا۔ وہ سپورٹس بھر کی
جگہ ایک مجلس میں یہاں آیا تھا اور اس کے علم پر جوزف نے یہ کار
گیران سے نکالی کر کہاؤں میں کھڑی کر دی تھی۔ اسے یقین تھا کہ صدر
کو مجلس میں سلطان آباد سے اس کے قلیت پہنچنے میں کم از کم پندرہ منٹ
لگ جائیں گے۔ چھ سات منٹ بعد عمران اپنے قلیت پہنچ گیا۔ سیدان
نے تیسری تہل پر دروازہ کھولا اور عمران انفرادی کر سٹنگ روم میں جا پہنچا۔
پھر اس نے سلیمان کو اندر طلب کر کے صدر کی آمد کے بارے میں بتا کر
چند ہدایات دیں اور سلیمان حیران ہوتا ہوا کمرے میں چلا گیا۔ تقریباً پانچ
چھ منٹ بعد اطمینان بخشی منج آئی تو عمران کمرے سے نکل کر بیرونی
دروازے پر آیا اور دروازہ کھولا تو حسب توقع باہر صدر موجود تھا۔ صدر کو
دیکھ کر عمران کی ہاتھیں جھکن گئیں۔

”آؤ زیادہ راجع والے۔ میں صدیوں سے تمہارا انتظار کر رہا

تھا۔ سناؤ قطب شمالی سے کب واپس آؤ ہوا۔ سنا ہے برقائی لڑکیاں برقائی بچے پیدا کرتی ہیں۔۔۔۔۔ عمران نے چپکے ہوئے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"معلوم نہیں۔ آپ ہی وہاں آتے جاتے ہیں۔ آپ کو پتا ہوگا۔" مصدر نے بے اختیار چپکے ہوئے کہا اور اندر آ گیا۔ عمران نے دروازہ بند کیا اور مصدر کے ہمراہ سٹنگ روم میں آ کر صوفے پر بیٹھے ہوئے اس نے مصدر کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو مصدر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"اور سناؤ۔ کاپ کیوں رہے ہو۔ لگتا ہے تمہیں سردی محسوس ہو رہی ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سردی۔ لاجول والا تو تو۔ گرمی کا موسم ہے چناب۔" مصدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہیکم لاجول والا تو تو۔ کھوشی نے کہا تھا کہ آؤ کو ایک عمر چاہئے اثر ہونے تک۔ اور مجھے اب بہانہ چاہئے کافی پینے کے لئے۔ تم شاید نہیں چاہتے کہ تمہارے بہانے مجھے بھی ایک کپ کافی مل جائے۔" عمران نے منہ ہاتھ ہاتھ ہوئے امتحانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ منگوا لیجئے۔ میں بھی طلب محسوس کر رہا ہوں۔" مصدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ جلدی سے مصدر کے لئے کافی لے آؤ۔ بے چارہ سردی سے غصہ کرتا جا رہا ہے۔" عمران نے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو مصدر شش پڑا۔

"ابھی لایا صاحب۔" مصدر صاحب کے لئے کافی کے ساتھ ساتھ چہانے کے لئے انگارے بھی لا رہا ہوں۔۔۔۔۔ جواب میں سلیمان نے بھی سچ کر کہا۔

"نہیں نہیں۔ انگارے رہنے دو۔ کافی پینے کے بعد انہیں کچن میں لے جا کر ادھون میں رکھ دینا۔" عمران نے تیزی سے کہا تو مصدر مسکراتے ہوئے عجیب سی نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ شاید وہ کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دو تین منٹ بعد سلیمان ٹرے میں کافی کی پیالی رکھے کمرے میں داخل ہوا اور قریب آ کر اس نے پیالی مصدر کے آگے میز پر رکھ دی۔

"کیسے ہو سلیمان۔" مصدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کافی نوش کریں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ میں کیسا ہوں۔" سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو مصدر چونک پڑا۔

"ارے گھاسن غمزون۔ کیا میرے لئے نہیں لایا کافی۔" عمران نے مصدر کو چونکتے دیکھ کر غصیلے لہجے میں سلیمان سے کہا۔

"نہیں صاحب۔ آپ پہلے ہی بہت گرم ہیں۔" مصدر نے آپ کے آپ کو کافی پینے سے منع کیا ہے۔" سلیمان نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا تو عمران نے بے چارگی سے منہ لٹکا لیا۔

"دیکھا پیارے۔ یہ باورچی کی اولاد کتنا بدل گیا ہے۔ لگتا ہے مجھے یا باورچی رکھنا پڑے گا۔ یہ غیبت تو میری ڈاکٹریت کی ڈگریاں دیکھ دیکھ کر ڈاکٹر بننا جا رہا ہے۔" عمران نے بے بسی سے مصدر کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا تو صفدر مسکراتے ہوئے کافی پینے لگا۔

”آپ کا ذاتی مسئلہ ہے۔ آپ نے خود ہی اسے اتنا سر جڑھا رکھا ہے۔“ صفدر نے کہا اور پھر کافی کے گھونٹ لینے لگا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم اسے میرا ذاتی مسئلہ سمجھتے ہو تو میں آج ہی اسے نکال دوں گا۔ کیا خیال ہے۔“ عمران نے نیٹ لہجے میں کہا۔

”میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ آپ کی مرضی جو چاہے کریں۔ آپ کا گھر بھلے مسئلہ ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے یاد۔ تم بھی گرگٹ کی طرح زبان بدلتے ہو۔ ابھی ذاتی مسئلہ کہتے ہو کبھی گھر بھلے معاملہ۔“ عمران نے تیزی سے کہا۔

”گرگٹ زبان نہیں دنگ بدلتا ہے جتنا۔“ صفدر نے کہا مگر پھر جلدی سے کافی کی پیالی میز پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں میں سر تھا

لیا۔ عمران غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صفدر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کے صحن سے آواز نہ نکلی اور دوسرے ہی لمحے وہ صوفے پر گرک گیا۔ عمران نے اٹھ کر اسے بلایا جلا یا۔ لیکن

صفدر بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ دروازے کی طرف بھاگے اور پرائیویٹ فون والے کمرے میں آکر فون پر

دانش منزل کے نمبر پر ریس کرنے لگا۔ چشمہ سیکنڈ ہینڈ رابطہ قائم ہو گیا۔

”ہی۔“ ایکسٹنشن سیکلنگ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک ڈیرو نے ایکسٹنشن کے لیے مٹا کہا۔

”عمران بول رہا ہوں ظاہر۔ جوزف کو میرے غلیب پر بھیجئے۔ صفدر

دانش منزل منتقل کر رہا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”بھتر۔ کیا صفدر بے ہوش ہے۔“ بلیک ڈیرو کی چٹکتی ہوئی آواز خالی رہی۔

”ظاہر ہے۔ وہ ہوش میں ہوتا تو خود ہی تمہارے پاس پہنچ جاتا۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ فی الحال تم صفدر کو لاک اپ میں بند رکھنا۔

جوزف کو کہنا کہ وہ عقلی گلی میں گاڑی لائے اور وہ صفدر کو عقلی زینوں سے نیچے لے جائے گا۔ ہو سکتا ہے فرسٹ پر کوئی میری عمرانی کے لئے موجود ہو۔“ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بھتر۔ میں جوزف کو روانہ کر رہا ہوں۔“ بلیک ڈیرو نے

مؤویات لکچے میں کہا تو عمران نے فون بند کیا اور اس کمرے سے نکل کر وہیں سٹنگ روم میں آ گیا جہاں صفدر صوفے پر ہوش و حواس سے بیٹھ

پڑا تھا۔ عمران نے اس کے قریب بیٹھ کر اس کے لباس کی تلاشی لی۔ پھر بائیں بازو کی آستین کے شکن کھولے اور آستین الٹ کر کندھے تک

سمیٹ دی۔ صفدر کے شانے پر پینڈج نظر آ رہی تھی۔ عمران نے پینڈج کے اوپر سے صفدر کے شانے کو نکالا۔ پھر آستین بند کر کے دوسرے

صوفے پر جا بیٹھا اور بیوقوفانہ انداز میں رکھ کر کہتے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔

تو عمران نے کھانے کا آرڈر لوٹ کر لیا اور ویٹر چلا گیا۔

”سر کا کچھ پتا چلا“..... ویٹر کے جانے کے بعد سوپر فیاض نے سر عبدالرحمن کے بارے میں عمران سے پوچھا۔

”ابھی تو پیر کا پتا نہیں چلا، سر کا نمبر تو بعد میں آتا ہے“..... عمران نے ہنسا ہنسا کہا۔

”میں تمہارے ڈیڈی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں“..... سوپر فیاض نے ناگواری سے کہا۔

”نہیں۔ سیکرٹ سروس والے کو شش کر رہے ہیں۔ تم سناؤ۔ تمہارا حکمہ کیا کر رہا ہے“..... عمران نے سسکتا ہوا کہا۔

”فی الحال تو ہمیں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ سمجھ نہیں آتی کہ نامعلوم مجرم اتنی اہم سرکاری شخصیت کو اغوا کر کے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں“..... سوپر فیاض نے الجھن بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے ویٹر کھانا لے کر آ گیا۔ اس نے میز پر کھانا سجایا اور اس کے پیٹے ہی عمران نے کھانا شروع کر دیا۔ دوپہر کو وہ بچ نہیں کر سکا تھا اور اس وقت وہ بھوک سے بے تاب تھا۔

”کھاؤ سوپر۔ پیٹ بھرنے کے بعد تمہیں سمجھ آ جائے گی“..... عمران نے سوپر فیاض سے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ابھی بھوک نہیں ہے“..... سوپر فیاض نے کہا اور چائے پینے لگا۔ عمران نے بھی اصرار نہ کیا اور خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ کھانے کے بعد اس نے ویٹر کو طلب کر کے چائے منگوائی۔

رات کے نو بجے عمران کھانا کھانے کے لئے گولڈن ہوٹل پہنچا تو ہال میں سوپر فیاض ایک میز پر تنہا بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ عمران دانش منزل سے لوٹا تھا اور کھانا کھانے کے لئے وہاں رک گیا تھا۔ سوپر فیاض کو دیکھ کر وہ سسکا دیا اور سیدھا اس کی میز کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچا تو سوپر فیاض نے اس کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔

”سوپر۔ تنہا ہی بیٹھ کر رہے ہو“..... عمران نے اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”گھر جا رہا تھا۔ چائے پینے کے لئے رک گیا تھا۔ تم سناؤ۔ چائے پیئے گے یا کافی“..... سوپر فیاض نے سسکتا ہوا کہا۔

”کھانے کے بعد کافی پیو گے۔ ویٹر“..... عمران نے کہا اور قریب سے گزرنے والے ویٹر کو آواز دی۔

”ییس سر“..... ویٹر نے قریب آ کر رکتے ہوئے متوجہانہ لہجے میں کہا

”ہاں۔ یہ بتاؤ کہ روزی عرف شہلا نے تمہیں کیسے پہچانا تھا۔“

عمران نے چائے پیئے کے دوران سوپر فیاض سے کہا۔

”گاؤڈن روڈ کے ایک کینے میں ٹٹی تھی۔ وہیں اس نے مجھ سے نوکری کے لئے درخواست کی تھی اور میں نے اس پر دم کھا کر اسے لیزلی ٹیکرزی رکھ لیا۔“ سوپر فیاض نے جواب میں سر جھکا کر کہا تو اس کے لہجے میں عداوت تھی۔

”دم کھا کر یا اس کے حسن و جوانی پر فریفت ہو کر۔“ عمران نے چستے ہوئے لہجے میں کہا۔

”خیر جیسے بھی سمجھو۔ مگر تم بتاؤ۔ تمہیں روزی کی حقیقت کا کیسے پتا چلا تھا۔“ سوپر فیاض نے شہلا کر کہا۔

”میں نے خواب میں دیکھا تھا اسے۔ اس وقت وہ اپنی اصل شکل میں تھی۔“ عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”بھوت۔ آج کل اور خاص طور پر تم جیسے کو سچا خواب نہیں آ سکتا۔“ سوپر فیاض نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہیں یقین نہیں آتا تو مت یقین کرو۔ مجھے کچھ سوچنے دو۔“ عمران نے ہراساں نہاتے ہوئے کہا۔

”کیا سوچ رہے ہو۔“ سوپر فیاض نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”یہی کہ تمہیں پولیس آفیسر کی بجائے کسی یتیم خانے کا انچارج ہونا چاہئے تھا۔“ عمران نے کپ خالی کرتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے۔“ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں

کہا۔

”تمہارے ہیڈ آف ایڈمنسٹریشن سر میڈارنٹ کو اتھا کر لیا گیا ہے اور

تم ہوٹل بازی کرتے پھر رہے ہو۔ کیا یہ خطا نہیں ہے۔“ عمران نے طعنے اعلیٰ میں کہا۔

”بکومت۔ تم بھی تو ہوٹل میں بیٹھے ہو۔ وہ تمہارے بھی تو والد ہیں۔“ سوپر فیاض نے پہلے کے لہجے میں کہا۔

”اوہ سوہی۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ ٹھیک ہے میں چا رہا ہوں۔

میں ادا کر دیتا۔“ عمران نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض ہلکلا گیا لیکن عمران کے بغیر تیزی سے ہال کے خارجی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سوپر فیاض اس کی پشت کو گھورتے ہوئے ہونٹ چبا رہا تھا۔

عمران ہال سے باہر آ کر کار پارکنگ کی طرف بڑھا جہاں اس کی سفید مزدا کار کھڑی تھی۔ وہ کار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ یکدم اس کی چھٹی حس نے فطرت کا الارم بجایا اور عمران پھرتی سے بائیں جانب ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منق سے تیز کراؤ نکل۔ اس نے سامنے سے اپنی جانب آتے ہوئے شعل کو دیکھا تھا مگر کوئی چارہ کرنے سے پہلے ہی سرخ آنکھ اس کے بازو کو زخمی کرتا نکل گیا تھا۔ یقیناً بے آواز دھماکہ اس پر مارا گیا تھا۔ اسی لمحے گیٹ کے قریب ہی کھڑی ایک نیلی کار تیزی سے گیٹ کی طرف پلکی تو عمران نے اس کی طرف دیکھا اور وہ کار گیٹ سے نکل گئی۔ عمران تیزی سے اپنی گاڑی میں

بیٹھا اور انجن شارت کر کے کار گیٹ کی طرف بڑھا دی۔ اس نے غلطی رنگ کی کار کو کیٹ سے باہر دائیں جانب مڑتے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ سڑک پر آ کر اس نے اپنی کار اس جانب موڑی تو کافی فاصلے پر ایک گاڑی کی جتنی سرخ لائٹس دکھائی دیں۔ اس وقت اس طرف جانے والی وہ واحد گاڑی تھی اور اس کی رفتار بھی زیادہ تھی۔ اس لئے عمران کو یقین ہو گیا کہ وہ نیلی کار ہی ہے۔ چنانچہ وہ بھی اپنی کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ بازو کے ذم میں شدید درد اور طین محسوس ہو رہی تھی۔ عمران نے ایک لمحہ کے لئے اپنے بازو کو دیکھا۔ گولی نے شانے کا گوشت پھاڑا تھا اور اس سے بہنے والے خون نے اس کا پورا بازو تر کر دیا تھا۔ عمران کو اندیشہ ہوا کہ اس حالت میں وہ نیلی کار کا کامیابی سے پچھان نہیں کر سکے گا۔ چنانچہ اس نے ہاتھ سے واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور واچ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کر لیا۔

”ہیلو صدیقی۔ عمران کالنگ۔ اور“..... وہ سامنے کار پر نگاہیں جماتا کر کے نکلا۔

”میں عمران صاحب۔ صدیقی اینڈنگ۔ اور“..... ایک دو لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی آواز ابھری۔

”تم اس وقت کہاں ہو۔ اور“..... عمران نے پوچھا۔

”میں پرنس روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب ہوں۔ خیریت تو ہے۔ اور“..... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم فوراً سولڈن ہوٹل والی سڑک کے دوسرے چوراہے پر پہنچو۔

جس میں نیلی رنگ کی نیو کار کا تعاقب کرتا ہے۔ پرنس روڈ سے وہاں پہنچنے میں جیسے تین چار منٹ لگیں گے۔ اگر وہ گاڑی چوراہے سے کسی جانب مڑ گئی تو میں جیسے بتا دوں گا۔ اس وقت میں اس کا پچھا کر رہا ہوں۔ اور“..... عمران نے تیزی سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”بہتر۔ میں تین چار منٹ میں چمک پر پہنچ جاؤں گا۔ اور“..... صدیقی نے مستعدی سے کہا تو عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا اعزاز درست نکلا۔ چوراہے سے نیلی کار بائیں جانب کی سڑک پر مڑ گئی۔ اس سے پہلے کہ عمران چوراہے پر پہنچتا، دائیں جانب سے صدیقی کی کار نمودار ہوئی اور بائیں جانب دوڑتی چلی گئی۔ عمران نے اطمینان کا سانس لینے ہوئے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو صدیقی۔ تمہارے آگے جانے والی گاڑی مطلوبہ کار ہے۔ اور“..... عمران نے واچ ٹرانسمیٹر پر صدیقی کو مخاطب کرنے ہوئے کہا۔

”میں عمران صاحب۔ میں نے اسے دیکھ لیا ہے اور اب اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ اور“..... صدیقی کی جواب آواز سنائی دی۔

”گڈ۔ وہ گاڑی کسی طرح بھی غائب نہ ہونے پائے اور نہ ہی اسے اپنے تعاقب کی خبر ہو۔ اور“..... عمران نے کار روکے ہوئے کہا۔

”فکر مت کریں۔ میں خیال رکھوں گا۔ کیا اس میں مجرم ہیں۔ اور“..... صدیقی نے پوچھا۔

”یقیناً۔ اسی گاڑی سے فار کیا گیا تھا جس سے میرا بازو زخمی ہو گیا ہے۔ اس کے فوراً بعد میں نے اسے فرار ہوتے دیکھا تھا۔ معلوم نہیں اس

میں کتنے افراد ہیں۔ تم محتاط رہنا اور تعاقب کے اختتام پر مجھے رپورٹ دینا۔ اور ایڈ آف۔۔۔۔۔ عمران نے آخر میں کہا اور واضح فرامیٹ آف کر کے چوراہے سے پرش روڈ کی طرف مڑ گیا۔ اس کے بازو کے ذم میں پنکھڑیاں سنگ دی ٹھیں اور خون بھی بہہ رہا تھا۔ چنانچہ فوری جینڈنگ کے لئے اس نے اپنے فلیٹ کا رخ کیا۔ فلیٹ پہنچ کر سلیمان نے اس کا خون سے تر بازو دیکھا تو گھبرا گیا۔

"کیا ہوا صاحب۔ آپ کیسے زخمی ہوئے۔ زخم خطرناک تو نہیں ہے۔۔۔۔۔ سلیمان نے ایک ہی سانس میں کئی سوال کر ڈالے۔

"نہیں۔ معمولی ہے۔ تم فرسٹ ایڈیکس لے آؤ۔۔۔۔۔ عمران نے سنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو سلیمان نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔ کمرے میں آ کر عمران نے کوٹ اور شرٹ اتاری۔ زخم زیادہ گہرا نہیں تھا۔ سلیمان فرسٹ ایڈیکس لایا تو عمران نے اپنے زخم کی ڈریسنگ کی اور سلیمان کو چائے لانے کی ہدایت کی تو وہ فوراً ہی چائے لے آیا۔ چائے پینے کے دوران واضح فرامیٹ سے سگنل کی آواز ابھرے گی۔ عمران نے کپ میز پر رکھا اور واضح فرامیٹ آن کر دیا۔ دوسری جانب سے حسب توقع صدیقی کی کال تھی۔

"ہیلو عمران صاحب۔ صدیقی کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"نہیں صدیقی۔ کیا رپورٹ ہے۔ اور۔۔۔۔۔ عمران نے وقت ضائع کئے بغیر پوچھا تو صدیقی نے نیلی کار کے تعاقب کی رپورٹ دی۔ جہاں

میں عمران نے اسے چند ہدایات دے کر فرامیٹ آف کیا اور فون کا رسیور اٹھا کر فہر پر پریس کر دیا۔

"بس۔ ایکسپلیمینٹل۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہونے پر بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"عمران بول رہا ہوں گا لے صفر۔ تمہاری دعاؤں سے میں زخمی ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ زخمی ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چہ نکلتے ہوئے اپنی اصلی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ اور تمہاری بددعا سے میں مرنے سے بال بال بچ گیا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے استعانت لہجے میں کہا۔

"شکر ہے آپ بچ گئے۔ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"وہی ہوا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ بہر حال ہونا تھا جو وہ ہو چکا۔ اب تو یہی ہے فیصلہ کہ تم ممبرز کو آرٹ کر دو۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر خود پر حملہ کے بارے میں بتانے لگا۔

"اس کا مطلب ہے کہ سر عبدالرحمن کے بعد مجرم آپ کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے واقعہ سن کر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل۔ لیکن در سر عبدالرحمن تھے جبکہ میں عمران ہوں اور شیطان کو مکمل ڈالنا مجھے آتا ہے۔ وہ میرے پیچھے پڑے ہیں تو میں بھی ہاتھ دو کر ان کے آگے پڑ جاؤں گا اور ان کے فرار کی راہیں بند کر دوں گا۔ تم میری ہدایات نوٹ کر لو۔۔۔۔۔ عمران نے حماقت آمیز جھینگی سے کہا اور

بلیک زیدو کو چند ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔ چائے کا آخری گھونٹ لے کر وہ اٹھا اور لباس تبدیل کر کے باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اُچی۔

”ہیلو۔ علی عمران عرف ٹانجی کی دکان اور حلوائی کا فاتحہ بول رہا ہوں۔“ عمران نے فون کا رسیور اٹھا کر کہا۔

”ظاہر بول رہا ہوں جناب۔ کیا آپ نے جولیہ کو کسی کام سے بھیجا ہوا ہے۔“ دوسری طرف سے بلیک زیدو نے پوچھا۔

”مجھ میں اتنی ہمت کہاں کہ جولیہ کو کہیں بھیجوں۔ مگر بات کیا ہے۔“ عمران نے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

”آپ کی ہدایات پر میں نے اسے فون کیا تو اس نے رسیور نہیں اٹھایا۔ پھر اسے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کیا تو تب بھی جولیہ سے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ اس لئے آپ سے پوچھ رہا ہوں۔“ بلیک زیدو نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”غیر۔ میں پتا کرتا ہوں کیا معاملہ ہے۔ میں پہلے جولیہ کے فلیٹ جاؤں گا۔ اوکے۔“ عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور کرڈیل پر ڈال دیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار جولیہ کے فلیٹ کی طرف دوڑ رہی تھی اور وہ واچ ٹرانسمیٹر پر اسے کال کر رہا تھا۔

”ہیلو جولیہ۔ عمران کا ٹانگ۔ اوور۔“ اس نے کئی بار اپنے الفاظ دہرائے اور کوئی جواب نہ پا کر واچ ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش پھیلی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جولیہ کے فلیٹ پہنچ گیا۔

کار نیچے روک کر وہ عمارت میں داخل ہوا اور زینے طے کر کے اوپر پہنچا تو جولیہ کے فلیٹ کا دروازہ بند نظر آیا۔ اس نے قریب پہنچ کر دروازے کا ہینڈل کھینچا تو دروازہ لاک ٹینس تھا۔ عمران کو حیرت ہوئی۔ جولیہ ہمیشہ دروازہ لاک رکھتی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر اندر آیا اور محض قدموں سے چلتا ہوا جولیہ کے بیڈ روم میں داخل ہوا تو فوراً ہی اسے مخصوص بو محسوس ہوئی۔ یہ بو بے ہوش کرنے والی گیس کی تھی۔ جولیہ کا بیڈ خالی پڑا تھا۔ گھر میں پہنچنے والے جولیہ کے فونی چینل بھی بیڈ کے نیچے پڑے تھے۔ کمرے میں جولیہ کو نہ پا کر وہ دوسرے کمرے میں آیا۔ وہاں بھی کوئی نہ تھا اور نہ ہی کسی ہنگامہ آرائی کے نشانات موجود تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ جولیہ کے کمرے میں بے ہوش کرنے والی گیس پھیلا کر اسے بے ہوش کیا گیا ہو گا اور پھر جولیہ کو بے ہوش کرنے والے مجرم جولیہ کو اٹھا کر باہر چلے گئے ہوں گے۔ اس کے علاوہ کوئی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ چند لمحوں بعد عمران فلیٹ منتقل کر کے وہاں سے روانہ ہوا تو اس کے ذہن میں یہ سوال گردش کر رہا تھا کہ جولیہ کو کیوں اغوا کیا گیا اور مجرم اس کے ساتھ کیا برتاؤ کریں گے۔ کیا اغوا کرنے والے جولیہ کو اسی عمارت میں لے گئے تھے جس کی صدیقی عمرانی کر رہا ہے یا کسی دوسری جگہ۔ یہی سوچتے ہوئے اسے بلیک زیدو کا خیال آ گیا اور وہ واچ ٹرانسمیٹر آن کر کے کال کرنے لگا۔

”ہیلو ظاہر۔ عمران کا ٹانگ۔ اوور۔“ عمران نے کہا۔

”ٹینس عمران صاحب۔ بلیک زیدو انٹینڈنگ یو۔ اوور۔“ ایک دو لمحوں

بعد ٹرانسمیٹر سے بلیک زیرو کی آواز ابھری۔

”مبارک ہو۔ جولیا سے تمہاری جان چھوٹ گئی ہے۔ اور“ عروسی نے تجیلیدہ دہنے کی کوشش کرتے ہوئے اطمینان لہجے میں کہا۔

”اور۔ کیا ہوا جولیا کو۔ اور“ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کچھ نہیں، صرف اتنا ہو گئی ہے۔ اور“ عمران نے کہا اور مختصر جولیا کے قیث کی صورت حال بتا دی۔

”لگتا ہے صفدہ کے بعد اب ہجرم جولیا کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے۔ اور“ ایک ذہر نے تھوہہ ہی تھوہہ کرتے ہوئے کہا۔

”فکر مت کرو۔ میں شاداب کالونی جا رہا ہوں۔ اگر مجرموں نے جولیا کو ذرا بھی نقصان پہنچایا تو میں ان میں سے کسی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم صدیقی کو میری آمد کی اطلاع دے دو۔ کیا دوسرے ممبرز کو وہاں بھیج دیا ہے۔ اور“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں سر۔ وہ روانہ ہو چکے ہوں گے۔ اور“ بلیک زیرو نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔ اور اینڈ آف۔“ عمران نے آخر میں کہا اور واقع ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ شاداب کالونی پہنچا تو اسے صرف صدیقی دکھائی دیا جو ایک گلی کے سامنے سڑک کی دوسری جانب کھڑا تھا۔ عمران نے صدیقی سے پندرہ بیس قدم پیچھے کار

روکی اور اتر کر صدیقی کی طرف بڑھنے لگا جو سڑک کے کنارے ایک

درخت کے پیچھے کھڑا تھا۔ عمران نے صدیقی کے قریب پہنچ کر سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

”سامنے والی گلی میں دوسرا بنگلہ ہے۔“ صدیقی نے آہستہ سے کہا۔

”اس سے کوئی باہر تو نہیں گیا۔“ عمران نے گلی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ البتہ کچھ منٹ پہلے ایک سوزوکی بولان گاڑی اس بنگلے میں داخل ہوئی تھی جو شہر کی طرف سے آئی تھی اور اس میں صرف دو افراد

تھے۔ اندھیرے میں شکلیں واضح نظر نہیں آسکتیں۔“ صدیقی نے جواب میں کہا تو عمران نے صدیقی کو چند باتیں دیں۔ پھر سڑک پار کر کے بھی

میں داخل ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ مطلوبہ بنگلے کا گیٹ بند تھا اور اس کے باہر ”انٹرینشل نیوٹی پارا“ کا پورڈا اوڑھنا تھا۔ عمران گیٹ پر نگاہ ڈالتے

ہوئے دسے پندرہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

چاپ سنائی دی تھی اور وہ غصہ مٹا کر سے بیٹہ سے ابھی ہی تھی کہ
دروازے کے کی ہول سے لپکا سا جواں کمرے میں داخل ہونے لگا تھا
اور اس نے تیس کی بو محسوس کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حواس پر
غٹو گی اور سستی طاری ہونے لگی تھی۔ اس نے بیٹہ سے اترنے کی کوشش
کی تھی مگر پھرا کر فرش پر گر گئی تھی۔ اس کے بعد اسے کوئی ہوش نہ رہا
تھا۔

”کیا تم حمل ہوش میں آ چکی ہو؟“ جولیا نے سیاہ پوش عورت کی
طرف دیکھا تو اس عورت نے یہ چہا۔ اس کا لہجہ انگریزین تھا۔
”ہاں۔“ مگر تم کون ہو اور میں کہاں ہوں؟“ جولیا نے اثبات میں
سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جس میں صبری چاہت ہے۔ یہ ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ جولیا۔“
کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟“ سیاہ پوش عورت نے نرمی سے کہا۔
”کیوں۔“ مجھے کس مقصد کے لئے انوا کیا گیا ہے۔ تم کون ہو؟“
جولیا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”تم مجھے مادام کہہ سکتی ہو اور جہیں یہاں لانے کا مقصد صرف اتنا
ہے کہ تم ٹیٹا فون پر عمران کو کال کر کے اپنے افوا کے بارے میں
بتاؤ۔“ سیاہ پوش عورت نے جواب میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک
پڑی۔

”عمران کو بتانے سے جہیں کیا فائدہ ہو گا؟“ جولیا نے حیران
ہوتے ہوئے پوچھا۔

ہوش میں آنے پر جولیا نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا اور بے ساختہ
چونک پڑی۔ کیونکہ یہ اس کے قیث کے بیٹہ روم کی بجائے کوئی اجنبی کمرہ
تھا اور وہ بیٹہ کی بجائے ایک کرسی پر بیٹھی تھی۔ اس کے دائیں بائیں وہ
نقاب پوش کھڑے تھے جن کے ہاتھوں اور گردن کی جلد انہیں سفید قام
نظارہ کر رہی تھی۔ جولیا کی کرسی کے سامنے ایک آفس ٹیبل کے پیچھے
رہنما ایک جتن پر ایک سیاہ پوش عورت بیٹھ رہی تھی جس کے نقاب کے
سوراخوں سے اس کی ٹینگوں آنکھیں جھانک رہی تھیں۔ سر کے بالوں اور
میز پر رکھے ایک نرم و نازک ہاتھ کو دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ سیاہ پوش کوئی
عورت ہے۔ سیاہ پوش کے آگے میز پر ٹیٹا فون اور انٹرکام سیٹ رکھا تھا۔
کمرے کا واحد دروازہ بند تھا اور اس سے اوپر دیوار پر ایک سکرین نصب
تھی جو تاریک تھی۔ سیاہ پوش عورت کی نقاب سے جھانکنی لگا جس جولیا پر
مرکوز تھیں۔ کمرے کا جائزہ مکمل ہوتے ہی جولیا کے حواس پوری طرح
بھال ہو گئے اور اسے یاد آ گیا کہ وہ اپنے بیٹہ روم میں بہتر پر دروازہ مگر
جاگ رہی تھی کہ اچانک دروازے کے باہر کسی کے قدموں کی ٹپکی سی

کام کرتا ہے اور وطن کے دشمنوں کو معاف کرتا وطن سے غداری سمجھتا ہے۔ میری ذمگی تو ایک طرف وہ تو اپنے دینی جسے تم لوگوں نے انکار کیا ہے، کی زندگی بچانے کے لئے بھی تمہارے ممبرز کو آزاد نہیں کرے گا۔“ جولیا نے سٹل لہجہ میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم دونوں آپس میں محبت نہیں کرتے؟“ مادام نے جولیا کو گھورتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ محبت کے معاملے میں عمران بے حد پتھر دل ہے۔ بے شک میں اسے دل کی گہرائیوں سے چاہتی ہوں کہ لیکن وہ مجھے نہیں چاہتا۔ میں آج تک دس ہجرتیں بہت نہیں دیکھی۔ سوائے اپنی ماں اور بچی لیکن کے وہ ہر عورت سے دور بہتا ہے۔ منصف نازک کے معاملے میں تم اسے عورت سے بے زار شخص سمجھ سکتی ہو۔“ جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”بہر حال عمران جیسا بھی ہے جسے اپنی جان بچانے کے لئے اسے فون کرنا ہی پڑے گا۔ ورنہ جولیا تمہیں شدید الزبتھ دی جائیں اور جیسے ممکن کر کے جہادی لاش عمران کے قلیت کے سامنے بیٹھ دی جائے گی۔“ مادام نے غراتے ہوئے قسمی لہجہ میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اسے فون پر تمہارے مطالبے کی اطلاع دیتی ہوں۔“ جولیا نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو مادام نے لمبی فون آگے سرکا دیا۔ جولیا گری سے اٹھ کر میز کے قریب آئی اور فون کا ریسیور اٹھا کر عمران کے قلیت کے نمبر پر پریس کرنے لگی۔ دوسری طرف سے قتل کی آواز

”ٹاکر وہ تمہاری جان بچانے کے لئے کراؤن اور روزی کو آزاد کر دے جو شکرت سروس کی قید میں ہیں۔ اگر ان دونوں کو چھوڑ دیا گیا تو تمہیں کوئی نقصان پہنچنے پر بغیر تمہارے قلیت پر واپس پہنچا دیا جائے گا۔“ سیاہ پتھر مادام نے سٹل لہجہ میں کہا۔

”اول تو تمہارے آدمیوں کو آزاد کرتا عمران کے اختیار میں نہیں ہے دوسرا وہ میرے کہنے پر بھی رضا مند نہیں ہو گا۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی یا پھر اپنے چیف کے حکم پر کرتا ہے۔“ جولیا نے برا سامنا بتاتے ہوئے کہا۔

”ابھی جولیا، جیسے بچانے کے لئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اسے آسانی سے آمادہ کر سکتی ہو کہ وہ کراؤن اور روزی کو آزاد کر دے۔ تمہاری زندگی بچانے کے لئے اسے ہمارا مطالبہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔“ مادام نے سخت لہجہ میں کہا۔

”جیسے یہ غلط فہمی کیوں ہے کہ وہ میرے کہنے پر رضا مند ہو جائے گا۔“ جولیا نے خستہ انداز میں پوچھا تو مادام قہقہے پڑی۔

”اس لئے کہ وہ نہیں چاہتا ہے اور جیسے بھی عمران سے محبت ہے میری معلومات کے مطابق عمران کو اپنی ذمگی سے زیادہ تمہاری زندگی عزیز ہے اور تمہاری نہ مردہ اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔“ مادام نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کسی نے غلط اطلاع دی۔ اسے دنیا میں سب سے زیادہ اپنے ملک و ملت سے محبت ہے۔ وہ صرف وطن کی عزت و حفاظت کے لئے

آئی اور تیسری تیلی پر رابطہ قائم ہو گیا۔

”بلو۔ ڈاکٹر، یہ فیسر اور ماہرین و احمد ستانہ سلیمان سیٹنگ۔“

دوسری طرف سے سلیمان کی آواز ابھری۔

”جولیا بات کر رہی ہوں۔ عمران کو ریسور دو۔“ جولیا نے بے ساختہ

مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری مس جولیا۔ میں صاحب کو ریسور نہیں دے سکتا۔ فون کی جہ

چھوٹی ہے۔“ سلیمان نے احتیاط لہجے میں کہا۔

”ٹھ اپ۔ مجھے عمران سے ضروری بات کرنی ہے۔“ جولیا نے

ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”دیکھیے۔ صاحب موجود ہوتے تو میں صرف ریسور ہی نہیں، پورا ٹی

فون ان کے حوالے کر دیتا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے جا چکے ہیں۔ انہیں واپس

بلانا بھی میرے بس میں نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کہہ گئے تھے۔“ سلیمان

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ گیا ہے۔“ جولیا نے چڑھتے ہوئے کہا۔

”میں کہہ میں کب کا جا چکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو۔“ سلیمان نے

سکھلاتے ہوئے کہا۔

”وہ مگر پر نہیں ہے۔ اس کا ملازم سلیمان بات کر رہا تھا۔“ ج

نے ریسور کرڈیل پر رکھتے ہوئے مادام سے کہا۔

”او۔ کے۔ تھوڑی دیر بعد پھر لڑائی کرنا۔“ مادام نے سر ہلاتے

ہوئے کہا اور جولیا جیسے مٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

”سمتھ کو بلاؤ ڈان۔“ مادام نے جولیا کے بائیں جانب کھڑے

غائب پوٹس سے تھکناٹ لہجے میں کہا تو ڈان وواڑے کی طرف بڑھا اور

دو دروازہ کھول کر کمرے سے نکل گیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد ڈان واپس آیا تو

اس کے ساتھ ایک اور غائب پوٹس تھا۔

”سمتھ۔ کیا تمہیں یقین ہے عمران کی ہلاکت کا۔ اس پر قائم نہ

خود کیا تھا۔“ مادام نے ڈان کے ساتھ آنے والے شخص سے پوچھا۔

”میں مادام۔ اور میں نے اسے گولی کما کر کرتے دیکھا تھا۔“ سمتھ

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جولیا کے ذہن کو جھٹکا لگا۔

”مگر نہ کا مطلب ضروری نہیں کہ عمران مر گیا ہو۔ ہو سکتا ہے اس

نے خود کو بچانے کے لئے خود کو گرایا ہو۔“ مادام نے اسے گھورتے

ہوئے کہا۔

”نہیں مادام۔ اگر وہ بچ گیا ہوتا تو میرا پیچھا کرنے کی کوشش کرتا۔“

سمتھ نے وثوق بھرے لہجے میں کہا تو مادام نے جولیا کی طرف دیکھا۔

عمران کے بارے میں سمتھ کی بات سن کر جولیا کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

مادام نے فون کا ریسور اٹھایا اور نمبر پر بس کرنے لگی۔

”جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ کیا عمران ڈھکی ہوا ہے۔“ رابطہ قائم

ہونے پر مادام نے کہا تو جولیا چمک پڑی۔ کیونکہ وہ جولیا کے لب و لہجے

میں بول رہی تھی۔ جولیا نے کچھ کہنا چاہا لیکن اسی لمحے مادام نے فون بند

کر دیا اور سمتھ کو گھورتے لگی۔

”تم اپنے مشن میں ناکام رہے ہو سمتھ۔“ مادام نے غراتی ہوئی

آواز میں کہا۔

”مہم۔ میں سمجھا نہیں مادام۔“ سمجھ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”اس کے باورچی سلیمان کا بیان ہے کہ عمران کچھ دیر نکل ڈنکی حالت میں آیا تھا اور اس کا شانہ ڈنکی تھا۔ اس نے اپنے ڈرائنگ کی اور لباس بدل کر فوراً کہیں چلا گیا جبکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم نے عمران کو ختم کر دیا ہے۔ تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ عمران کے گرنے کے بعد اس کی ہلاکت کی تصدیق کر لیتے۔“ مادام نے غضبناک لہجے میں کہا تو سمجھ کاپٹنے لگا۔

”مس۔ سوری مادام۔ میں نے اس اندیشے سے اس کے قریب جانے کی کوشش نہ کی تھی کہ اس کی چیخ کسی نے سن لی ہوگی اور وہ مجھے دیکھ لے گا یا کار کے نمبر نوٹ کر کے پولیس کو فون کر دے گا۔ اس طرح پولیس ہمیں راستے میں ہی گھیر لیتی۔ چنانچہ عمران کے گرتے ہی میرے اشارے پر مائیکل نے فوراً کار دوڑا دی۔“ سمجھ نے خوف سے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ جولیا دل ہی دل میں شکر ادا کر رہی تھی کہ عمران زندہ ہے اور مجرم اسے ہلاک کرنے میں ناکام رہے تھے۔

”بہر حال۔ اس کو تباہی کی قسمیں ضرور سزا دی جائے گی۔“ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور سمجھ نے سر جھکا لیا۔ مادام جولیا کی طرف دیکھنے لگی۔ نقاب سے چھپتی اس کی آنکھوں میں تشویش جھلک رہی تھی جبکہ جولیا کا چہرہ پرسکون تھا۔

”تم کافی مطمئن نظر آ رہی ہو جولیا۔ شاید تمہیں امید ہے کہ چونکہ

عمران زندہ ہے اس لئے وہ تمہیں آزاد کرانے آئے گا لیکن جلد ہی وہ مارا جائے گا۔ اگر تم عمران کی زندگی چاہتی ہو تو اپنے چیف ایکسٹ کو فون کرو اور اسے ہمارا مطالبہ بتاؤ۔ جلدی کرو۔ اپنے چیف کا نمبر ملاؤ یا مجھے نمبر بتاؤ۔“ مادام نے غصیلے لہجے میں کہا اور فون کا رسپونڈ اٹھا لیا مگر اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نقاب پوش تیزی سے اندر آ گیا۔

”کیا بات ہے۔ تم بغیر اجازت اندر کیوں آئے ہو۔“ مادام نے اس آدمی کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں کہا۔

”پپ۔ پولیس۔ پولیس نے ہنگامے کو گھیرے میں لے لیا ہے۔“ وہ نقاب پوش دہشت سے بھلائی ہوئی آواز میں چیخا تو کمرے میں موجود مادام کے تینوں ماتحت بے اختیار اچھل پڑے۔ دوسرے ہی لمحے وہ دوڑتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

”تم بھی جاؤ اتنی آدمی۔ پولیس کو اندر آنے سے روکو۔ میرے باہر جانے تک جبر بھی عداوت میں داخل ہونے کی کوشش کرے اسے بھون ڈالو۔ ہری اپ۔“ مادام نے غصے سے چیختی ہوئی آواز میں کہا تو پولیس کی اطلاع دینے والا نقاب پوش بولکھلا کر دروازے کی طرف بڑھا اور مادام رسپونڈ کر لیل پر رکھ کر میز کی دراز کھولنے لگی۔ جولیا سمجھتی کہ مادام فرار ہونا چاہتی ہے مگر پھر اچانک ہی پھونکھن بدل گئی۔ نقاب پوش دروازے کے قریب پہنچ کر ایک دم پلٹا تو مادام اپنی جگہ سے بے اختیار اچھل پڑی۔ جولیا نے بھی اسے اچھٹے دیکھا تو چہرہ سمجھا کر دروازے کی طرف نگاہ کی اور چونک پڑی۔ نقاب پوش کے ہاتھ میں ریلوڈ نظر آ رہا

تھا۔

”اوہ۔ کون ہو تم۔“ مادام نے غصہ تک لہجے میں نقاب پوش سے کہا جس کے رپوالور کا رخ مادام کی طرف تھا۔

”تمہاری نگاہ تازہ کا زخمی اور بیمار عشق علی عمران۔“ نقاب پوش نے آواز بدل کر اطمینان لہجے میں کہا تو مادام کے ساتھ ساتھ جویا بھی ایک لمحے کے لئے دم بخود رہ گئی۔ عمران نے فوراً ہی چہرے سے نقاب نوج کرا پٹی جیب میں رکھ لیا۔

”تو پولیس والی خبر دھوکا تھی۔“ مادام نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ ”تم بھی تو مجھے دھوکا دے کر مارکر انٹرنیشنل کے آفس سے نکل بھاگی تھی سو بی بی مادام۔ لیکن تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میں ایک مرتبہ جس کے زلفوں کا قیدی ہو جاؤں اس کی زلفوں کو کاٹنے بغیر چین سے نہیں بیٹھتا۔ دروازہ بند کرو جویا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے آخر میں جویا سے کہا

لیکن اس کی نگاہیں مادام پر ہی مرکوز رہیں اور اس نے قریب آ کر اپنی جیب سے ایک اور رپوالور نکالا اور جویا کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اسی لمحے مادام نے پھرتی سے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا اور مسلسل نکال کر عمران کی طرف سیدھا کیا ہی تھا کہ عمران کے بے آواز رپوالور سے شعلہ نکلا اور مادام کے ہاتھ سے پمپ نکل کر محض میں جا گرا۔ عمران کے رپوالور کی کوئی نے مادام کا ہاتھ زخمی نہ ڈالا تھا اور اس نے کراچے ہوئے دوسرے ہاتھ سے زخمی ہاتھ پکڑ لیا تھا۔ جویا کرسی سے اٹھی اور دروازے کی طرف لپکی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پلٹ کر کرسی کے قریب آ

مٹی۔

”میرزہ کو کاشن دو کہ وہ اندر آ جائیں۔“ عمران نے جویا کی طرف دیکھے بغیر کہا تو جویا نے مادام کی طرف پشت کی اور واضح فرانسسٹر کا وچر بن باہر کھینچ دیا جس پر خاور کی فریکٹنسی پیبل سے ایڈجسٹ تھی۔

”ہیلو خاور۔ جویا کا ٹھکانہ۔ تم لوگ فوراً اندر آ جانا۔ اندر صرف چار پانچ مجرم ہیں۔ میں اور عمران مادام کے کمرے میں ہیں۔“ جویا نے کوڑ ورنڈز میں خاور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اور واضح فرانسسٹر آف کر دیا پھر پلٹ کر مادام پر رلو اور تان لیا۔

”سو بی بی مادام۔ ایک مرتبہ جہنمیں دیکھا تھا۔ دوسری مرتبہ دیکھنے کے لئے آسمان ترس رہا تھا۔ دس روایت سے نقاب ہٹاؤ کہ آنکھوں کی پکاس بجے اور دل کو قہر آئے۔“ عمران نے اطمینان لہجے میں مادام سے کہا۔

”تم میرا چہرہ دیکھ کر کیا کرو گے۔“ مادام نے پھینکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

”جویا کے ہمراہ رہنا ناچوں گا۔ ہری اپ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رپوالور کو جنینش دی تو مادام نے خوب اتارے کے لئے اپنا ہاتھ چہرے کی طرف بلند کیا اور اس سے پیبل کے عمران اس کے ارادے سے باخبر ہوتا۔ مادام نے اچانک ہی اپنے داسٹے کان سے آویزہ نوج کر عمران پر کھینچ مارا تو عمران اچھل کر ایک طرف ہٹا اور آویزہ سیدھا دروازے سے جا ٹکرایا۔ دوسرے ہی لمحے ایک زور دار دھماکا ہوا اور

نے فوراً ہی اس کی جانب غائب کر دیا لیکن مادام گیٹ سے دوسری جانب کود گئی اور گولی گیٹ سے ٹکرائی۔ عمران کے بغیر دوڑتا ہوا گیٹ کے قریب پہنچا اور دونوں جہڑوں پر زور سے اچھلا۔ دوسرے ہی لمحے وہ گیٹ کے اوپر سے گزرتا ہوا گولی گیٹ میں آگرا۔ گولی گیٹ میں کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ عمران تیزی سے اٹھا اور سڑک کی دوسری جانب دوڑنے لگا۔ لیکن گولی گیٹ سے باہر آتے ہی اس کے دماغ کو جھٹکا لگا۔ کچھ فاصلے پر کھڑی اس کی کار وہاں سے روانہ ہو رہی تھی۔ اب اسے یاد آیا کہ اس نے کار کا انجن بند کر کے چالی اکیس سو سو گھنٹہ میں ہی چھوڑ دی تھی اور یقیناً مادام ہی اس کی کار میں فرار ہو رہی تھی۔ عمران کے بغیر دوڑتے ہوئے اپنی کار کی طرف قائل کرنے لگا۔ جین حرکت میں ہونے کے سبب دو گولیاں کار کے دائیں بائیں سے گزر گئیں اور تیسری کار کی ڈگی سے ٹکرائی تھی۔ پھر چوتھا قائل بھی بے کار گیا کیونکہ اتنی دیر میں کار گولی کی رینج سے باہر جا چکی تھی اور اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ چنانچہ عمران پلٹا اور سڑک کی دوسری جانب کھڑی صدیقی کی کار کی طرف لپکا۔ اتفاق سے چالی اکیس سو سو گھنٹہ تھی۔ اس نے تیزی سے انجن شارت کیا اور کار اس جانب دوڑنے لگا جس طرف مادام اس کی کار میں جا رہی تھی۔ اتنے میں مادام کی گاڑی میں روڈ پر پہنچ کر بائیں جانب مڑ گئی۔ عمران رفتار میں مسلسل اضافہ کرتا ہوا میں روڈ پر پہنچا تو کافی دور آگئی کار کی قطعی روشنیاں دکھائی دیں۔ چند لمحوں بعد وہ روشنیوں اگلے چوراہے پر پہنچ کر غائب ہو گئیں۔

عمران نے اس گاڑی کو دائیں جانب مڑتے دیکھ لیا تھا۔ چند لمحوں

عبارت لڑائی تھی۔ دھماکا اس قدر ہولناک تھا کہ دروازے کے پرچے اڑ گئے اور باہر راہداری کی سائے والی دیوار میں بھی شکاف ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی گرد و شہار کے ساتھ وہاں گہرا سیاہ دھواں نکلیں گیا۔ عمران اور جولیا فرش پر گر گئے لیکن عمران نے فوراً ہی سنبھل کر اندازے سے مادام کی طرف قائل جھونک دیا۔ جناب میں گولی دیوار سے ٹکرانے کی آواز کے سوا کوئی آواز بلند نہ ہوئی تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کھرا کیف دھواں جولیا کے حلق اور قنٹوں میں سوز پیدا کر رہا تھا اور وہ بری طرح کھانسی رہی تھی۔ گھرے دھوئیں کے سبب کچھ نظر نہ آ رہا تھا اور باہر سے قائل کا وجود ابھر رہا تھا۔ عمران سانس روکے باہر سے ابھرنے والی آواز میں سن رہا تھا۔ مادام نے آویزے کی شکل میں دھوئیں کا ہم پھینکا تھا اور عمران اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مادام میز کی آڑ میں چھپی ہوئی ہے یا خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ چند لمحوں بعد اسے قریب سے ہلکی سی چاپ سنائی دی تو وہ فوراً اندازے سے اس جانب بھجوتا لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ ایک دو لمحوں بعد اچانک ہی کمرے سے باہر کسی کے دوڑنے کی آہٹیں سنائی دہیں اور عمران نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر دروازے کی جانب جست لگا دی۔ کیونکہ وہ ایڑھی والے سینڈلوں کی کھٹا کھٹ تھی لیکن وہ دروازے سے باہر راہداری میں گرنے والی دیوار کے پلے پر جا گر۔ کچھ مٹی گرد اس کے ہونٹوں اور دانتوں پر لگا لیکن عمران پر داکے بغیر تیزی سے اٹھ کر برآمدے کی طرف دوڑنے لگا۔ وہ برآمدے میں پہنچا تو مادام کپاؤٹ کے گیٹ کو پھلانگ رہی تھی۔ عمران

بعد وہ بھی چڑا ہے پر پہنچ کر اس جانب مڑ گیا مگر پھر اس کا پیر بریک
پینڈل کو پریس کرتا چلا گیا۔ چڑا ہے سے کچھ فاصلے پر اسے اپنی کار سڑک
کے کنارے کھڑی نظر آ رہی تھی۔ اس کے ذہن میں فوراً ایک اندیشے نے
سر اٹھاد اور اس نے کار اگلی کار کے عقب میں روک دی۔ پھر کار سے اتر
کر اس نے دوسری کار کی طرف تیزی سے قدم بڑھائے ہوئے رہا اور
نکال لیا۔ لیکن قریب پہنچ کر اسے باؤسی ہوئی۔ اس کی کار میں کوئی نہ تھا۔
مادام اس کی کار چھوڑ کر غائب ہو چکی تھی۔ عمران نے تیزی سے اوجھر اوجھر
دیکھا لیکن اس سٹیشن ہی سڑک پر دور تک کوئی ذی روح دکھائی نہیں
دے رہا تھا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں بیٹھتے تھے جن کے گیٹ بند
نظر آ رہے تھے۔ عمران نے باؤسی سے سر جھٹکا اور اپنی کار میں بیٹھ گیا
اس کا آئین سارٹ لگی تھا۔ اس نے یوٹرن لیا اور واپس چلا گیا۔ صدیقی
کی گاڑی اس نے وہیں رہنے دی تھی۔ چنل کھول بعد وہ چڑا ہے سے
ہائیں جانب مڑا تو اچانک اس کی نگاہ ایک شہدہ کاٹھ پر پڑ گئی جو کار
میں نسب ریٹے سیٹ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ کاٹھ دیکھ کر وہ چونکا اور اس
نے ایک ہاتھ سے وہ کاٹھ نکال لیا پھر اندرونی لائٹ آن کی اور کاٹھ کی
تہ کھول کر اس پر ٹھسی پھنکری تحریر پڑھنے لگا۔

تحریر پڑھ کر عمران نے جڑے سے ہنسنے لگے۔ اس نے تحریر والا پرچہ اپنی
جیب میں رکھا اور سوچنے لگا کہ اس نے خود مادام کو فرار ہونے کا موقع
فراہم کیا تھا۔ آخر اس نے مادام کو غائب اتارنے کا کیوں علم دیا تھا جبکہ
یہ کام وہ خود بھی انجام دے سکتا تھا۔

ایکسٹو کے حکم پر خاور اور تنویر بیک وقت ایکسٹو کے بتائے ہوئے
ایڈریس شاداب کالونی پہنچے اور اپنی گاڑیاں کھلی سے جالیں کھینچ کر قدم
بچھے چھوڑ کر پینڈل ہی چلتے ہوئے صدیقی کے قریب پہنچ گئے جو گلی کے
سامنے سڑک کی دوسری جانب درخت کے پاس کھڑا تھا۔ دونوں نے
صدیقی سے ہاتھ ملائے۔

”کیا حالات ہیں۔ کیا عمران صاحب آگئے ہیں۔“ خاور نے
صدیقی سے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ اندر گئے ہیں۔ ان کی طرف سے سسٹل ملنے پر ہم نے گلی
کے دوسرے بیٹھے میں داخل ہونا ہے۔“ صدیقی نے جواب میں کہا۔
اسی لئے چوہان کی کار کچھ فاصلے پر رکتی دکھائی دی اور وہ تینوں اس طرف
متوجہ ہو گئے۔ چوہان کی کار سے چوہان کے ساتھ نعمانی برآمد ہوا اور وہ
دونوں بھی خاور، تنویر اور صدیقی کے قریب پہنچ گئے۔

ابھی سیکرٹ سروس کے ممبرز نے چند قدم کا فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک فائرنگ کے شور سے فضا قہقہے لگتی اور سیکرٹ سروس کے ممبرز نے بھی کسی سی تیزی سے خود کو زمین پر گرا دیا۔ عمارت کے دونوں پہلوؤں سے ان پر فائرنگ کی جارہی تھی اور فائرنگ کرنے والے دیواروں کی آڑ میں ہونے کے سبب دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز پر دیواروں اور مشین گنوں سے فائرنگ کی جارہی تھی اور وہ سینے کے بل زمین سے چپکے ہوئے پڑے تھے۔ دلچسپ نعمانی کے حلق سے تیز کراہ نکلی۔ کوئی گولی اس کے بازو پر دھم دھاتی گزرتی تھی۔ نعمانی نے بے اختیار بازو پر ہاتھ رکھا تو اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے ہونٹ میچنے اور دیواروں سے جھابی فائرنگ کرنے لگا تو سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔

فائرنگ کرنے والے اندھیرے میں دیواروں سے چپکے ہوئے تھے اس لئے سیکرٹ سروس محتاط ہو کر فائرنگ کر رہے تھے۔ مشین گنوں کی بے شمار گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں مگر اچانک عمارت کے اندر کہیں خوفناک دھماکا ہوا اور ان پر ہونے والی فائرنگ کا سلسلہ رک گیا۔ خاور اور اس کے ساتھی بھی دھماکا سن کر پریشان ہو گئے پھر خاور نے اپنے ساتھیوں کو پیش قدمی کرنے کا اشارہ کیا اور وہ سب زمین پر سینے کے بل تیزی سے عمارت کی طرف دیکھنے لگے لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمارت کے قریب پہنچے، ایک مرجہ پھر ان پر فائرنگ شروع کر دی گئی اور سیکرٹ سروس کے ممبرز کی پیش قدمی رک گئی۔ خاور

”کیا ہوا صدیقی۔ تم تینوں یہاں کیوں تبق ہو“۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کے کاغذ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ جگہ کے اندر گئے ہوئے ہیں“۔ صدیقی نے جوابا کہا۔

”آؤ ایک جگہ اکٹھے رہنا مناسب نہیں ہے“۔ چوہان نے نعمانی سے کہا اور وہ دونوں وہاں سے چند قدم آگے جا کھڑے ہوئے۔ چار لمحے ہی گزرے تھے کہ خاور کی واقع فرانسسپر پر سگنل موصول ہوا تو اس نے فوراً ہی واقع فرانسسپر آن کر دیگر خلاف توقع فرانسسپر سے عمران کی بجائے جولیا کی آواز سنائی دی تو خاور کے ساتھ صدیقی، تنویر بھی چونک پڑے۔ جولیا نے مختصر کھڑکوں میں خاور کو ہدایات دیں اور خاور کے کمرے بولنے سے پہلے ہی رابطہ ختم ہو گیا تو خاور نے فرانسسپر آف کیا اور اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے گلی کی طرف تیزی سے بڑھلا چوہان اور نعمانی بھی سڑک کراس کر کے ان کے ہمراہ گلی میں داخل ہوئے۔ مطلوبہ جگہ کا گیت بدلتا تھا۔ وہ پانچوں جگہ کے پہلو میں واقع گلی میں آئے اور چند قدم چل کر اس لائن کے جنگلوں کی جھبئی گلی میں داخل ہو گئے۔ مطلوبہ جگہ کی جھبئی دیوار زیادہ بلند نہ تھی اور اتفاق سے دیوار کے ساتھ ہی کچرے کا ایک بڑا ڈھیر پڑا تھا۔ چنانچہ انہوں نے باری بار بار دیوار پھانگی اور جھبئی کھانڈ میں اتر کر اپنے دیواروں ہاتھ میں لے لئے یہ کچھ فاصلے پر واقع جگہ کی عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ جھبئی کھانڈ میں نیم تاریکی تھی جبکہ عمارت کے دونوں پہلوؤں میں بھی تاریکی تھی۔

نے فور سے اس طرف دیکھا جس طرف سے مشین گن کی گولیاں برسائی جا رہی تھیں۔ اس جانب دیوار کی آڑ میں موجود ایک نقاب پوش کا سر دیکھ کر خاور نے اس کا نشانہ لیا اور فائر کر دیا۔ جواب میں ایک چیخ بلند ہوئی اور مشین گن کے قہقہے بند ہو گئے۔ خاور نے اپنے قریب پڑے چوہان کو اشارہ کیا اور دونوں ایک دم اٹھ کر اس دیوار کی طرف دوڑ پڑے جس جانب سے ان پر رہیالوں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور وہ آنے والی گولیوں سے بچنے کے لئے جوابی فائرنگ کرتے زنگ زیگ انداز میں دوڑ رہے تھے۔ سامنے سے آنے والی گولیاں ان کے دائیں بائیں سے گزر رہی تھیں۔

دیوار کے پاس پہنچتے ہی چوہان نے آڑ میں چھپے نقاب پوش پر فائر کیا اور وہ چیخ مار کر زمین بوس ہو گیا۔ چوہان نے حمزہ سے بڑھ کر پہلے مرنے والے کے ہاتھ سے مشین گن چھین لی جبکہ خاور نے دوسرے نقاب پوش کی مشین گن زمین سے اٹھائی۔ فائرنگ بند ہو جی سی ٹکڑیاں اٹھائی اور حملہ ختم ہو گیا۔ خاور اور چوہان کے قریب پہنچ گئے۔ پھر وہ سب محتاط قدموں سے چلتے ہوئے عمارت کے پہلو سے گزر کر فرنیٹ پر پہنچے تو وہاں کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔ نہ جانے وہاں موجود باقی مجرم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ اس بات کا امکان تھا کہ شاید وہ برآمدے میں گھمٹا لگے ان کے منتظر ہوں۔ چنانچہ سیکرٹ سروس کے ممبرز احتیاط سے برآمدے کی طرف بڑھے اور برآمدے میں داخل ہو گئے لیکن وہاں بھی کوئی نہ تھا البتہ راہداری میں دھواں دکھائی دے رہا تھا۔ اگرچہ راہداری

میں ایک بلب جل رہا تھا لیکن دھواں اتنا گہرا تھا کہ راہداری میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ تکلیف دہیوں سے بچنے کے لئے انہوں نے رومال نکال کر ہانک پر رکھ لئے۔ پھر راہداری میں داخل ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی وہ لمبے کے ڈھیر کے پاس پہنچ گئے جو دائیں جانب کی دیوار کا کچھ حصہ گرنے کے نتیجے میں بنا تھا جبکہ بائیں جانب کے کمرے کا دروازہ بھی دیوار کے کچھ حصے کے ساتھ گرا ہوا تھا اور دروازے کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ اس کمرے میں دھواں بہت زیادہ گہرا تھا۔ یقیناً ہی کمرے میں دھماکا ہوا تھا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کے ممبرز اس کمرے میں داخل ہوئے اور دھویں کے سبب وہاں پھیلی تاریکی میں ٹٹولتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وہ سب تشویش میں جتنا تھے۔ کیونکہ جولیا اور عمران ابھی تک سامنے نہیں آئے تھے اور اندیشہ تھا کہ ان دونوں کو اس دھماکے سے جانی نقصان نہ پہنچا ہو۔

دھویں میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا اور تکلیف دہیوں سے ان کی آنکھوں میں سوزش ہونے لگی تھی پھر اچانک ہی چوہان کا پاؤں کسی چیز سے ٹکرایا اور اس نے فوراً جھک کر اس چیز کو ٹٹولا تو وہ انسانی جسم تھا۔ چوہان نے فوراً ہی اپنی ٹمسمیلر واچ کا لائٹ مین پریس کر کے اس جسم کے چہرے کے قریب کیا تو واضح کی انتہائی دمدم روشنی میں اس چہرے کو پہچان کر بے اختیار اچھل پڑا۔ وہ جسم جولیا کا تھا جو فرش پر ساکت پڑا تھا۔ چوہان نے حمزہ سے جولیا کی ایک کٹائی ہاتھ میں لے کر اس کی ٹیٹ چیک کی تو اسے قدرے اطمینان ہوا کہ جولیا زندہ تھی۔

”مس جولیا بے ہوش پڑی تھی۔ میں انہیں اٹھا کر کپاؤٹھ میں لے جا رہا ہوں۔ تم لوگ عمران صاحب کو چپک کر رہو۔ ہو سکتا ہے وہ بھی اسی کمرے میں ہوں۔“ چوہان نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور جولیا کو اٹھا کر کندھے پر ڈالنے کے بعد کمرے سے نکل آیا۔ چند لمحوں بعد وہ برآمدے سے نکل کر کپاؤٹھ میں پہنچا اور جولیا کو کپاؤٹھ کے فرش پر لٹا دیا۔ جولیا بے ہوش تھی۔ اس کے چہرے پر گرد پھیلی ہوئی تھی البتہ اس کے جسم پر کوئی دھم نکل نہ آ رہا تھا۔ چند منٹ بعد نعمانی، صدیقی، خاور اور حویر بھی عمارت سے نکل کر قریب آئے اور تشویش بھری نگاہوں سے جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

”عمران صاحب کا کچھ پتا چلتا۔“ چوہان نے ان سے پوچھا۔
 ”نہیں۔ اس کمرے کے علاوہ دوسرے کمرے بھی دیکھے ہیں لیکن وہ سب خالی پڑے ہیں۔“ صدیقی نے جواب میں کہا۔ پھر اپنی ٹائی کھول کر نعمانی کے بازو کے ذم پر ہاتھ پٹے لگا۔ نعمانی کی آستین ٹون میں بیٹکی ہوئی تھی مگر ذم سر ہر تھیں تھا۔

”مس جولیا کو ہوسپتال لے جانا چاہیے۔“ خاور نے کہا۔
 ”نہیں۔ یہ دھڑی نہیں ہیں، دھویں سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ عمران صاحب کے ہارے میں سوچو۔“ چوہان نے کہا۔
 ”عمران کو وایج ٹرانسمیٹر پر کال کر کے دیکھو۔“ حویر نے تجویز پیش کی تو باقی ممبر نے اس کی تجویز سے اتفاق کیا۔
 ”ہیلو عمران صاحب۔ خاور کالنگ۔ اوور۔“ خاور وایج ٹرانسمیٹر پر

عمران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے بولنے لگا۔
 ”نکس تاور۔ میں کب کا آچکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو۔“ جواب میں وایج ٹرانسمیٹر کی بجائے گیٹ کی طرف سے عمران کی آواز بلند ہوئی اور وہ سب فوراً گیٹ کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران گیٹ سے اُتر آ رہا تھا۔ سیکرٹ سروس نے اسے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور خاور نے وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ عمران تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

”اوہ۔ جولیا کو کیا ہوا۔“ عمران نے چوٹکتے ہوئے پوچھا اور جھک کر جولیا کی نبض چیک کرنے لگا۔
 ”عقاب دھویں سے بے ہوش ہوئی ہیں۔ میں انہیں دھماکے والے کمرے سے اٹھا کر یہاں لایا ہوں۔“ چوہان نے کہا تو عمران سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔ ہم آپ کو اندر تلاش کرتے رہے ہیں۔“ خاور نے عمران سے کہا۔

”میں سمجھ نہ پھو۔ وہ کم بہت سیاد پیش سینہ دھکا دے کر نکل گئی اور فرار ہونے کے لئے اسے میری گاڑی پسند آئی تھی۔ مجبوراً مجھے صدیقی کی کار میں اس کا پیچھا کرنا پڑا۔“ عمران نے کہا۔

”سمجھ۔ کیا وہ دل گئی۔“ نعمانی نے سسکاتے ہوئے کہا۔
 ”وہ تو نہیں ملی لیکن میری کار مل گئی اور وہ کار چھوڑ کر عاقب ہو گئی۔ بہر حال تم بتاؤ۔ کتنے آدمی شکار کئے۔“ عمران نے نعمانی کے ذم بازو کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”میں تو زخمی ہو گیا تھا البتہ خاور اور چوہان کے ہاتھوں دو قصاب ہوئے مارے گئے۔ باقی ہماک گئے۔“ نعمانی نے جواب میں کہا۔

”تم نے کتنے شکار کئے۔ امداد تو ہمیں کوئی لاش نہیں ملی۔“ نثار نے عمران سے پوچھا۔

”میں نے امداد آتے ہی مادام کے آدمیوں کو پولیس کا چکر دے کر کمرے سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا تاکہ مادام سے تنہا وہ دو ہاتھ کر سکیں ورنہ تم کسی مزاحمت کے بغیر امداد پہنچ جاتے۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور چوہان کو پانی لانے کی ہدایت کی۔ چوہان عمارت کے اندر گیا اور پانی کا گلاس لے آیا۔

”تم لوگ جاؤ۔ میں جولیا کے ہوش میں آنے پر اسے اس کے قہقہے لے جاؤں گا اور تمہارے چوہے کو رپورٹ دے دوں گا۔ مگر تم لوگ اپنے قہقہوں پر اہلث رہنا۔ ہمیں ابھی انصاف ہونے والے آفیسرز کو بھی مجرموں کی گرفت سے آزاد کرنا ہے اور اس غیر ملکی مجرم گروہ کو بھی ختم کر دینا ہے۔“ عمران نے گہرے زور سے کہا۔

”عمران صاحب۔ میری کاغذی۔“ صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

”تمہاری گاڑی میں کھانسی نہیں گیا بیارے۔ تم خاور کی گاڑی میں چلے جاؤ اور اپنی گاڑی لے لو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور باہر صدیقی کو اس جگہ کا ایڈریس بتا دیا جہاں وہ صدیقی کی گاڑی چھوڑ آیا تھا۔ اس کی ہدایت پر تمام ممبرز گیسٹ کھول کر باہر نکل گئے اور عمران جولیا کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

بلیک زیرو عمران کو آپریشن روم میں داخل ہوتے دیکھ کر استراٹا کرنی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور عمران اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

”سنائیے۔ آپ کا علیہ کافی خراب ہو رہا ہے۔ لگتا ہے کبھی زمین پر گرتے رہے ہیں۔“ بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں یار۔ وہ خبیث عورت میری توقع سے زیادہ پھر تلی ثابت ہو رہی ہے۔“ عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا واقعی سر۔“ بلیک زیرو نے پوچھتے ہوئے کہا۔

”تم اسے تحریر کیا کی چھوٹی بین کہہ سکتے ہو۔ وہ دوسری مرتبہ مجھے چپے دے کر کھل گئی ہے۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”حیرت ہے۔ کیا وہ اتنی ہی عیار ہے کہ آپ کو چپے دینے میں کامیاب ہو گئی۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بھئی نہیں، وہ وعدہ بھی دے گئی ہے پیارے۔ لو پڑھو“..... عمران نے جیب سے وہ شدہ کاغذ نکالے جوئے کہا اور کاغذ بلیک زیرو کے سامنے ڈال دیا۔ بلیک زیرو نے کاغذ اٹھایا اور بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

”مسٹر علی عمران۔ تم نے اپنی پہلی شکست سے سبق نہیں سیکھا لیکن اس مرتبہ تمہاری کھوپڑی میں یہ بات ضرور آگئی ہوگی کہ تم مجھے گرفتار تو کیا چھو بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ اب میں پاکیشیا سے چار دی ہوں لیکن میرا مشن جاری رہے گا اور میں ہر حال میں اپنا مشن پورا کر دوں گی۔ اگر تمہیں میری قید میں موجود اعلیٰ انسان کی زندگی عزیز ہے تو مجھ سے دوبارہ ٹکرانے کی حماقت مت کرنا ورنہ تمہارے ذیلی سمیت دونوں سیکڑیوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور تم ساری عمر پچھتوے کی آگ میں جلتے رہو گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم اپنی دوسری شکست پر خرم سے ڈوب مرو۔

”مام“.....

”وہ آپ کو چیلنج کر گئی ہے“..... بلیک زیرو نے خط پڑھنے کے بعد عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ میرا نام بھی عمران ہے۔ ایک مرتبہ ہاتھ آ جائے یہ مادام کی بچی۔ ایسا نموڈوں گا کہ مادام کے سچے بھی بھول جائے گی۔“

عمران نے کہا اور جیب سے چوگم کا پیس نکالنے لگا۔

”جولیا کا کچھ پتا چلا“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ وہ اسی عمارت میں تھی“..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور مختصر مادام سے مجھڑپ اور میرز کی کارکردگی کے بارے میں بتانے لگا۔

بلیک زیرو خاموشی سے ستارہا تھا۔

”جولیا کو اس کے حقیقت پہنچا کر میں ادھر آیا ہوں۔ ممبرز بھی اپنے لیٹلنل پر پہنچ چکے ہیں“..... عمران نے آخر میں کہا۔

”اب آپ کیا کریں گے۔ وہ کم بخت تو پاکیشیا سے نکل گئی۔ نہ جانے مغوی انسان کو ساتھ لے گئی ہے یا وہ بینک اس کے کسی ٹھکانے پر ہیں“..... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے مادام کی میز کی دروازے سے چند اہم کاغذات ملے ہیں۔ اگرچہ وہ کوڈ ورڈز میں ہیں لیکن ان میں مغوی انسان کے علاوہ بھی تین چار اہم شخصیات کے نام میں نے ڈی کوڈ کر لئے ہیں جنہیں مادام اخوا کرنا چاہتی ہے۔ تم فوری طور پر ان کی نگرانی کے لئے ممبرز کو روانہ کرو۔ خاد کو ہاف سون ہوٹل کے منیجر کی نگرانی پر لگا دو“..... عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور تین شخصیات کے نام بتا دیئے۔

”اوہ۔ کیا منیجر بھی اسی گروہ کا ممبر ہے“..... بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن مجھے ملنے والے کاغذات میں ہاف سون ہوٹل اور غیر کے الفاظ درج ہیں اور میری معلومات کے مطابق وہ منیجر انگریز ہیں۔“

یقیناً اس کا مادام سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہوگا“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”صرف منیجر ہی نہیں، ہوٹل کا مالک بھی غیر ملکی ہے لیکن وہ گریٹ لینڈ میں رہتا ہے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”خاور سے کہو کہ فوج کی نقل و حرکت اور اس سے ملنے والوں پر کڑی نظر رکھے۔ ہو سکتا ہے اسی کے درمیان میں اس گروہ کے جیٹ کو مارٹر تک رسائی حاصل ہو جائے جو میرے اندازے کے مطابق پاکیشیا سے باہر کسی جگہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ ماما یہ نہ کہتی کہ وہ پاکیشیا سے جا رہی ہے۔“

عمران نے جھوٹا چہرہ دیا۔

”یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے آپ کو پتہ دینے کے لئے یہ بات لکھی ہو تاکہ آپ اسے پاکیشیا میں تلاش کرنے کی کوشش نہ کریں اور وہ خاموشی سے اپنا مشن مکمل کرتی رہے۔“ بلیک زیرو نے امکان ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے اندازے کو رد نہیں کرتا کیونکہ تم بھی ایکسٹو ہو اور میرے ہی انداز میں سوچتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں۔ ورنہ ایکسٹو تو آپ ہی ہیں۔“ بلیک زیرو نے فیس کر کہا۔

”اوہ۔ کسی دن کہیں سیکھا بات ممبرز کے سامنے نہ کہہ دیجئے۔ ورنہ وہ اصل نقل کی پردہ کی بجائے پھوٹ پڑیں گے اور جیٹ تو پہلے ہی کئی مرتبہ اس شب میں جلا ہو چکی ہے کہ میں ہی ایکسٹو ہوں۔“ عمران نے ہلکے ہلکے ہونے انداز میں کہا۔

”بے فکر رہیں۔ میں پاگل نہیں ہوں۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں بھی تمہیں پاگل نہیں سمجھتا لیکن پاگلوں کے سینکڑے نہیں ہوتے

اس لئے ڈرنا تو پڑتا ہے۔“ عمران نے اعتقاد لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”چائے تنکواؤں آپ کے لئے۔“ بلیک زیرو نے تیزی سے کہا۔

”نہیں۔ میں قلیت جا کر چائے پیوں گا۔“ سلیمان میرے انتظار میں جاگ رہا ہوا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو اور ممبرز کو ہدایات دو۔ خاور ہاف مومن ہوٹل کے فوجی کے بارے میں کوئی اطلاع دے تو مجھے بتا دیجئے۔“ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند منٹ بعد وہ اپنے قلیت پہنچا تو ڈور بیل کا جن پر پریس کرتے ہوئے اس نے کرو و قیش کا جائزہ لیا۔ دوسری بیل پر سلیمان نے دروازہ کھولا اور عمران کا حلیہ دیکھ کر حیران ہوتا ہوا ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران اندر آ گیا۔

”میرے لئے چائے بناؤ۔“ عمران نے سنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے سلیمان سے کہا۔

”چائے کی بجائے آپ کے لئے باداموں والی سردابی بہتر رہے گی صاحب۔“ سلیمان نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

”وہ کیوں ڈاکٹر کی اولاد۔“ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور رک گیا۔

”اس لئے کہ پہلوان کبھی لڑنے کے بعد سردابی پیتے ہیں جس سے ان کی توانائی بحال ہو جاتی ہے۔“ سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کہو مت۔ کیا میں تمہیں پہلوان نظر آتا ہوں“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سلیطے سے 7 بجا نکلتا ہے کہ آپ کسی اکھاڑے میں مسیحی لڑے رہے ہیں“..... سلیمان نے اس کے لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جہیں۔ بس اچانک ہی بچے کے ذمیر پر جا کر اٹھا مگر تم جلدی سے جائے لے آؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

کمرے میں آکر اس نے واش روم کا رخ کیا اور ہاتھ منہ دھو کر سلیپنگ سوٹ پہنا پھر سٹنگ روم میں آیا تو میز پر چائے کا کپ موجود تھا۔ وہ

پائے پیٹے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔ چند لمحوں بعد اچانک ہی فون کی گھنٹی بج گئی۔

”ہیلو۔ عمران سپیڈنگ“..... عمران نے ایک لمحہ بعد رسیور اٹھا کر کہا۔
 ”ہیلو عمران۔ امید ہے تم میرے بارے میں ہی سوچ رہے ہو گے۔“

دوسری جانب سے ایک تہائی آواز جتنی دی تو مرزا کے غم میں
تکڑیاں سلگنے لگیں۔ وہ آواز مادام ہی کی تھی۔

”ذلیلو۔ تمہاری اس قدر چاہت ہے مجھے اور تم اتنی بے وقاہو کہ اپنا
 دیار کرائے بغیر بھاگ جاتی ہو“..... عمران نے رونا ٹھک لیچے میں کہا۔

”کیا جویلا مرگئی ہے جو تم اب مجھ سے روماس لڑانا چاہتے ہو۔“
ام نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن تم میں جو بات ہے وہ جولیا میں نہیں ہے۔ ہمیں دیکھو
مجھ پر نشہ طاری ہو جاتا ہے۔ سونے کی کوشش کرتا ہوں تو تمہارے

خواب جگا دیتے ہیں"..... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

”خواب چگا کیں یا نہ چگا کیں۔ میں خود بھی تمہیں سکون سے نہیں سونے دوں گی عمران۔ میں بھوت بن کر تمہارے اعصاب پر سوار رہوں

”مگر میں نے کیا جرم کیا ہے سوئی کرسم پادوس دھو کر میرے پیچھے پڑ گئی“..... مادام کی زہر آلود آواز سنائی دی۔

”بیچھے نہیں پڑی بدروح کی طرح تمہارے ذہن سے چٹ گئی ہوں
گئی ہو“..... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور تمہیں ایک منٹ بھی سکون نہیں لینے دوں گی“..... مادام کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار سر جھکانے لگا۔

”اوہ۔ یہ ظلم مت کرو۔ مجھے بھوتوں اور بدروحوں سے بہت ڈر لگا ہے۔ میں تو پہلے ہی تمہاری بے وفاکی سے بلڈ پریشر اور مینشن جیسی

”کھڑکھڑاہٹ کر۔۔۔ میں تمہیں تمام امراض — مچا دے دلا نے کا فیصلہ کر
 لیا۔۔۔“

”اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے اپنے پاس بلا لو۔ تمہاری قربت میں رہ

اس مرتبہ فراتی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے تیزی سے کریڈل پر پس کیا پھر فون آنے پر ٹپلی فون
انکوائری کے ڈیسر پر پس سکھ۔ سحر ۱۰۴۸ کے ڈیسر معلوم کرنے پر اسے تاکید
ہوئی۔ آپریٹر نے بتایا کہ اسے چاون روڈ کے پبلک ہوتھ سے کال کی گئی
تھی۔ عمران نے مایوسی سے سرمسکا اور خیالی میں بیٹھی ہوئی چائے حلق
میں انڈیلنے کے بعد صوفے کی پشت سے سر نکلا کر کچھ سوچنے لگا۔ مادام
نامی عورت اس کی توقع سے زیادہ دید و دلیری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ چند
لحظوں بعد پرائیویٹ فون کی نکل سنائی دی تو عمران اٹھا اور دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ لیکن دروازے سے باہر قدم رکھتے ہی حکم اس کے سر
پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ ضرب کسی دیوالیہ کی ہی تھی۔ عمران کے حلق سے
بے ساختہ ہلکی سی کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر فرش پر گر گیا۔ دوسرے ہی لمحے
اس کے ذہن پر تاریکی بھیلی چلی گئی۔

بلیک زیرو نے جوزف کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا اور خود ہی کچن
میں جا کر اپنے لئے چائے بنا لایا تھا۔ اسے ممبرز کی رپورٹس کا انتظار تھا۔
چائے پینے کے دوران اچانک ہی واقع ٹرانسمیٹر پر سنگٹل موصول ہوا تو اس
نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ صدیقی کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی آواز
ابھری۔

”نہیں صدیقی۔ ایکسٹو اینڈنگ یو۔ اور“..... بلیک زیرو نے جواب
کہا۔

”میں منیجر فاروق کے پیچھے سے بات کر رہا ہوں چیف۔ انہیں خطا
کر لیا گیا ہے“..... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو چونک
پڑا۔

”کب۔ کیسے“..... بلیک زیرو نے تیزی سے پوچھا۔

"چیف۔ میں یہاں پہنچا تو جنگلے کے باہر پولیس کی بھاری نفری موجود تھی۔ سوپر فایض کی گاڑی بھی باہر کھڑی تھی۔ میں نے باہر کھڑے ایک دوست سب ڈیپارٹمنٹ سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ میجر فاروق کو آری کلب سے واپس آتے ہوئے نامعلوم لوگوں نے جنگلے سے تھوڑی دور روکا اور ڈرائیور کو بے ہوش کر کے میجر فاروق کو اپنی گاڑی میں لے گئے۔ وہاں سے گزرنے والے ایک آفیسر نے گاڑی کو سڑک کے کنارے کھڑے دیکھ کر اس کے پہلو میں اپنی کار روکی تاکہ میجر کو مدد کی ضرورت ہو یا اس کی گاڑی خراب ہوگئی ہو تو اسے اس کے جنگلے تک پہنچا ہے۔ لیکن کار میں ڈرائیور کو بے ہوش اور میجر فاروق کو عائب پا کر آفیسر نے میجر فاروق کے جنگلے کا رخ کیا اور وہاں موجود گاڑوں سے پوچھا تو گاڑوں نے بتایا کہ میجر فاروق جنگلے تک نہیں پہنچے۔ جب آفیسر نے پولیس کو اطلاع دی۔ ڈرائیور کو جنگلے میں لا کر اسے ہوش دلایا گیا تو اس نے بیان دیا کہ اچانک سڑک پر کھڑی ایک سیاہ کار نے ان کی کار کا راستہ روکا اور ڈرائیور نے بربک لکھنوی کو گاڑی سے تین مسلح قلاب پشوں نے اتر کر میجر کی گاڑی کو گھیرے میں لے لیا اور اس پر حملہ کر دیا۔ ان کی گاڑی سے اتار کر اپنی کار میں بٹھایا۔ پھر ایک قلاب پوش نے ڈرائیور کی کینٹینی پر ریلیالور کا دستہ رسید کیا تو ڈرائیور بے ہوش ہو گیا تھا۔" صدیقی نے دوسری جانب سے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کو خشم کے ساتھ حیرت بھی ہوئی کہ گزشتہ تین دن میں تین اہم سرکاری افسران کے اغوا کی خبریں سننے کے باوجود بھی اعلیٰ افسران نے کوئی مہرت حاصل نہیں کی

اور بغیر کسی سیکورٹی کے آدمی آدھی رات تک ذاتی مسائل کے سلسلے میں گھر سے باہر وقت گزارتے پھرتے ہیں۔ وہ بیرونی مصروفیات کو محدود نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی حفاظت کے لئے کارواز تو ساتھ رکھ سکیں۔ "کیا تم نے اس طرف کسی مشتبہ شخص کو ٹھیس کیا ہے صدیقی۔" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نوسر۔ میرے یہاں جنگلے سے تقریباً نصف گھنٹہ پہلے یہ واقعہ پیش آچکا تھا۔ ظاہر ہے مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے بعد وہاں اپنے کسی آدمی کو کیسے چھوڑ سکتے تھے۔" صدیقی نے دلیل پیش کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ تم واپس اپنے قلیٹ چلے جاؤ۔ اور اینڈ آل۔" بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر اس نے ریپور اٹھایا اور عمران کے نمبر پر ٹیس کرنے لگا تاکہ عمران کو اس جازہ واقعہ کی اطلاع دے سکے لیکن دوسری جانب کافی دیر تک ٹیل ہوتی رہی اور عمران نے کال اینڈ نہ کی تو بلیک زیرو نے فون بند کر دیا۔ یقیناً عمران یا تو قلیٹ میں موجود نہیں تھا یا پھر تھکاوٹ کے سبب مہموری نیند میں تھا۔ چنانچہ بلیک زیرو نے اس سے وایج ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ نصف مٹ مسلسل کال کرنے کے باوجود عمران سے رابطہ قائم نہ ہوا تو بلیک زیرو کو تشویش ہونے لگی۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس نے فون پر دوبارہ کوشش کی اور عمران کے قلیٹ کے عام فون کے نمبر پر ٹیس کئے کہ شاید سلیمان عمران کے بارے میں

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے عمران نے بتایا ہے کہ ہم جہیز میں جہاں جا کر تہنیدی دھڑکی

کے غوض اپنے آئی آزاد کرانا چاہتے تھے۔ ممکن ہے وہ دوبارہ جہیز انوا
کرنے کی کوشش کریں۔ اس لئے ہماری طرح اہل رعوہ دیش آئل۔“

بلیک زیرو نے ہدایت کرتے ہوئے کہا اور فون بند کر کے چوہان کی کال
کا انتظار کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج گئی۔

”ہیس۔ ایکسٹو سٹیکنگ“..... بلیک زیرو نے تیزی سے ریسیور اٹھا کر
خصوصی لہجے میں کہا۔

”چوہان بول رہا ہوں چیف۔ عمران صاحب کے فلیٹ میں سلیمان
بے ہوش پڑا ہے لیکن عمران صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔ فلیٹ کا
دروازہ بھی اندر سے بند نہیں تھا۔ سلیمان کے سر پر ریلوے کے دستے کی
ضرب کا نشان ہے“..... دوسری طرف سے چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا تو بلیک زیرو بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا عمران کی گاڑی باہر موجود ہے“..... بلیک زیرو نے بے چینی
سے پہلو بدلتے ہوئے پوچھا۔

”ہیس چیف۔ سپورٹس کار کے علاوہ دانش منزل والی گاڑی بھی موجود
ہے جس پر وہ شاداب کالونی گئے تھے“..... چوہان نے جواب میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے عمران کو بھی مجرموں نے انوا کر لیا ہے۔“ بلیک
زیرو نے غصے سے جڑے پیچھے ہوئے کہا۔

”ہیس چیف۔ میرا بھی کیا اعزاز ہے کیونکہ عمران صاحب رات کے

کچھ بتا سکے۔ لیکن کئی لمبے گزر گئے اور سلیمان نے بھی ریسیور نہ اٹھایا تو
بلیک زیرو کی تشریش بڑھ گئی اور وہ واقع ٹرانسمیٹر پر۔ چوہان کی فریکوئنسی
ایڈجسٹ کر کے کال کرنے لگا۔

”ہیلو چوہان۔ ایکسٹو کالنگ۔ اور“..... اس نے مخصوص لہجے میں
کہا۔

”ہیس چیف۔ چوہان اینڈنگ یو۔ اور“..... چند لمحوں بعد چوہان کی
آواز سنائی دی۔

”تم فوراً عمران کے فلیٹ جاؤ اور وہاں کی صورت حال معلوم کرو۔
عمران سے نہ تو واقع ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم ہو رہا ہے اور نہ وہ اور سلیمان
فون اینڈنگ کر رہے ہیں۔ مجھے فوراً رپورٹ دینا“..... بلیک زیرو نے
ہدایت دیتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کا ذہن دوسروں کا
شکار ہو رہا تھا۔ مادام عمران سے شاداب کالونی میں گھلت کھا کر فرار ہو
گئی تھی اور وہ عمران کے خلاف کسی قسم کی بھی کارروائی کر سکتی تھی۔ یہی
سوچتے ہوئے بلیک زیرو کو جولیا کا خیال آ گیا۔ عمران نے جولیا کو مجرموں
کی گرفت سے آزاد کر لیا تھا لیکن انتقام اسے دوبارہ انوا کیا جا سکتا تھا۔
چنانچہ اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پر کال کرنے لگا۔

”ہیلو۔ جولیا بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر
جولیا کی غبار آلود آواز سنائی دی۔

”ہم ایکسو“..... بلیک زیرو نے جواباً کہا۔

”ہیس چیف۔ حکم فرمائیں“..... جولیا نے اس مرحلے پر مستعدی سے

وقت قلیٹ سے باہر جاتے ہیں تو دروازہ باہر سے لاک کر جاتے ہیں تاکہ وہاں کسی پرسلیمان کی تینہ مراب نہ ہو یا زیادہ دیر دروازہ کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے۔ اگر وہ کہیں خود جاتے تو قلیٹ کا ڈی لے جاتے۔ دوسری طرف سے چوہان نے اپنے خیال کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے چوہان۔ تم وہیں رہو اور سلیمان کو ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کرو۔ میں کچھ دیر بعد تمہیں ہدایات دوں گا۔ اگر سلیمان کوئی اہم بات بتائے تو مجھے مطلع کرنا۔“ بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور فون بند کر دیا۔ چند لمحوں سوچنے کے بعد بلیک زیرو کو ہاف مون ہوئی کے منیجر کا خیال آیا۔ اس نے خاور کو اس منیجر کی گھرانی کے لئے بھیجا تھا اور خاور نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی تھی۔ ہر مون تک پہنچنے کا سر دست منیجر کے سوا کوئی ذریعہ نہ تھا۔ چنانچہ بلیک زیرو نے واج ٹرانسمیٹر پر خاور کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسی لئے واج سے مکمل فون موصول ہوا تو اس نے واج ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ خاور کا ٹک۔ اوور۔“ واج ٹرانسمیٹر سے خاور کی آواز بلند ہوئی۔

”ہیس خاور۔ ایکسٹو ایڈیٹنگ یو۔ اوور۔“ بلیک زیرو نے بے تابلی سے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ ہاف مون ہوئی کا منیجر اپنے کمرے میں موجود ہے۔ اس کا کمرہ فرسٹ فلور پر ہے۔ میں نے اس کی فون پر ہونے والی گفتگو سنی ہے۔ منیجر کا نام مارون ہے اور اس نے مارام کو بتایا ہے کہ شکار کو گرین

سپاٹ پر نارمن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مزید کوئی خدمت ہو تو اسے بتایا جائے۔ اوور۔“ خاور نے دوسری طرف سے رپورٹ دی۔

”اور کیا باتیں ہوئیں۔ اوور۔“ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”سبوری سر۔ میں زیادہ نہیں سن سکا۔ اس کے کمرے سے فون کی تیل سنائی دی تو میں دروازے کے قریب گیا اور دروازے سے کان لگا کر سننے لگا۔ اس وقت مارون کے یہی الفاظ سنائی دیے۔ پھر زینوں سے ابھرنے والی قدموں کی آغوش سن کر میں فوراً وہاں سے ہٹ کر راہداری کے آخری کمرے کی طرف چل دیا۔ ایک ویئر منیجر کے لئے کھانا لایا تھا۔ وہ منیجر کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر گیا اور کھانا پہنچا کر واپس نیچے چلا گیا۔ میں نے دوبارہ قریب آ کر دروازے کے کی ہول سے اندر جھانکا تو مارون کھانا کھا رہا تھا۔ چنانچہ میں نیچے آ گیا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اوور۔“ خاور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک لمحہ کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ اسے یقین تھا کہ جس شکار کو کسی گرین سپاٹ پر پہنچایا گیا ہے وہ منیجر فاروق یا عمران دونوں میں سے ایک ہو سکتا ہے۔

”ٹھیک ہے۔ میں صدیقی، تنویر اور چوہان کو بھیج رہا ہوں۔ مارون کو خاموشی سے گرفت میں لے کر وائس منزل پہنچا دو۔ عمران کو اس کے قلیٹ سے اغوا کر لیا گیا ہے اور مارون نے جس شکار کو گرین سپاٹ پر پہنچایا ہے وہ عمران ہی ہو سکتا ہے۔ عمران سے پہلے منیجر فاروق کو بھی

بھرموں نے انہیں کیا ہے اور یقیناً اسے بھی گرین سیٹ پر لے جایا گیا ہے۔ کامیاب ہوتے ہی مجھے رپورٹ دینا۔ اور..... بلیک زیرو نے خاور کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ میجر فاروق غازی وزارت دفاع کے ریکارڈ اچھا رکھتے ہیں۔ اور..... دوسری طرف سے خاور کی چوکنی ہوئی آواز آئی۔

"ہاں۔ تم درست سمجھتے ہو۔ ممبرز کا انتظار کرو۔ اس دوران اگر مارون کہیں جائے تو اس کا تعاقب کرنا اور واقعہ ٹرانسمیٹر سے ممبرز کو صورت حال بھی بتا دینا۔ اور اینڈ آف..... بلیک زیرو نے جیزی سے کہا اور واقعہ ٹرانسمیٹر آف کر کے فون کا رسپور اٹھا لیا۔ اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر پر پریس کئے تو دوسری طرف سے چوہان نے رسپور اٹھا لیا۔

"کیا سلیمان کو ہوش آ گیا ہے..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

"نہیں چیف۔ اس کا بیان ہے کہ وہ سو رہا تھا کہ اچانک کسی نے اس کے سر پر ضرب لگائی اور وہ فوراً ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ سلیمان کچھ نہیں جانتا..... چوہان نے مودبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اسے ہائف ہونٹ پکچنے کی ہدایت کی اور پھر سلسلہ منقطع کر کے باری باری صدیقی اور تنویر کو فون پر ہدایات دینے لگا۔

آفس کی طرز پر آراستہ کمرے میں شاعر آفس ٹیبل کے عقب میں ایک دروازہ قامت مگر ادھر اٹھ کر یمنین گھونٹنے والی کرسی پر بیٹھا سگار سے فٹل کرتے ہوئے پائیس جانب کی دیوار پر نصب سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ سکرین پر سمندر کا سحر روشن تھا اور ایک اسٹیئر ڈائمن سے پائیس جیزی سے حرکت کر رہا تھا۔ اسٹیئر پر ڈرائیور اور اس کے پاس کھڑا ایک مسلح شخص دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اسٹیئر ایک دریاں ساحل کے قریب پہنچا تو ادھر عرصہ بڑا ڈاگ شکل ایکریمنین نے اپنے آگے میز پر نصب بیٹل کا ایک بیٹن پریس کیا اور سکرین آف ہو گئی۔ اس شخص نے میز پر رکھے انٹرکام کے کیے بعد دیگرے دو بیٹن پریس کر دیئے۔

"نہیں چیف۔ جیک بول رہا ہوں..... انٹرکام کے لاؤڈر سے ایک لمحہ بعد مودبانہ آواز ابھری۔

"ہارمن آ گیا ہے جیک....." بلڈاگ شکل چیف نے سخت لہجے میں

کہا۔

"نہیں چیف۔ میں سرکین پر دیکھ رہا ہوں۔" جیک نے جواباً کہا۔
"مہمروں سے کہو کہ وہاں حکمران کو الگ الگ بند کرے اور انہیں
انجکشن لگائے تاکہ وہ کل سے پہلے جوش میں نہ آسکیں۔ نازمن کو واپس
بھیج دو۔" چیف نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔" دوسری طرف سے جیک نے پوچھا۔

"کیا ایٹن یہاں پہنچ گئی ہے۔" چیف نے کہا۔

"نہیں چیف۔ وہ چند منٹ پہلے آئی ہیں اور اس وقت اپنے کمرے
میں کھانا کھا رہی ہیں۔" جیک نے جواب میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایٹن کھانے سے فارغ ہو جائے تو اسے میرے پاس
"بھیجو۔" چیف نے کہا اور ایٹرکام آف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کے
دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی تو چیف نے میز پر نصب ایک مین پریس
کیا اور فوراً ہی دروازہ کھل گیا تو باہر کھڑی ایک خوبصورت اور نوجوان لڑکی
اندھ آگئی۔ اس کے اندر آتے ہی چیف نے وہ بارہ مین پریس کیا اور
دروازہ بند ہو گیا۔ نوجوان اور متاسب الاعضا لڑکی چست چست اور شرٹ
میں لمبی تھی اور چہرے کے خدوخال اسے ایک یونین ظاہر کر رہے تھے۔
اس نے آگے بڑھتے ہوئے چیف کو سلام کیا۔

"آؤ ایٹن۔" چیف نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب
دیتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تو ایٹن نامی لڑکی قریب آ کر اس کے سامنے
ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ چیف نیا سگار سلگنے لگا۔

"نہیں چیف۔ حکم فرمائیں۔" ایٹن نے چیف کی طرف دیکھتے
ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"سنو۔" پائیلیٹ ایٹنلی جنس اور سیکرٹ سروس کیا کر رہی ہے۔" چیف
نے سکار کا منہ لے کر کہا۔

"سیکٹ سروس تو اب عمران کو تلاش کر رہی ہو گی اور ایٹنلی جنس اور
پولیس سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ جنس ڈیوٹی کے طور پر وقت گزار
رہی ہے۔" ایٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے بتایا تھا کہ ایٹنلی جنس کے کسی انجیکٹر کو معلومات کا ذریعہ بنایا
تھا۔" چیف نے کہا۔

"نہیں چیف۔ لیکن میری کوشش کو عمران نے ناکام بنا دیا تھا کیونکہ
اس آدمی نے خود کو اٹنلی جنس کا ممبر ظاہر کیا تھا۔ لیکن بعد میں اس کی
عمران اور ایکسلو سے ہونے والی بات چیت سے معلوم ہوا کہ اس کا نام
مصدق ہے اور وہ سیکرٹ سروس کا ممبر ہے۔ ایکسلو نے مصدق کو عمران کے
قلیت جانے کی ہدایت کی اور یہ بھی تاکید کی کہ وہ عمران کو اپنے ساتھ
ہونے والے واقعہ کے بارے میں کچھ نہ بتائے۔ بعد وہ عمران کے قلیت
پہنچا اور وہاں چائے پینے کے بعد اس کا ہم سے رابطہ ختم ہو گیا۔ یقیناً
اس کے بازو سے چپ نکال کر ضائع کر دی گئی تھی۔" ایٹن نے مسلسل
بولتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔" عمران کے بعد ہمیں ایکسلو سے خطرہ رہے گا۔ اس کے علاوہ
کراؤن اور روزنی کا مسئلہ بھی ہے۔ انہیں سیکرٹ سروس کی قید سے کیسے

آزاد کر دیا جائے۔“ چیف نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ فکر مت کریں چیف۔ فی الحال ہمیں اصل مشن مکمل کرنا ہے۔ اس کے بعد ہم عمران کی ذمہ داری کے موافق ایکسٹو سے اپنے مہر کو آزاد کرالیں گے۔“ ایٹن نے دھوکے بھرے لہجے میں کہا۔

”میری معلومات کے مطابق سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو ایسی شخصیت نہیں ہے کہ اسے مجبور کیا جاسکے۔ وہ نہ تو کسی کے آگے جھکا ہے اور نہ اصولوں پر سمجھوتہ کرتا ہے۔ عمران فری لانسر ہے اور سیکرٹ سروس کے لئے معاوضہ پر کام کرتا ہے۔ اگر عمران کی جگہ سیکرٹ سروس کا کوئی باقاعدہ ممبر بھی ہماری گرفت میں ہو تو مجھے یقین نہیں کہ اس کی جان بچانے کے لئے ایکسٹو ہمارا مطالبہ مان لے گا۔ اس کے لئے ہمیں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔“ چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

”لیکن چیف۔ پاکیشیا کی اعلیٰ اور اہم ترین شخصیات ہماری گرفت میں ہیں۔ ہم ان کے قتل کی دھمکی دے کر تو ایکسٹو کو مجبور کر سکتے ہیں نا۔“ ایٹن نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے جھڑی سے کہا۔

”نہیں ایٹن۔ ہم مشن کی تکمیل کے بعد ان شخصیات کو اتنی دیر تک قید نہیں رکھ سکتے۔ اول تو ایکسٹو اس پر بھی راضی نہیں ہوگا کیونکہ وہ اسے اپنی شکست سمجھے گا اور شکست کا لفظ اس کی ذمہ داری میں نہیں ہے۔ کم از کم میرا تجربہ اور معلومات یہی ہیں کہ اگر پاکیشیا کا پریذیڈنٹ بھی ایکسٹو کو اس کی فطرت اور اصولوں کے متناقی کوئی حکم دیتا ہے تو ایکسٹو اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ ایکسٹو کی

اپنی مرضی نہ ہو تو دنیا کی کوئی طاقت اسے مجبور نہیں کر سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایکسٹو سے اپنا مطالبہ منوانے میں اس قدر تاخیر ہوتی ہے کہ ہماری کامیابی زبرد ہو کر رہ جائے۔“ چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو ایٹن بے اختیار چونک پڑی۔

”اوہ۔ زیرو سے آپ کا کیا مطلب ہے چیف۔“ ایٹن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”پاکیشیا کی پریذیڈنٹ برتین ماہ بعد شوکران کے دورے پر جاتا ہے۔ اس مرتبہ پھر وہ شوکران جا رہا ہے اور اس کی روانگی میں چند روز روکے گئے ہیں۔ چنانچہ اس سے پہلے ہی ہمیں ملوی افسران کو آزاد کرنا ہے تاکہ وہ اپنی ڈیوٹی جوائن کر لیں اور پاکیشیا کی صدر مطمئن ہو کر شوکران کے دورے پر روانہ ہو جائے۔ ورنہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ اپنا سر ماہی دورہ ملوی یا مؤخر کر دے اور ہماری ساری محنت بے کار ہو جائے۔“ چیف نے مسکراتے ہوئے کہا تو ایٹن سمجھنے والے انداز میں سر ہلانے لگی اور چیف نے انٹرکام آن کر کے ایک فون پرلس کر دیا۔

”نہیں چیف۔ جیک بول رہا ہوں۔“ ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے آواز ابھری۔

”ایٹن اور میرے لئے کافی مجبوا دو جیک۔“ چیف نے تھکاتے لہجے میں کہا۔

”رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔“ جیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

بودن نے ٹارگن سے شکار وسیع کر لئے ہیں۔“ چیف نے پوچھا۔

”بس چیف۔ اور نارمن آپ کے حکم کے مطابق واپس روانہ ہو گیا ہے۔“ بیک نے جواب میں کہا۔

”رشیڈ قریشی اور طارق لودھی کس پوزیشن میں ہیں؟“ چیف نے پوچھا ہوا سکار اینش ٹرے میں ڈالتے ہوئے کہا۔

”وہ تجزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں چیف۔ دو دن بعد وہ تینوں بالکل نرمل حالت میں ہوں گے۔“ بیک کی آواز آئی تو چیف نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے انٹرکام آف کر دیا۔

”چیف۔ میرا خیال ہے کہ جو آفیسر صحت یاب ہو چکے ہیں انہیں پاکیشیا پہنچا دیا جائے۔“ ایلین نے چیف سے کہا۔

”کیوں؟“ چیف نے چرکتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے واپس پہنچنے پر حکومت بھی مطمئن ہو جائے گی اور سیکرٹ سروس کی ہمارے خلاف مودومٹ بھی سب پڑ جائے گی۔ اس خیال سے کہ باقی مغربی آفیسرز بھی اسی طرح واپس آ جائیں گے۔“ ایلین نے جواب میں کہا تو چیف مسکرائے گا۔

”تمہاری بات کسی حد تک درست ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ تمام آفیسرز کو بیک وقت آزاد کیا جائے اور پاکیشیائی صدر کی شوکران کو رواں گی سے ایک یا دو دن پہلے۔ تاکہ سیکرٹ سروس کو ان آفیسرز سے تحقیق کا موقع نہ مل سکے۔ اگر ہم دو تین افسران کو پہلے آزاد کر دیں تو ہو سکتا ہے سیکرٹ سروس کا چیف شہر میں مبتلا ہو کر ان افسروں کے اپنی کھڈی میں انکسرے کرائے اور ہمارے پلان سے واقف ہو کر بعد میں آزاد کئے

جانے والے آفیسرز کو بھی ہمارے لئے بے کار کر دے۔“ چیف نے احتجاجی طو سے لہجہ میں ایلین کی جوچہ رد کرتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو چیف نے میز پر لگا ہٹن پریس کر دیا۔ دروازہ کھٹکے پر تیزی سے بند ہو گیا لیکن ایلین نے ایک آدمی اندر آیا جس نے ٹرے اٹھا رکھی تھی جس میں کافی کے دو گے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے قریب آ کر موبائٹ انداز میں کافی کے گگ چیف اور ایلین کے آگے رکھے اور خالی ٹرے لے کر واپس چل دیا۔ چیف نے دوبارہ ہٹن پریس کیا اور دروازہ کھل گیا تو کافی لانے والا باہر نکل گیا اور دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

کرنے پر آمادہ کیا تھا کیونکہ مادام کے پاس آدمی کم پڑ گئے تھے۔ مادام کے گھر پر مارون نے اپنے دو کارڈز کے ہمراہ عمران کو بلوا دیا اور بندرگاہ سے کچھ دور ایک ویران ساحل پر پہنچایا تھا جسے گرین سپاٹ کا نام دیا گیا تھا اور عمران کو وہاں ایک اسٹیر پر موجود ڈارن نامی شخص کے حوالے کرنے کے بعد مارون کا کام ختم ہو گیا تھا۔ وہاں سے اسٹیر کے ذریعے عمران کو کسی نامعلوم مقام پر منتقل کیا جانا تھا لیکن مارون نہ تو اس مقام کے بارے میں جانتا تھا اور نہ ہی ڈیوڈ جیٹھ اوون کے کسی ٹھکانے سے واقف تھا۔ ڈیوڈ اوون کے بارے میں یہ معلومات بھی اسے اپنے دوست ہنگاک سے حاصل ہوئی تھیں ورنہ مارون کا براہ راست کسی انگریزین انجنی سے تعلق نہیں تھا۔

مارون سے حاصل ہونے والی معلومات کی روشنی میں ہنگاک نے مزید اندازہ قائم کیا کہ بحرہوں کا ٹھکانہ سمندر میں ہی کہیں واقع تھا اور شہر میں ان کے خاموش ٹھکانے تھے۔ چنانچہ ہنگاک نے مزید فوری کارروائی کا فیصلہ کرتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور چوہان کے نمبر پر بس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ چوہان بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہونے پر چوہان کی آواز سنائی دی۔

”ایکسیلو۔ تم فوراً بحیرہ کے ہمراہ بندرگاہ روانہ ہو جاؤ۔“ ہنگاک نے مخصوص لہجے میں کہا اور گرین سپاٹ کے بارے میں بتایا جو سی پورٹ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک ویران ساحل تھا۔

”راست سر۔ وہاں ہمیں کیا کرنا ہے۔“ چوہان نے مودبانہ لہجے

ہنگاک نے مزید پوچھا کہ وہ ابھی لاک اپ سے نکل کر آپریشن روم میں آ بیٹھا تھا۔ لاک اپ میں اس نے ہاف مون ہوٹل کے منیجر سے پوچھ گچھ کی تھی جس کا نام مارون تھا اور سیکرٹ سروس کے ممبرز اسے خاموشی سے انوار کر کے بے ہوشی کی حالت میں داخل منزل پہنچا گئے تھے۔ جوزف نے مارون کی خاصی مرمت کی تھی جس کے نتیجے میں مارون نے زبان کھول دی تھی۔ اس نے جو کچھ بتایا اس سے ہنگاک نے مزید کو خاصی تشویش ہوئی تھی۔ مارون کے بیان کے مطابق مادام کا نام ایلن تھا اور اس کا تعلق انگریزیا کی ایک طاقتور انجنی ”ہنگاک سپائڈر“ سے تھا جس کے کٹر سیکشن ”ڈیوڈ اوون“ کا سربراہ کرنل تھامس تھا اور ایلن اس سیکشن کی سپر ایجنٹ مانی جاتی تھی۔ مادام ایلن کے ایک ماتحت ہنگاک نے مارون سے یہاں آ کر رابطہ قائم کیا تھا جو مارون کا کالج کے زمانے کا دوست تھا۔ ہنگاک نے بھاری محاضہ پر مارون کو مادام کے لئے کام

میں پوچھا تو بلیک زیرو نے مارمن کے اسٹیر کے متعلق بتایا اور چند ہدایت دی۔

”تم دونوں وہاں خود کو پوشیدہ رکھو گے اور اگر اسٹیر وہاں موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرو گے۔ دیش آل“..... بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور کریڈل پریس کر دیا۔ فون آنے پر وہ دوبارہ نمبر پریس کرنے لگا۔

”ہیلو۔ صدیقی سٹیکنگ“..... رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے آواز آئی۔

”اکیسٹو۔ تم فوراً بندرگاہ پہنچو اور ایک تیز رفتار اسٹیر کرایہ پر حاصل کر کے اگلے حکم کا انتظار کرو“..... بلیک زیرو نے اکیسٹو کے سچے میں کہا اور اسے ہدایت دینے لگا۔

”میں خاور کو تمہاری مدد کے لئے بھیج رہا ہوں۔ وہ بندرگاہ پہنچ کر تم سے رابطہ قائم کر لے گا۔ دیش آل“..... بلیک زیرو نے کہا اور فون کا

ریسیور دکھ دیا۔ پھر وہ ڈسکھ اوڈن کے باسے میں سوچنے لگا کہ آخر ان لوگوں نے پاکیشیائی اہم ترین شخصیات کو کیوں اغوا کیا اور انہیں پاکیشیا

سے باہر کہاں منتقل کیا گیا تھا۔ ڈسکھ اوڈن کا بیڑہ کارڈر سمندر میں کسی جزیرے پر ہے یا کسی پڑوسی ملک میں۔ ٹیر کی ایجنٹوں کا مشن ابھی مکمل

نہیں ہوا تھا۔ ابھی ان کے دو ڈارگٹ باقی تھے اور سیکرٹ سروس کے دو مجرب ان دونوں اہم شخصیات کی گھرائی کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک

تو سر سلطان تھے اور دوسرا سیکرٹری سائنس و ٹیکنالوجی مرزا سلیم بیگ تھا جس کے ہنگامے کی گھرائی پر نعمانی کو مامور کیا گیا تھا جبکہ سر سلطان کی

حالات و گھرائی کے لئے صفدر کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اگرچہ دونوں مجربز کے شانے دھسے تھے لیکن دھم اسے بھی شدہ نہیں تھے کہ وہ بے کار ہو کر

رہ جاتے۔ امکان یہی تھا کہ اگلے روز ان دونوں میں سے ایک کو اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی لیکن یہ غلط بھی تھا کہ مجرم عمران کو گرفت میں لینے کے بعد آج رات ہی دونوں اہم شخصیات کو مارگٹ بنانے کی

کوشش کرتے۔ یہی کچھ سوچتے ہوئے بلیک زیرو کو خاور کا خیال آیا اور وہ فون کا ریسیور اٹھا کر خاور کے نمبر پریس کرنے لگا۔

جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا اور بلیک زیرو نے خاور کو بندرگاہ پہنچنے اور صدیقی سے رابطہ قائم کرنے کی ہدایت کی۔ پھر فون بند کر کے اس نے واضح فرانسس پر نعمانی کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور اسے کال کرنے لگا۔

”ہیلو نعمانی۔ اکیسٹو کالنگ۔ اوور“..... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”میس چیف۔ نعمانی اسٹینڈنگ ہی۔ اوور“..... چند لمحوں بعد واضح فرانسس سے نعمانی کی موڈ بانہ آواز ابھری۔

”کیا رپورٹ ہے نعمانی۔ اوور“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”فی الحال تو سب ٹھیک ہے چیف۔ عمارت کے آس پاس کوئی ذی روح موجود نہیں ہے۔ سیکرٹری صاحب آرام کر رہے ہیں اور میں ان کے

ہنگامے کی حتمی گلی میں پیرو دے رہا ہوں۔ اوور“..... دوسری طرف سے نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مگنڈ۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ رات کے آخری پہر ہاتھ مارنے کی کوشش

کوئی اسٹیر موجود ہے اور نہ کوئی ذی روح۔ ساحل پر گھنے درختوں کے جھنڈ ہیں جن کی دوسری جانب ایک مکی سڑک ہے جو بندرگاہ سے اس طرف آتی ہے۔ ساحل پانی سے چند فٹ بلندی پر ہے یہاں شہریت کے چند مکانات بھی پائے ہوئے ملے ہیں جو زیادہ پرانے نہیں لگتے البتہ یہ کسی غیر ملکی پرائیڈ کے ہیں۔ درختوں کے جھنڈ میں مکی چمک پر کسی گاڑی کے ٹائروں کے نشانات بھی موجود ہیں۔ اور..... چوہان نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”یقیناً وہی گرین سپاٹ ہے۔ خود کو پوشیدہ رکھو اور جیسے ہی کوئی اسٹیر آتا دکھائی دے مجھے رپورٹ کرو۔ بندرگاہ پر خاور اور صدیقی ایک اسٹیر میں موجود ہیں تاکہ عارضی کے اسٹیر کا تعاقب کرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ فوراً وہاں پہنچ جائیں۔ باقی ہدایات وہی ہیں جو میں دے چکا ہوں۔ اور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے آخر میں کہا اور وایج ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنے لئے کافی بنانے کے لئے اٹھ گیا۔ چند منٹ بعد وہ کافی اور چند سانس لئے واپس آیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ کر سانس کمانے لگا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد جب بلیک زیرو کو ایک مرتبہ پھر کافی کی حاجت محسوس ہوئی، اچانک اس کا وایج ٹرانسمیٹر بیدار ہو گیا۔ بلیک زیرو نے کلاک پر وقت دیکھا اور وایج ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”زیلو چیف۔ چوہان کالنگ۔ اور“..... ٹرانسمیٹر سے چوہان کی آواز بلند ہوئی۔

کر رہی۔ جہیں ہر صورت میں ان کی کوشش کو ناکام بنانا ہے۔ جیسے ہی کوئی تیس یا تین نظر آئے مجھے فوراً کال کرنا۔ اور اینڈ آل“..... بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

”زیلو صفدر۔ ایکسٹو کالنگ۔ اور“..... بلیک زیرو نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

”نہیں چیف۔ صفدر اینڈنگ ہو۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز بلند ہوئی۔

”کیا خبر ہے صفدر۔ اور“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”سر سلطان اپنے کمرے میں سو رہے ہیں چیف۔ میں گارڈ کے روپ میں برآمدے میں پہرہ دے رہا ہوں۔ اور“..... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے اطمینان کا سانس لیا اور صفدر کو ہوشیار رہنے کی ہدایت کرنے کے بعد اور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ قسوی دیو بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”زیلو چیف۔ چوہان کالنگ۔ اور“..... وایج ٹرانسمیٹر سے چوہان کی آواز ابھر نے لگی۔

”نہیں چوہان۔ ایکسٹو اینڈنگ ہو۔ اور“..... بلیک زیرو نے جواباً کہا۔

”تعمیر اور میں مطلوب جگہ پر پہنچ چکے ہیں چیف۔ لیکن یہاں نہ تو

”نہیں چوہان۔ ایکسٹو انٹینڈنگ یو۔ اوور“۔ بلیک زیرو نے اعلیٰ کی آواز میں کہا۔

”چیف۔ ایک اسٹیر سائل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اوور“۔ چوہان نے دوسری طرف سے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

”وہ کس سمت سے آیا ہے اور اس پر کتنے افراد دکھائی دے رہے ہیں۔ اوور“۔ بلیک زیرو نے تیزی سے پوچھا۔

”وہ مشرق کی جانب سے آیا ہے چیف۔ لیکن اس کی بتیاں بھی ہوئی ہیں اس لئے اس پر کوئی فرد نظر نہیں آ رہا ہے البتہ شیئرنگ پر ایک آدمی کا زورنا سا دکھائی دے رہا ہے۔ اوور“۔ چوہان کی آواز آئی۔

”فحیٹ ہے۔ انتظار کرو۔ میں صدیقی اور شاد کو تمہاری جانب بھیج رہوں۔ اس اسٹیر اور اس پر موجود افراد کو کسی صورت بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے لیکن اس طرح کہ انہیں فوری خطرے کا احساس نہ ہو اور وہ کسی کو کال نہ کر سکیں۔ اوور اینڈ آل“۔ بلیک زیرو نے آخر میں کہا اور رابطہ ختم کر کے وایج ٹرانسمیٹر پر صدیقی کو کال کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے صدیقی کو گرین سپاٹ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور چند ضروری ہدایات دے کر وایج ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

چوہان نے وایج ٹرانسمیٹر آف کیا اور غور سے سائل کی طرف آنے والے اسٹیر کی طرف دیکھنے لگا۔

”سنو چوہان۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے“۔ رفعتا اس کے قریب جھاڑی کے پیچھے بیٹھے تنویر نے کہا۔

”کون سی ترکیب“۔ چوہان نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”چیف نے حکم دیا ہے کہ اسٹیر والوں کو خطرے کا احساس نہیں ہونا چاہئے اور وہ کسی کو کال بھی نہ کر سکیں۔ ہو سکتا ہے اسٹیر پر موجود افراد کی تعداد زیادہ ہو اور ان میں سے ایک دو اسٹیر میں موجود رہیں۔ اس طرح اترنے والوں کو ہم نے قابو کیا تو ہو سکتا ہے اسٹیر پر موجود باقی لوگ فرار ہونے یا اپنے کسی ہاس کو اطلاع دینے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ان کے سائل پر رکنے سے پہلے میں اسٹیر پر سوار ہونا چاہتا ہوں۔ کیا خیال ہے“۔ تنویر نے تیزی سے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”بیٹھو۔ میں ذرا ہنگام کو رپورٹ دے دوں۔“ ہارمن نامی شخص جس کے چہرے پر ترجیحی سی دائمی قحی نے کہا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر پچھتے سا پاکت سا ریڈیو مار فیسفر نکال لیا۔ چہرہ محض اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تو تنویر نے جلدی سے سر نیچے کر لیا کیونکہ وہ کھڑکی کے بالکل سامنے بیٹھا تھا جبکہ دوسرے افراد سائیکلوں پر بیٹھے ہارمن کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ایک لمحے کے لئے تنویر کو ایکسٹرو کی ہدایت یاد آئی کہ ان لوگوں کو کال کرنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے مگر پھر خیال آیا کہ ہو سکتا ہے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے۔

”ہیلو چیف۔ ہارمن کانٹاک۔ اوور۔“ کیمپن سے ہارمن کی آواز ابھری۔

”نیس ہارمن۔ ہنگام ریسیورنگ یو۔ اوور۔“ چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”ہم واپس گرین سپاٹ پہنچے ہیں چیف۔ اوور۔“ ہارمن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کافی جلدی واپس آئے ہو۔ کیا جزیرے سے فوراً واپس چل دیئے تھے۔ اوور۔“ ہنگام نے پوچھا۔

”نیس چیف۔ بورن نے شکار وصول کرنے کے بعد ہدایت کی قحی کہ ہم واپس جائیں تاکہ اگلے شکار کے لیے سپاٹ پر فوراً دستیاب ہو سکیں اور آرام سے سفر کریں۔ اوور۔“ ہارمن نے جواب میں کہا۔

”ہاں۔ صبح دس بجے سے پہلے تہہاری یہاں موجودگی ضروری ہے تاکہ

نئے شکار کو فوراً ہیڈ کوارٹر لے جا سکوں۔ اس وقت تک ہوشیا رہنا۔ حالات کافی خراب ہیں۔ سیکرٹ سروس کے حملے میں مادام کو اپنا ٹھکانہ چھوڑ کر ہیڈ کوارٹر چاہا چڑا ہے۔ بہر حال پرسوں آخری شکار کرنے کے بعد ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا۔ اوور۔“ ہنگام نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”راست سر۔ ہم پوری طرح چوکس ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور۔“ ہارمن نے جوابا کہا۔

”او۔ کے۔ خطرے کی صورت میں فوراً سپاٹ سے غائب ہو جانا لیکن ہیڈ کوارٹر کا رخ ہرگز نہ کرنا۔ اور ایڈز آئل۔“ ہنگام کے آخری الفاظ کے ساتھ ہی کیمپن میں خاموشی پھیل گئی۔ تنویر نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن اسی لمحے قدموں کی آہٹیں سنائی دیں تو وہ غصہ کر گیا۔ آہٹیں اسٹیر کے اگلے حصے سے اس جانب آ رہی تھیں۔ شاید اسٹیر کا ڈرائیور کیمپن کی طرف آ رہا تھا۔ آہٹیں کیمپن کے دوازے کے پاس آ کر رک گئیں تو تنویر نے کیمپن کی دیوار سے کان لگا دیا۔

”ہارمن۔ کیا تم لوگ نیچے نہیں آؤ گے۔“ ایک آواز سنائی دی۔

”نہیں۔ چیف نے ہمیں ہوشیار رہنے کا حکم دیا ہے۔ صبح ہونے میں چند گھنٹے رو گئے ہیں۔ ہم تاش کی بازی لگانے کے اور وقت گزر جائے گا۔“ ہارمن کی جوابا آواز آئی۔

”قلب۔ تم بھی ہمارے ساتھ کھیلو۔“ ایک اور شخص کی آواز بلند ہوئی تو تنویر سمجھ گیا کہ ڈرائیور کا نام قلب ہے۔

”نہیں اسٹیو۔ میں کافی تھک گیا ہوں۔ میں سونا چاہتا ہوں۔“ قلب

کے تم پر پہنچ جانا۔ اور..... تو میرے آخر میں کہا۔

”اد کے۔ قلب مجھ سے چند قدم پر دماڑ ہے۔ اس سے ٹپٹ کر میں

اوپر آتا ہوں۔ اور..... چوہان نے دوسری طرف سے کہا۔

”خیال رکھنا۔ شور پیدا نہ ہو۔ اور اینڈ آف..... تو میرے کہا اور

فرانسس آف کر دیا۔ پھر اس نے پلٹ کر کیمین کا رخ کیا۔ وہ دے

یاؤں چلنا ہوا کیمین کے دروازے کے پاس پہنچا اور دیوار سے چپک کر

اندھ چھاؤں کیمین میں ایک آدنی بوسل سے گلاسوں میں شراب ڈال رہا تھا

جبکہ تازہ ناش پیچٹ رہا تھا۔ ان چاروں کی مشین تھیں ان کے قریب

ہی رکھی تھیں۔ پھر جیسے ہی شراب ڈالنے والے نے بوسل میز پر رکھی، تو میر

نے ہنگامی کی سی تیزی سے کیمین میں داخل ہو کر ان پر رہا اور تان لیا۔ تو میر

کو دیکھ کر وہ چاروں بے اختیار اچھل پڑے اور اپنی مشین گتوں کی طرف

ہاتھ بڑھائے۔

”خبردار۔ ذرا بھی حرکت کی تو مارے جاؤ گے..... تو میر نے سخت

لہجے میں کہتے ہوئے ایک آدمی کے ہاتھ پر قاتل کر دیا۔ بے آواز گولی

نے اس آدمی کا ہاتھ ڈٹی کیا اور اس شخص نے کراہتے ہوئے اپنا ہاتھ تمام

لیا۔

”ہاتھ باندھ کر لو۔ تم سب ہمارے فرسے میں ہو..... تو میر نے حکمرانانہ

لہجے میں کہا تو وہ چاروں ایک دم گھبرا گئے۔

”تم۔ تم کون ہو..... نازمن نے ہاتھ بلند کر کے تو میر کو گھورتے

ہوئے کہا۔

نے کہا۔

”فیک ہے۔ تم سب پر سوچاؤ۔ تمہارے لئے آرام ضروری ہے۔

نازمن کی آواز آئی۔

”کیا پھرے پر کوئی نہ ہوگا.....“ قاپ نے پوچھا۔

”سب رات کے آخری پیر میں کیا غلغلہ ہو سکتا ہے۔ پھر ہم چاروں

جاگ رہے ہیں..... اسٹیو نامی شخص نے لاپرواہی سے کہا تو دوبارہ

قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ تو میر نے آڑ سے کیمین کے پہلو کی طرف

دیکھا تو ڈراما ریلر قلب کیمین سے نکل کر اسٹیر کے اگلے حصے کی طرف بڑھ

رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب پر کود گیا۔

”پاکر۔ کارڈ لاؤ۔ ایک بوسل بھی نکالو..... کیمین سے نازمن کی آواز

بلند ہوئی تو تو میر کیمین کے پاس سے ہٹا اور مخالف سمت میں اسٹیر کی حقیقی

ریٹنگ کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر اس نے واضح فرانسسز آن کیا اور چوہان کو

کال کرنے لگا۔

”میلو چوہان۔ تو میر کاٹنگ۔ اور..... وہ فرانسسز منہ کے قریب کر

کے آہستہ آواز میں بول رہا تھا۔

”میں تو میر۔ چوہان اسٹینڈنگ یو۔ اور..... ایک دو گولوں بعد چوہان

کی آواز سنائی دی تو تو میر نے اسے اسٹیر والوں اور نازمن کی ہڈی کے سے

ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

”تم غادر کو کال کر کے حیات کرو کہ وہ ابھی اس طرف مت آئیں

پھر قلب پر قابو پاؤ۔ میں ان لوگوں کو کور کرتا ہوں۔ اسے بے ہوش کر

”شٹ اپ۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ ہاتھ اٹھائیں۔ ورنہ اس مرتبہ تمہارے سینے میں سوراخ کر ڈالوں گا۔“..... تویر نے خراش ہوئے کہا تو اس کے تیلو ساتھیوں نے بھی ہاتھ بلند کر لئے۔ وہ لوگ خوفزدہ لگا ہوں سے تویر کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”تم چاروں اٹھ کر دیوار سے لگ جاؤ۔ کسی نے مشین گن اٹھانے یا کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو مارا جائے گا۔ ہری اپ“..... تویر نے دوسرا حکم دیا تو وہ چاروں اپنی جگہ سے اٹھے اور بائیں جانب کی دیوار کی طرف بڑھے۔

”کیا تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے؟“..... نارمن نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ میرا تعلق موت کے فرشتے سے ہے۔ مگر تم اپنی چوچ بند رکھو۔“..... تویر نے جواباً سرد لہجے میں کہا اور اسی لمحے سب سے آخر میں سیٹ سے اٹھنے والے فٹنس نے تویر پر یکدم چھلانگ لگا دی۔ تویر لڑکھڑایا اور اس کے ہاتھ سے ریو اور گر گیا۔ نارمن اور باقی دونوں افراد نے تیزی سے ہاتھ نیچے کئے اور تویر کی طرف لپکے ہی تھے کہ تویر نے سنبھل کر جست لگانے والے فٹنس کے چہرے پر گھونسا جمایا اور نارمن کے پیٹ میں لات رسید کر دی۔ نارمن کراہتا ہوا لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور دوسرا فٹنس اچھل کر اپنے ایک ساتھی سے جا ٹکرایا۔ چوتھے آدمی اسیو نے تویر کے چہرے پر گھونسا رسید کیا تو تویر نے اس کا وار کھائی پر روکا اور ساتھ ہی دابٹا پاؤں اٹھا کر اس کی رانوں کے سنگم میں شوکر بٹائی تو اسیو حلق

سے عجیب و غریب کراہیں نکالتا اور دونوں ہاتھوں سے منہ بند کر کے دھاک دھاک فریج پر جھپٹ چلا گیا۔ اسی لمحے نارمن نے سنبھل کر سمجھ کر چھلانگ لگا کر اور تویر لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ نارمن کے دو ساتھی بیک وقت تویر کی طرف چبھنے اور انہوں نے بیک وقت تویر کے چہرے پر گھونسنے مارنے کی کوشش لیکن تویر بجلی کی سی تیزی سے فریج پر بیٹھا اور اس نے دونوں افراد کی ایک ایک ٹانگ پکڑ کر کھینچ ڈالی۔ وہ دونوں اپنا توازن برقرار رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے پشت کے بل فریج پر گر گئے اور ذہنی ہاتھ والے نے سیٹ پر رکھی مشین گن کی طرف چھلانگ لگا دی۔

تویر نے اسے دیکھا اور اپنی جگہ سے لائٹ بمپ لگا کر اس آدمی پر جا پڑا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس فٹنس کو دیوبق چٹکا تھا مگر اسی لمحے نارمن نے تویر کا ریو اور اٹھایا اور تویر پر ریو اور تان لیا مگر تویر نے فوراً ہی گرفت میں ڈبے آدمی کا رخ نارمن کی طرف کر کے اس کی آڑ لے لی۔ وہ فٹنس تویر کی گرفت میں چل رہا تھا۔ اس کی گردن تویر کے بازو کے حلقے میں بری طرح بکڑی ہوئی تھی۔ نارمن کے دونوں ساتھی بھی سنبھل چکے تھے۔

”چھوڑ دو اسے۔ ورنہ کوئی مار دوں گا۔“..... نارمن نے تویر کو کھنکھرتے ہوئے نکھسنے لہجے میں کہا۔

”ریو اور پیٹیک دو نارمن۔ ورنہ میں اس کی گردن توڑ ڈالوں گا۔“..... تویر نے جواباً دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”باہر دیکھو اسیو۔ اس کے کتنے ساتھی ہیں۔“..... نارمن نے تویر سے

لگاؤں سے بٹا لے بغیر اپنے ساتھی سے کہا مگر اسی لئے نازمن کے ہاتھ سے ریالور لکل گیا اور اس نے چیخ کر اپنی کھائی پکڑ لی جس سے خون کا فوارہ ابل پڑا تھا۔ تصویر سمیت ان سب نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں چہان کمزرا انہیں گھور رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سوجھو سا ٹیکسٹورڈ ریالور سے دھواں لکل رہا تھا۔

”خبردار۔ ہاتھ بلند کر لو۔ ورنہ مارے جاؤ گے۔“ چہان نے تھکاتے لہجے میں کہا تو نازمن نے ایک ہاتھ بلند کر لیا اور اس کی تاکید میں باقی دونوں نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔ جب تصویر نے اپنی گرفت میں وہی آدمی کی کھلی پر زور دار کھوسا رسید کیا اور اس آدمی کی آنکھیں بند ہوئی چلی گئیں۔ تصویر نے اپنی گرفت سے آزاد کیا تو وہ شخص فرش پر ڈھیر ہو گیا اور تصویر نے سیٹ سے مشین گن اٹھا کر نازمن اور اس کے دونوں ساتھیوں پر تان لی۔

”تم تینوں فرش پر بیٹھ جاؤ۔ ہری اب۔“ چہان نے سخت لہجے میں کہا۔

”کسی نے ہاتھ نیچے کرنے کی کوشش کی تو ایک ہی برست میں تینوں کو چھلکی کر ڈالوں گا۔“ تصویر نے نازمن کو گھورتے ہوئے کہا تو وہ تینوں فرش پر بیٹھ گئے۔ تصویر نے چہان کو مخصوص اشارہ کیا تو چہان آگے بڑھا اور اس نے ایک آدمی کے سر پر ریالور کا دست رسید کر دیا۔ وہ شخص کراہتا ہوا فرش پر لڑھک گیا۔ اس کی کراہٹ نازمن نے چہرہ گھا کر ادھر دیکھا ہی تھا کہ تصویر نے بڑھ کر اس کے سر سے مشین گن لگا دی۔ چہان

نے دوسرے آدمی کے سر پر بھی ضرب لگائی اور وہ بھی بے ہوش ہو گیا۔ جب تصویر نے مشین گن کے دست سے نازمن کے سر پر ضرب رسید کی اور وہ کراہتا ہوا فرش پر لڑھک گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔

”قلب کا کیا ہوا۔“ تصویر نے چہان کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

”بے ہوش پڑا ہے ساحل پر۔“ چہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ چیف کو رپورٹ دو۔ میں خاؤں اور صدیقی کو کال کرتا ہوں۔“ تصویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو چہان نے واضح ٹرانسمیو آن کیا اور ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

”ہیلو چیف۔ چہان کالنگ۔ اوور۔“ چہان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہیس چہان۔ ایکسٹو انٹینڈنگ یو۔ اوور۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیو سے ایکسٹو کی مخصوص آواز ابھری۔

”چیف۔ تصویر اور میں نے نازمن اور اس کے چار ساتھیوں پر قابو پالیا ہے اور اب وہ پانچوں افراد بے ہوش پڑے ہیں۔ اوور۔“ چہان نے کہا اور تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔ تصویر خاموش کھڑا رہا تھا۔

”مگڈ نمڈ۔ تصویر نے کارنامہ انجام دیا ہے۔ اوور۔“ چہان کے خاموش ہونے پر ایکسٹو نے کہا۔

”اس سے پہلے نازمن نے اپنے چیف ہنگام سے ٹرانسمیو پر بات کی تھی مگر جو تصویر نے سنی تھی۔ اوور۔“ چہان نے دوبارہ کہا۔

”خویر۔ تم بتاؤ۔ ان کی آپس میں کیا گفتگو ہوئی تھی۔ اور۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے خویر کو مخاطب کیا تو خویر چہان کے قریب آ کر نارمن اور کاک کی گفتگو دہرائے گا۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا کیا کہ نارمن کے کال کرنے سے پہلے ایکشن نہیں لیا۔ ورنہ ہم ان کے پروگرام سے بے خبر ہی رہتے۔ اب خاور کو کال کر کے واپس جانے کی ہدایت کرو۔ وہ اسٹیئر بندرگاہ پر چھوڑ کر تمہارے پاس آئیں اور تم چاروں نارمن اور اس کے ساتھیوں کو لے کر واپس منزل پہنچتے۔ باقی ہدایات یہاں تکلیف دہ دی جائیں گی۔ اور۔۔۔ ایکسٹو کی آواز آئی۔

”رائٹ سر۔ کیا بے ہوش افراد کو روانہ کر کے اسٹیئر کی گھرائی کے لئے کسی ممبر کو رکنا چاہئے۔ اور۔۔۔۔۔ خویر نے پوچھا۔

”فی الحال اس کی ضرورت نہیں ہے۔ صبح دس بجے سے پہلے ان ممبروں کا کوئی ساتھی کریں سپاٹ پر نہیں جائے گا۔ تم لوگ واپس منزل میں ہی صبح تک آرام کرو گے۔ اور اینڈ آف۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے آخر میں کہا تو چہان نے واضح فرانسیمز آف کر دیا۔ تب خویر اپنے فرانسیمز پر خاور کو کال کرنے لگا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے اپنی کامیابی کی اطلاع دینے کے بعد خاور کو ایکسٹو کی ہدایات سے آگاہ کیا اور فرانسیمز آف کر دیا۔

عمران نے ہوش میں آنے پر آنکھیں کھولیں تو اسے محسوس ہوا کہ وہ کسی اجنبی جگہ پر ہے۔ اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی مگر فوراً ہی اسے احساس ہوا کہ اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تب اس نے محبت سے لگا ہوا بنا کر اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور چونک پڑا۔ اس کے دونوں ہاتھ ایک آہنی بیڈ کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ خود بیڈ کے وسط میں دروازہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی اسے کمرے کا ماحول بھی نظر آ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس کے سوا کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ کمرے کا واحد دروازہ بند تھا اور دیواروں میں کوئی کمزری یا روشنی بھی نہ تھا۔ ایک دو لمحوں بعد اسے گزشتہ واقعہ یاد آیا کہ وہ فون سننے کے لئے سٹیج روم سے لکھا تھا کہ دیوار کی آڈ میں جیسے کسی شخص نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد اس نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی تو ناکام رہا۔ اس

نے ذرا سراسر اٹھا کر اپنے جسم پر نگاہ ڈالی اور چونک پڑا۔ اس کے صرف ہاتھ ہی نہیں، پورا جسم ناگوں سے لے کر سینے تک مضبوط رسیوں سے بکڑا ہوا تھا اور دونوں بازو بھی انہی رسیوں کی قید میں تھے۔ عمران کو حیرت ہو رہی تھی کہ اسے اتنی بری طرح کیوں باندھا گیا تھا۔ باہر سے کسی قسم کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ نہ جانے اسے اغوا کرنے والے کیا چاہتے تھے۔ یہ تو اسے یقین ہو چکا تھا کہ اسے اغوا کرنے والے مادام کے ہی ساتھی تھے اور مادام نے اسے فون پر باتوں میں الجھائے رکھا تھا تاکہ اس دوران مادام کے ساتھی غلیظ میں داخل ہو سکیں۔ لیکن عمران کو حیرت ہوئی کہ مجرم غلیظ میں کیسے داخل ہوئے۔ یا تو سلیمان نے صدمی دروازہ کھینچا بند کیا تھا اور اس کا ہولٹ نہیں چڑھایا تھا یا پھر اس نے سونے سے پہلے دروازہ لاک کیا تھا اور مجرم لاک توڑ کر اندر آئے تھے۔ نہ جانے انہوں نے سلیمان سے کیا سلوک کیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اسے سلیمان کی فکر لاحق ہوئی اور وہ خود کو رسیوں سے آزاد کرانے کے لیے زور لگانے لگا لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے جسم کے گرد ہندسی رسیاں کافی مضبوط تھیں۔ وہ سوچنے لگا کہ خود کو رسیوں سے کیسے آزاد کرے۔ چند لمحوں بعد اچانک کسی کے قدموں کی آہٹیں بلند ہونے لگیں تو عمران نے اپنے کان ان آہٹوں پر لگا دیئے۔ آہٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھیں۔ چند لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ آہٹیں ایک سے زیادہ افراد کے قدموں کی ہیں۔ پھر چونکی وہ آہٹیں اسی کمرے کے دروازے پر آ کر معدوم ہوئیں، عمران

انہوں میں خفیف سی جبری بنا کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ ایک دو لمحوں بعد دروازہ کھلا تو باہر دو مسلح افراد کھڑے دکھائی دیئے۔ وہ دونوں نیچی بلیو رنگ کی مخصوص یونیفارم میں ملبوس انگریزین تھے اور ان کے ہوسٹروں میں ریوالور نظر آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک جوان اور دوسرا ایڈمرل مگر قوی الجیش تھا اور اس کا سر بالوں سے بے نیاز تھا۔ انہوں نے اندر آ کر فوراً عمران کے چہرے کی طرف دیکھا۔

”یہ تو ابھی تک بے ہوش ہے مائیکل“..... تو جوان نے اپنے منہ سے کہا۔

”حیرت ہے۔ اتنی لمبی بے ہوشی۔ اب تک اسے ہوش نہیں آیا۔“ مسلح شخص نے کہا جس کا نام مائیکل تھا۔

”یقیناً۔ راستے میں مارنے نے اس پر ہمیں استعمال کی ہوگی تاکہ یہ جلد ہوش میں نہ آ سکے“..... تو جوان نے بے خیال لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مادام کو اطلاع دیتے ہیں“..... مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”بیک کو بتائیں گے۔ وہ خود مادام کو کنٹرول رام پر اطلاع دے گا۔“ تو جوان نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”میرا بھی یہی مطلب تھا ٹی“..... مائیکل نے انہیں اس کر کہا اور تو جوان نے ساتھ کمرے سے نکل گیا۔ دروازہ دوبارہ بند ہوا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس عمارت میں مادام بھی موجود ہے۔ نہ جانے یہ جگہ کہاں واقع تھی۔ مائیکل اور ملی کی یونیفارم سے یہی اندازہ

ہوتا تھا کہ یہ مجرموں کا بیڈ کوارٹر ہو گا جہاں پر گروہ کے ممبرز یا گارڈز کو باقاعدہ یونیفارم استعمال کرنا پڑتی تھی۔ مل اور مائیکل کے قدموں کی آہٹیں دور ہوتے ہوئے معدوم ہو گئیں تو عمران پھر خود کو آزاد کرانے کی کوشش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسے اچانک اپنے کنوں کے نیچے چپے تیز دھار کنگٹوں کا خیال آیا اور اسے اپنی یادداشت پر تاؤ آنے لگا کہ اسے پہلے ننگن کیوں یاد نہیں آئے تھے۔ بہر حال اس نے ویر آید درست آید کے مصداق دماغ کو غصہ نہ کیا۔ دونوں ہاتھوں کی کھانسیوں کو اس طرح گھمایا کہ کنگٹوں کی تیز دھار کنارے اوپر کی طرف آ گئے اور وہ ہاتھ کو آگے پیچھے کر کے کنگٹوں کو رسیوں کے ساتھ رکنے لگا۔ تقریباً دس منٹ کی کوشش میں وہ کھانسیوں پر موجود رسیاں کاٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان رسیوں کے کٹنے سے باقی رسیاں ڈھیلی ہو گئیں تو اس نے ہاتھوں کی مدد سے باقی رسیوں سے نجات حاصل کی اور اٹھ بیٹھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بیڈ سے اترتا، اچانک باہر سے دوبارہ آہٹیں ابھرے گئیں۔

آہٹیں سن کر عمران سمجھ گیا کہ کوئی اسی جانب آ رہا ہے۔ اس نے ایک لمحہ کے لئے اپنی گھڑی پر نگاہ ڈالی تو چونک پڑا۔ گھڑی کی تاریخ والے خانے میں بندہ بدل چکا تھا اور سوئیاں بتا رہی تھیں کہ وہ بارہ تیرہ گھنٹے بعد بھوش میں آیا تھا۔ نہ جانے اب تک سیکرٹ سروس کے کسی ممبر یا بیگ ذریعہ کو اس کے انوکھا علم ہوا تھا یا نہیں۔ باہر سے ابھرنے والی آہٹیں قریب آتی جا رہی تھیں۔ عمران بیڈ سے اترتا اور دبے پاؤں دروازے کی طرف بیڑھا۔ قریب پہنچ کر وہ دروازے کے پہلو میں دیوار

سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا اور انتظار کرنے لگا۔ جلد ہی آہٹیں قریب آ کر دروازے پر رگیں پھر دروازہ کھلا اور کھولنے والے کے منہ سے حیرت برپا آواز اُٹھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اندر آیا اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر اس آدمی کو گردن سے دبوچ لیا جس نے چہرے پر سیاہ نقاب چڑھا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور دبا ہوا تھا۔ عمران کے منہ میں نقاب پوش کا ریوالور گر گیا اور عمران نے اپنا بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹ کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ نتیجے میں نقاب پوش بے جان ہو کر فرش پر گر گیا۔ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ عمران نے گھبرا سانس لینے کے بعد اس آدمی کے چہرے سے نقاب اتارا تو وہ بھی ایک یمنین شخص تھا۔ عمران نے نقاب پوش کا ریوالور اٹھایا۔ پھر کمرے کا دروازہ بند کیا اور اپنا لباس اتارنے لگا۔ دو تین منٹ بعد وہ نقاب پوش کی یونیفارم پہن کر چہرے پر نقاب لگا چکا تھا۔ اب اسے عمارت میں موجود لوگ قری طور پر مشاحٹ نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اتفاق سے مرنے والے کا قد و قامت اور ذیل اول عمران جیسا ہی تھا۔

عمران نے اس کا ریوالور ہولسٹر میں لگایا اور تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ باہر طوفانی راہداری میں کئی کمرے تھے جن کے دروازے بند تھے۔ ان میں سے تین چار کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ پہلا روشن کمرہ دو کمرے چھوڑ کر تیسرا تھا اور راہداری میں کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے کسی خیال کے تحت ریوالور ہولسٹر سے نکال کر جیب میں ڈالا اور لاک اپ سے نکل آیا۔ پھر وہ دروازہ بند کر کے پہلے روشن کمرے کی

”نہیں۔ مادام بول رہی ہوں۔“ ایک لمحہ بعد مادام کی آواز آئی۔
 ”کرتھ قہاسن بول رہا ہوں ایلین۔“ ایک نئی بھاری آواز سنائی دی
 جو اسٹرکام کے لاؤڈر سے ابھری تھی۔
 ”نہیں چیف۔ حکم فرمائیے۔“ مادام نے جواباً کہا تو عمران سمجھ گیا
 کہ مادام کے دل پر بھی کوئی اختلافتی ہے۔
 ”کیا تمہارے ماتحتوں نے اپنی کامیابی کی رپورٹ نہیں دی ایلین۔“
 چیف کی آواز سنائی دی۔

”نوسر۔ ابھی تک انہوں نے کوئی اطلاع نہیں دی۔ شاید چند منٹ
 بعد وہ رپورٹ دیں۔“ مادام نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جیسے ہی رپورٹ ملے، مجھے اطلاع دیجئے۔“ چیف
 کرتھ قہاسن نے جھکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اندر خاموشی
 پھیل گئی تو عمران نے دوبارہ کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اندر مادام ایلین
 کے کتھ میں پھونسا فرانسسز نظر آ رہا تھا۔ مادام نے فرانسسز کے منہ
 پر ہس کے تو عمران نے فوراً کی ہول سے اپنا کان دگا دیا۔

”ہیلو ہٹاک۔ مادام کاننگ۔ اوور۔“ اندر سے مادام کی آواز سنائی
 دی۔

”نہیں مادام۔ ہٹاک ریسونگ یو۔ اوور۔“ چند لمحوں بعد ایک ہلکی
 سی مردانہ آواز ابھری۔

”سر سلطان کا کیا ہوا۔ سلوٹر نے ابھی تک رپورٹ نہیں دی۔ اوور۔“
 مادام نے سخت لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

طرف بڑھنے لگا جس کے دروازے کے نیچے سے اندر کی روشنی دکھائی
 دے رہی تھی۔ وہ کوئی آہٹ پیدا کئے بغیر پھٹا ہوا اس کمرے کے
 دروازے پر جا دکا۔ پھر احتیاطاً دائیں بائیں دیکھا اور دروازے پر ہٹک
 کر کی ہول سے آنکھ لگا دی مگر اندر جھانکنے کی وہ چونک پڑا۔ کمرے میں
 ایک آتش نیکل کے پیچھے کرسی پر سیاہ چست لباس میں کوئی عورت بیٹھی
 ہوئی تھی جس کے چہرے پر نقاب تھا اور عمران کو یقین تھا کہ وہ مادام ہی
 ہے۔ میز پر اسٹرکام اور ٹیلی فون سیٹ رکھا تھا اور میز کے دائیں بائیں دو
 مشین گن برادر کھڑے تھے۔ انہوں نے بھی یونیفارم پہنی ہوئی تھی البتہ
 ان کے چہرے نقاب سے بے نیاز تھے اور وہ مؤدبانہ انداز میں مادام کی
 طرف دیکھ رہے تھے۔ عمران نے کی ہول سے کان لگایا اور اسی لمحے اندر
 سے مادام کی آواز سنائی دینے لگی۔

”جہن نے عمران کو انجیشن لگا دیا ہے یا نہیں۔“ مادام نے کسی سے
 پوچھا۔

”نہیں مادام۔ میں نے اسے لاک اپ کی طرف جاتے دیکھا تھا پانچ
 منٹ پہلے۔“ جواب میں اندر سے مردانہ آواز ابھری۔

”کیا جیک نے اسٹرک کے آنے کی اطلاع دی ہے۔“ مادام نے کہا
 تو اسٹرک کا ذکر سن کر عمران چونک پڑا۔

”نہیں مادام۔ آپ کے آنے سے پہلے جیک کی کوئی کال نہیں
 آئی۔“ اندر سے دوسرے گارڈ کی آواز سنائی دی۔ ٹھیک اسی لمحے اندر سے
 اسٹرکام کی تیل سنائی دی۔

”میں نے وہ منٹ پہلے سلوٹر کی کال ریسیو کی تھی مادام۔ وہ کامیاب ہو چکے ہیں اور شکار کو گرین سپاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ میں ابھی آپ کو خوشخبری سنانے ہی والا تھا۔ اور“..... ہنگامہ کی آواز سنائی دی تو عمران پریشان ہو گیا۔

”گڈ نیوز۔ سر سلطان کے بعد اب آخری شکار مرزا سلیم بیگ ہے۔ کل اسے شکار کرنے کے بعد تم بھی یہاں آ جانا۔ میں چاہتی ہوں کہ مشن مکمل ہونے کا ہم سب مل کر جشن منائیں۔ اور“..... مادام نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بہت بہتر مادام۔ لیکن مجھے مارون کے بارے میں تشویش ہے۔ اور“..... ہنگامہ کی مؤدبانہ آواز آئی۔

”کیوں۔ اسے تو پورا معاوضہ ایڈوائس دے دیا گیا تھا۔ اور“..... مادام نے تیزی سے کہا۔

”نہیں مادام۔ معاوضہ کی بات نہیں ہے۔ دراصل صبح سے میرا مارون کے ساتھ رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔ وہ نہ تو اپنے ہوٹل میں موجود ہے اور نہ ہوٹل کے عملے کو اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔ گزشتہ روز اس نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اسے آدھی میجر فاروق کو گرین سپاٹ پر نارمن کے حوالے کر آئے ہیں۔ اس کے بعد میری اس سے کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہوٹل کے کپتان میں مارون کی گاڑی بھی موجود ہے۔ لیکن کسی نے اسے باہر جانے نہیں دیکھا۔ اور“..... ہنگامہ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اور۔ کہاں غائب ہو گیا ہے وہ۔ اور“..... مادام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”معلوم نہیں مادام۔ میں نے ایک ممبر کو ہاف مارون ہوٹل بھیجا تھا اس کا پتا کرنے کے لئے۔ لیکن وہاں کوئی نہیں جانتا کہ مارون اپنے کمرے سے کب اور کس طرف سے باہر گیا۔ نہ ہی مارون کسی کو بتا کر گیا ہے۔ اور“..... ہنگامہ کی آواز سنائی دی۔

”اس کا پتا کرو ہنگامہ۔ وہ کام کا آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے ہمیں آئندہ بھی اس کی مدد کی ضرورت پڑے۔ اس نے مجھے کامیابی کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا کہ اس کے لائق مزید کوئی خدمت ہو تو بتاؤں تو میں نے جواب دیا تھا کہ جب بھی ضرورت پڑی تو اس سے رابطہ کر لیا جائے گا اور آئندہ جب تک ہم خود اسے کال نہ کریں وہ ہم سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور“..... مادام کی آواز سنائی دی۔

”لیکن اب وہ غائب ہے۔ کیا کتا جاچکا ہے مادام۔ اور“..... ہنگامہ نے پوچھا۔

”ہنگامہ۔ جنہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہے۔ وہ ہمارا ممبر تو نہیں تھا۔ اور“..... مادام نے تاہوار لہجے میں کہا۔

”یہ تو درست ہے مادام۔ لیکن مجھے اس لئے فکر ہے کہ اگر وہ سیکرٹ سروس کے تھے چڑھ گیا تو سیکرٹ سروس اس سے میرے اور آپ کے بارے میں پوچھ گچھ کر لے گی۔ اگرچہ آپ کی اس سے صرف فون پر بات ہوئی تھی اور وہ ہمارے بارے میں بھی زیادہ نہیں جانتا لیکن وہ

گرین سپاٹ اور اسٹیر کی نظامی کر سکتا ہے اور اگر اسٹیر اور اس پر موجود ہمارے آدمی یکڑے گئے تو ہر سیکرٹ سب سے پیش کوہر ایک پہنچنے میں تاخیر نہیں کرے گی۔ اور..... ہنگام کے مسلسل پواتے ہوئے آتشیں کا انتہار کیا۔

”اور“ واقعی ہنکاک۔ تمہارا اندیشہ درست لگتا ہے۔ مارون کا صاحب ہونا تمہارے لئے مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔ اب اگلے دن کار کو جزیروں پر لانے کے لئے ایئر کرکے بجائے کوئی اور محفوظ راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اور.....“ امام نے پریشان سی آواز میں کہا۔

”میں مادام۔ یہی بہتر رہے گا۔ اگر آپ سنا۔ سمجھیں تو ہم کراہے گا۔“
 پہلی کاپڑ کا انتظام کر میں کے اور پہلی کاپڑ کو جڑیے پر پہنچنے کے بعد تباہ
 کر دیں گے۔ اور..... ہنگام کے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بہر حال تم ہوشیار رہو۔ ہارمن سر سلطان کو لائے گا تو اسے یہاں روک لیا جائے گا پھر آخری حکم کے لئے میں چیف۔ سے مشورہ کر کے تمہیں ہدایات دوں گی۔ اور اینڈ آل“..... مادام نے منظر پر نہ سچے میں کہا تو عمران نے کی ہول سے کان ہٹایا اور اندر جھانکنے لگا۔ سر سلطان کے انوا کا سر گر عمران کا خون کھولنے لگا تھا۔ اسے بلیک ریڈ اور سیکرٹ سر دس کے مہمیز پر بھی تاؤ آ رہا تھا کہ اس کی ہدایت کے وجود مہمیز۔ مجبور فاروق اور سر سلطان کی حفاظت کرنے اور انہیں انوا سے چانے میں ناکام رہے تھے۔ کمرے میں مادام انٹرکام کے بٹن پر پس کر بھی آتی تھی۔ چنانچہ عمران نے دوبارہ کی ہول سے کان لگا دیا۔

"ہیلو۔ جیک بول رہا ہوں مادام"..... اندر سے اشکرام سے ابھرنے والی آواز حنائی دی۔

"جیک۔ ہرن سے کہہ دو کہ مارٹن سر سلطان کو یہاں لائے تو اسٹیر
واپس نہیں جائے گا۔ آخری شکار کے لئے پہلی کا پٹر استعمال کرنے کا
بروگرام ہے..... مام نے تمھیں نہ سمجھا دیا کچھ میں کہا۔"

”بہت بھتر ہادام۔ کیا بھتر فاروق کا آپریشن کر دیا جائے یا سر سلطان کے آنے پر دونوں کا ایک ساتھ آپریشن کیا جائے گا“..... جبکہ کی مؤویاتہ آواز آئی۔

”تمہیں جبکہ میجر فاروق کا آپریشن آج ہی ہو گا۔ البتہ کل سر سلطان کے ساتھ عمران کا آپریشن کر دیا جائے گا یا آخری شکار مرزا سلیم بیک کا۔ ویش آل“..... مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

”جون عمران کو انجکشن لگا کر واپس نہیں آیا ابھی تک“..... ایک دو لمحوں بعد مادام کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”اوہ۔ کیا اس نے واپس آپ کے پاس آنا تھا مادام..... ایک گارڈ کی آواز ابھری۔

”ہاں۔ نام جاؤ۔ جون کا پتا کرو۔ اس نے مجھے واپسی پر پھرت گئیوں نہیں دی۔“ مادام نے غصیلے لہجے میں کسی گارڈ سے کہا تو عمران نے صرف ایک سیکنڈ کے لئے سوچا اور فوراً دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو گیا۔

گرین اسپاٹ پر کھڑا اخیر حرکت میں آیا اور ساحل سے بہت کر مخالف سمت میں روانہ ہوا تو تارنن قپ کے پاس کھڑا تھا جبکہ اس کے تینوں ساتھی پورہ، اسٹیو اور ویلیٹ کیمپن میں بیٹھے تھے۔ ایک ہفتہ پر سر ساحل سے بیس چار میل دور اخیر واپس کر رہا تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اسے کس نے سوتے میں سر پر ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا۔ صبح آتے اس کے ساتھیوں نے ہوش دلایا تھا اور اس سے پوچھا تھا کہ وہ کیسے بے ہوش ہوا تھا۔ قپ نے جواب دیا کہ میں تو سو رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں کیسے بے ہوش ہوا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا۔ چونکہ قپ کا ریلو اور پریس اس کی جیب سے غائب تھا۔ اس لئے امکان تھا کہ قپ کو کسی چور اپنے نے بے ہوش کیا اور اس کی جیبیں صاف کر کے بھاگ گیا۔

چند لمحوں بعد ہرمن قلب کے پاس سے ہٹ کر کیمپن میں آیا اور اس

نے انڈر میٹسے پوکر کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کیا تو پوکر اٹھا اور کیمین سے اگل کر فلپ کے عتب میں جا کھڑا ہوا جبکہ نارمن کیمین میں باقی ساتھیوں کے پاس آ بیٹھا۔ اس نے اپنی کلائی پر بندھی واضح کاؤنڈر من باہر کھینچا اور بولنے لگا۔

"ہیلو چیف۔ چوہان کانگ۔ اور۔۔۔" ہارمن نے مودبانہ لہجے میں کہا جو دراصل سیکرٹ سروس کا ممبر چوہان تھا۔ پوکر کے روپ میں خاور تھا جبکہ اسٹیو اور ویلٹ کے روپ میں صدیقی اور عمر تھے۔ گزشتہ رات داخل منزل تھی۔ انیسویں مارچ پر قصدِ دہلی کے اس — ٹائیک سپائیزر ایجنسی کے ٹینشن فریجھ اوون کے سربراہ کرنل تھامسن اور مادام اٹلن کے بارے میں کافی معلومات حاصل کی تھیں۔ پھر میمرز نے ہارمن اور اس کے ساتھیوں کے قد و قامت اور جسمات سے مطابقت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے چہروں پر میک اپ کئے تھے۔ عمر اس سے پہلے ان چاروں سے پوچھ کچھ کے بہانے ان کے لب و لہجے کی مشق کی تھی۔ انہوں نے ہارمن اور اس کے تینوں ساتھیوں کو دوبارہ بے ہوش کر کے ان کے لباس بھی حاصل کر لئے تھے تاکہ کسی لحاظ سے بھی ان پر شبہ نہ کیا جاسکے۔ ان کے پلان سے آگاہ ہونے کے بعد ایکسپلوزیو نے فلپ کو ہوش میں لائے بغیر میمرز کے ساتھ داخلی ساحل پر بھجوا دیا تھا تاکہ اسے چوہان وغیرہ پر شک نہ ہو سکے۔ پھر دونوں جے سے پہلے ہی ساحل پر آکر انتظار کرنے لگے تھے۔ دس بجے کے قریب مادام کے تین محافظ سرسلطان کو اپنی گاڑی میں لائے تھے اور سرسلطان کو ان کے حوالے کر کے داخلی

پلے گئے تھے۔ اس طرح تمام مرحلہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا تھا اور بادام کے پتھروں کو ذرا بھی شبہ نہ ہو سکا کہ تارن اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں میکرت سروں کے نمبرز ہیں۔

”نہیں چہاں۔ ایکسٹو اینڈنگ ہو۔“ اور..... چند سیکنڈ بعد واضح ٹرانسمیٹر سے ایکسٹو کی بھرائی ہوئی آواز بلند ہوئی۔

”چیف۔ ہم سر سلطان کو لے کر گرین سپاٹ سے روانہ ہو گئے ہیں۔“ اور..... چہاں نے کہا اور تفصیل سے رپورٹ دینے لگا۔

”بادام کے آدمیوں کو تم لوگوں پر شبہ تو نہیں ہوا۔“ اور..... ایکسٹو نے پتہ چلا۔

”تو سر۔ ان میں سے صرف ایک آدمی نے مجھ سے بات کی تھی۔ پھر وہ لوگ فوراً ہی واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ وہ سیاہ رنگ کی بیوک میں تھے۔“ اور..... چہاں نے جواب میں کہا اور بیوک کا نمبر اور ماڈل بھی بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ نعمانی اور جوزف راستے میں موجود ہیں۔ وہ انہیں پک کر لیں گے۔ تم سر سلطان کو یورن نامی شخص کے حوالے کر دینا۔ جزیروں کے قریب پہنچنے پر مجھے دوبارہ کال کرنا۔“ اور اینڈ آف..... ایکسٹو نے ہدایات دیتے ہوئے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چہاں نے بھی واضح ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ چونکہ ایکسٹو نے نمبرز کی موجودگی میں تارن سے سوچا کچھ کی تھی اس لئے نمبرز بھی ان معلومات سے آگاہ تھے۔ تارن کے بیان کے مطابق پاکیشیا کے ساحل پر تقریباً

ڈیڑھ سو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹاپو نما جزیرہ تھا جو بحری جہازوں کی گزر گاہ سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر تھا اور اس ٹاپو پر ہی انگریزین ایٹمیوں کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ چونکہ جزیروں پاکیشیا کی سمندری حدود سے باہر بین الاقوامی سمندر میں تھا۔ اس لئے وہاں پاکیشیائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ چند برس پہلے نائن الیون کے واقعہ کے بعد انگریزیا نے جب ایشیا میں اپنے قومی اڈے قائم کئے تو اس ٹاپو پر اپنا ایک مواصلاتی سنٹر بنایا تھا۔ سنٹر کے لئے ٹاپو پر باقاعدہ ایک عمارت بنائی گئی تھی۔ لیکن دو برس قبل جب پاکیشیا میں انگریزیا کو عمل دخل کی اجازت مل گئی تو اس مواصلاتی سنٹر کو بند کر دیا گیا تھا۔ اس ٹاپو پر پہاڑیاں تھیں اور رقبہ ایک مربع کلومیٹر کے لگ بھگ تھا۔ کرنل قاسم نے اپنی ٹیم کے ہمراہ اس مواصلاتی مرکز کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا اور اپنے سیکشن ڈیوٹی ہاؤس کی سپر ایجنٹ الین کی سربراہی میں اپنے نمبرز کو پاکیشیا بھیجا تھا۔ الین میں وہ تمام خصوصیات موجود تھیں جو سپر ایجنٹ کا خاصا سمجھی جاتی ہیں۔ الین نے اپنے گروپ کے ایک سینئر اور ذہین ممبر کو اپنا معاون بنایا تھا جس کا نام ہنگاک تھا اور الین کے حکم پر وہی باقی نمبرز کو ذیل کرتا تھا اور نمبرز اسے چیف یا پاس کہتے تھے۔ ہنگاک کے علاوہ کراؤن بھی کافی قابل آدمی تھا اور ہنگاک یا الین کے احکامات یا ہدایات کے مطابق نمبرز سے کام لیتا تھا۔

”ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ چیف نے سر سلطان کو نمبروں کے ہیڈ کوارٹر بھیجا کیوں ضروری سمجھا.....“ حویہ نے چہاں سے کہا۔

”کچھ تو مجھے بھی نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے وہاں ایسی صورت حال پیش آ جائے جس میں سرسلطان کی زندگی خطرے میں پڑ جائے یا انہیں ہسانی نقصان پہنچے۔“ صدیقی نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”چیف سے کسی غلطی یا ناگہمی کی توقع نہیں کی جاسکتی یار۔ یقیناً چیف نے کسی خاص مقصد کے تحت سرسلطان کو جزییرے پر پہنچانے کا فیصلہ کیا ہوگا۔ ورنہ مجرموں کے چان سے آج، ہونے کے بعد وہ سرسلطان کو اغوا ہونے سے بچا سکتا تھا یا ہمیں علم دیتا کہ سرسلطان کو واپس ان کے ہنگلے پر پہنچا دیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ایکسٹرو کو یہ اندیشہ ہو کہ ہم سرسلطان کے بغیر دھچھ اہوں کے ہیڈ کوارٹر پہنچے تو ہم پر شبہ کیا جائے گا۔“ چہان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اذاً ما تیکلی بات ہوگی۔ کیونکہ سلوٹر نے فرانسیس پر اپنی مادام یا چیف کو رپورٹ دے دی ہوگی کہ انہوں نے سرسلطان کو اغوا کرنے کے بعد اسٹیمر پر پہنچا دیا ہے۔“ صدیقی نے چہان کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

”بہر حال ہمیں ہر حالت میں مجرموں کو ختم کرنا اور مغوی افسران کو ان کی گرفت سے بے گناہت نکالنا ہے۔“ چیف نے عمران صاحب کی غیر موجودگی میں ٹیلی مرتبہ ہمیں اسٹن اہم مشن پر بھیجے گا رسک لیا ہے۔“ چہان نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بالکل۔ ایکسٹرو نے ہم پر اتنا زیادہ اعتماد کیا ہے تو ہمیں اس کے اعتماد پر ہر صورت میں پورا اترا چاہئے۔ اگر ہم اس آپریشن میں کامیاب

ہو گئے تو ایکسٹرو کو عمران کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی جو حماقتوں میں وقت ضائع کرتا رہتا ہے۔“ تحویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو چہان اور صدیقی نے ناگہماری کے انداز میں تحویر کی طرف دیکھا۔

”اور اگر اس کے باوجود بھی ایکسٹرو نے کسی کیس میں عمران صاحب کی خدمات حاصل کیں تو پھر۔“ صدیقی نے کہا۔

”نہیں۔ جب ہم لوگ اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے اور چیف کو باور کرائے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ اب سیرت سروس کو عمران کی ضرورت نہیں ہے تو چیف کیوں عمران کے غرے برداشت کرے گا۔“ تحویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یار۔ تم عمران صاحب سے اتنا کیوں جلتے ہو۔“ چہان نے ناگوار سے لہجے میں تحویر سے کہا۔

”جلتے کی بات نہیں ہے یار۔ بس اس کی عادتیں اور سحرہ پن مجھے پسند نہیں ہے۔ انتہائی مشکل حالات اور مصیبت میں بھی اس نے کبھی سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ ہمیں بیٹھ اندھیرے میں رکھتا ہے اور کیس کے بارے میں گہمی کچھ بتانے سے گریز کرتا رہتا ہے۔ جولیا کے ساتھ بے ہودگی سے پیش آتا ہے اور میرا مذاق اڑاتا ہے۔ کوئی سوال پوچھا جائے تو اگلے سیدھے جواب دیتا ہے۔ نہ جانے کس مٹی کا بنا ہوا ہے کہ اس پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔ اور اس کا باور دینی سلیمان، وہ بھی اول درجے کا گدھا ہے بلکہ حماقتوں میں عمران سے بھی چار جوتے آگے ہے۔“ تحویر نے مسلسل زہر اڑھتے ہوئے کہا۔

"سختی شرم کی بات ہے تو میرے۔" جہیں تو عمران صاحب کا احسان مند اور شکر گزار ہونا چاہئے کہ انہوں نے کئی مرتبہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر جہیں سرے سے پہنچایا۔ یاد کرو وہ کیس جس میں عمرموں نے جہیں خاور اور مجھے پاگل پن میں مبتلا کر دیا تھا اور ہم نے پاگل خانے میں گزارا ہے کہا تھا کہ ہم پاگل ہیں، ہمیں اندر جاتے دو۔ جب عمران صاحب نے ہمیں نجات دلانی مگی اور آج بھی ہم پاگل خانے میں ہی دیواروں سے سر چھو رہے ہوتے۔۔۔۔۔ چوہان نے تصویر کو کھولتے ہوئے کہا۔

"اور اسی وقت بھی تو عمران صاحب نے ہی جہیں چیف کے عتاب سے بچایا تھا جب تم چیف سے ٹکرا گئے تھے اور ایکسٹو نے مار مار کر جہارا بھر کر نکال دیا تھا۔۔۔۔۔ صدیقی نے مامت آمیز لہجے میں کہا تو تصویر نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

"ٹھیک ہے یاد۔" جی عمران کا ذہن تو تمہا ہوں۔۔۔۔۔ تصویر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کین سے نکل گیا۔ چوہان اور صدیقی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے لگے۔ ٹھیک اسی لمحے چوہان کی جیب میں موجود نارمن کے فرانسسٹر سے سٹیل کی آواز ابھرے مگی تو وہ تینوں چونک پڑے۔ ایک لمحہ بعد چوہان نے جیب سے فرانسسٹر نکالا اور آن کر دیا۔

"ہیلو نارمن۔" جیک کا ٹک۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ فرانسسٹر سے آواز بلند ہوئی۔

"نہیں جیک۔" نارمن ریسیوگ یو۔۔۔۔۔ اور۔۔۔۔۔ چوہان نے نارمن کے لب و لہجے میں کہا۔

"سلوٹر نے اطلاع دی ہے کہ تم لوگ گرین سپاٹ سے روانہ ہو چکے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ جیک نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں گرین سپاٹ پھوڑے پھرہ منٹ ہو چکے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ چوہان نے جوابا کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جیک کا سٹم ہے کہ اپنے قاتل سے وہ چار روٹا۔ اگر کوئی خطرہ ہو تو ہیڈ کوارٹر کی طرف آنے کی بجائے کسی دوسری جانب مڑ جانا اور ہمیں اطلاع دینا۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے جیک نے ہدایت کی۔

"آل رائٹ۔ فی الحال تو سب ٹھیک ہے۔ اور۔۔۔۔۔ چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میر بھی احتیاط ضروری ہے نارمن۔ کیونکہ چیف کے خیال میں عمران کے الفاظ کے بعد میکرٹ سرواں بے حد مستعمل ہو چکی ہوگی اور وہ کسی وقت بھی ہمارے لئے مصیبت بن سکتی ہے۔ اور ایڈ آل۔۔۔۔۔ جیک نے آخر میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چوہان نے فرانسسٹر آف کر دیا۔

"بد بختوں کو یہ پتا نہیں کہ مصیبت ان سے تھوڑے فاصلے پر رہ مگی ہے۔۔۔۔۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اب خاور کی جگہ تم قلم کی عمرانی کرو۔۔۔۔۔ چوہان نے اس کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم چیف کو جیک کی کال کے بارے میں بتا دو۔

فاصلہ بڑھ گیا تو تمہیں واقعہ ٹرانسمیٹر کی بجائے ڈیڑھ فور کا ٹرانسمیٹر استعمال کرنا پڑے گا۔ چیف سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ نعمانی اور جوزف نے سلوٹر اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے یا وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔ صدیق نے جواباً کہا تو چوہان واقعہ ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کو کال کرنے لگا۔

مادام ایلین نے عمران کی طرف دیکھا اور اسی لمحے انٹرکام کی بتل بج اٹھی تو مادام نے ہاتھ بڑھا کر ایک ٹین پریس کر دیا۔

”ہیں۔۔۔۔۔ مادام بول رہی ہوں۔“ ایلین نے پروتار لہجے میں کہا اور عمران کمرے کے وسط میں دک گیا۔

”ہیک بول رہا ہوں مادام۔۔۔۔۔ ہارسن سر سلطان کو لا رہا ہے۔“ انٹرکام کے لاؤڈر سے ہیک کی آواز ابھری۔

”سیا ہارسن نے تمہیں اطلاع دی ہے۔“ ایلین نے چوٹکتے ہوئے

کہا۔

”نہیں مادام۔ مجھے سلوٹر نے اطلاع دی تھی کہ سر سلطان کو گرین سپاٹ پر پہنچا دیا گیا ہے۔ میں نے چیف کو خوشخبری دی اور چیف کے حکم پر ہارسن کو کال کر کے اسے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔“ ہیک نے متوہانہ لہجے میں کہا۔

”او کے۔ تم نے بدوں کو میرا حکم پہنچا دیا ہے یا نہیں“۔ مادام نے سر جلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں مادام۔ میں نے اسے ہدایت کی ہے کہ وہ اسٹیر کو واپس نہ جانے دے“۔ جیک کی آواز سنائی دی تو مادام نے حریفہ کے ہنصر اثر کا رام آف کیا اور عمران کی طرف دیکھنے لگی جو مودبانہ انداز میں سر جھکائے کھڑا تھا۔

”نہیں۔ تم اپنی دیر عمران کے پاس کہا کرتے۔ ہے ہوا“۔ ایشن نے عمران کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”سوئی مادام۔ عمران کو انکشن لگانے کے بعد مجھے وائش روم جانا پڑ گیا تھا“۔ عمران نے آہستہ سے کھانستے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ انکشن لگانے کے بعد وائش روم جانا ضروری تھا“۔ ایشن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں مادام۔ ذرا پیٹ میں گڑبڑ ہو گئی تھی۔ میں نے بھڑک سہا کہ پہلے وائش روم جاؤں“۔ عمران نے بدستور کھانستی ہوئی آواز میں کہا تو وہاں کھڑے دونوں گارڈز بے اختیار مسکرانے لگے۔

”جسٹیں کھانسی کی شکایت کیسے ہو گئی“۔ مادام نے اس مرتبہ نرمی سے پوچھا۔

”چند منٹ پہلے جب میں وائش روم سے باہر آیا تو اچانک کھانسی کا دورہ پڑا تھا“۔ عمران نے کھانستے ہوئے کہا اور اسی لمحے میز پر رکھے فرانسسیر سے سٹیل کی آواز ابھرے لگی تو مادام نے فرانسسیر کی طرف متوجہ

ہو کر فرانسسیر آن کر دیا۔

”سلو مادام۔ پشاک کا لنگ۔ اوور“۔ فرانسسیر سے پشاک کی آواز سنائی دی۔

”نہیں پشاک۔ مادام ریسٹو جگ ہو۔ اوور“۔ مادام ایشن نے جوابا کہا۔

”مادام۔ غضب ہو گیا۔ سلوئر، رینگن اور کلائو مارے گئے ہیں۔ اوور“۔ پشاک نے اضطراب بھری آواز میں کہا۔

”اوور۔ یہ تم کیسے کہہ رہے ہو پشاک۔ وہ کیسے مارے گئے۔ اوور“۔ مادام نے چونکتے ہوئے تیزی سے پوچھا۔

”گرین سپاٹ سے واپسی پر ان کا تعاقب کیا گیا تو سلوئر نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے اسے ہدایت کی وہ کسی دیوان سرک پر گاڑی پھوڑ کر نکل آئیں لیکن فرانسسیر پر مجھے ان کی گاڑی کا ٹائر برسٹ ہونے کا

دھماکا سنائی دیا پھر کسی چیز سے گاڑی ٹکرانے کی آواز آئی اور فرانسسیر کا راہبہ منقطع ہو گیا۔ میں فوراً بندرگاہ روڈ پر پہنچا تو ہمارے نمبرز کی گاڑی

ایک ہیوی ٹرالر کے نیچے چپکی ہوئی دکھائی دی اور وہاں کافی رش جمع ہو چکا تھا۔ پولیس والے گاڑی سے ان کی لاشیں نکالنے کا انتظام کر رہے تھے۔

عالم تعاقب کرنے والوں نے سلوئر کی گاڑی کو روک کے لئے بے آواز رہا اور سے گاڑی کا ٹائر برسٹ کیا تھا اور ان کی کار بے قابو ہو کر سانسے

سے آنے والے ٹرالر کے نیچے گھس گئی تھی۔ اوور“۔ دوسری طرف سے

پشاک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران سوچنے لگا کہ سلوئر اور اس

کے ساتھیوں کا تعاقب کرنے والے سیکرٹ سروس کے ممبرز ہی ہو سکتے ہیں۔

”ہوں۔ اس کا مطلب ہے تم اب ایسے رہ گئے ہو۔ اور“..... مادام نے فراقی ہوئی آواز میں کہا۔

”نہیں مادام۔ اب میں اپنے بوجھ کے کمرے سے بات کر رہا ہوں۔ میں اس خدشے کے تحت جانے حادثہ سے فوراً واپس چل دیا کہ ہو سکتا ہمارے ممبرز کا تعاقب کرنے والے وہاں موجود ہوں۔ اور“..... ہنکاک نے کہا۔

”تمہارا تعاقب تو نہیں کیا گیا۔ اور“..... مادام اٹھن نے پوچھا۔
”نہیں مادام۔ میں نے خیال رکھا تھا۔ اور“..... ہنکاک نے جواب میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیف سے بات کر کے تمہیں کال کرتی ہوں۔ اور اینڈ آف“..... مادام نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے رکھا اور انٹرکام کے دو بٹن پر پریس کر دیئے۔

”نہیں۔ کرگل تھامسن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد انٹرکام سے کرگل تھامسن کی بھاری آواز بلند ہوئی۔

”اٹھن بات کر رہی ہوں چیف۔ ہمارے تین آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔“ مادام اٹھن نے پریشان لہجے میں کہا پھر فوراً ہی تحصیل سے دہی کچھ بتانے لگی جو ہنکاک نے بیان کیا تھا۔

”ہوں۔ یقیناً ہمارے ممبرز سے کوئی کوتاہی ہو گئی ہو گی“..... مادام

کے خاموش ہونے پر کرگل تھامسن کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”مجھے لگتا ہے کہ سیکرٹ سروس والوں کو ہمارے ممبرز کی گرین سیٹ پر آمد و رفت کا علم تھا۔ اس لئے انہوں نے ہمارے آدمیوں کو پکڑنے کے لئے ان کی کار کا ٹائر بدست کیا اور کار بے قابو ہو کر ٹرائل سے جا ٹکرائی“..... مادام نے خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں اٹھن۔ اگر سیکرٹ سروس والے پہلے ہی ہمارے ممبرز کی گرین سیٹ پر آمد و رفت سے آگاہ ہوتے تو وہ دیکھی پر تعاقب کرنے کی بجائے انہیں گرین سیٹ پر ہی گرفتار کر لیتے اور سرسلطان کو بچا لیتے جبکہ ایسا نہیں ہوا اور نارمن سرسلطان کو اس طرف لا رہا ہے“..... کرگل تھامسن نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں چیف۔ شاید سب بات ہو۔ بہر حال اب پاکیشیا میں صرف ہنکاک رہ گیا ہے۔ مجھے اس کی بھی فکر ہے کہ کہیں وہ بھی نہ مارا جائے“..... مادام اٹھن نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہنکاک نے یہ اندیشہ ظاہر کیا ہے تو اسے حمایت کر دو کہ وہ اپنا لٹکانہ تبدیل کر لے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ سیکرٹ سروس والے اس تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ تمہارے سوا کسی ممبر کو علم نہیں کہ وہ کسی ہوٹل میں مقیم ہے۔ اگر سلوڑ وغیرہ کو علم تھا تو وہ سب ہلاک ہو چکے ہین۔“

دوسری طرف سے چیف نے اپنا اندازہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن آخری ٹکڑ کے لئے کیا کیا جائے چیف۔ ہنکاک کے پاس کوئی ممبر موجود نہیں ہے“..... مادام اٹھن نے کہا۔

مومن گرتے ہی وہ دونوں گاڑز پلٹے اور انہوں نے عمران پر حملہ کر دیا۔ ایک آدمی کا گھوڑا عمران کے جیز سے پہنچا اور عمران لڑکھڑکا ہوا دوبار سے جا کھرایا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے سنبھل کر اسکاٹ پر جست لگا دی جو مشین مومن اٹھا رہا تھا۔ اسکاٹ منہ کے بل قریب پہنچا جبکہ تمام نے عمران کے منہ پر گھوڑا مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے چہرہ جھکا دیا اور اس کا وار خالی کیا۔ ساتھ ہی عمران نے اس کے پیٹ میں مکا بنایا اور تمام کراہتا ہوا پیٹ پر ہاتھ رکھے دوبارہ ہو گیا۔ عمران نے کوئی لمحہ ضائع نہ کیا بغیر نیچے سے اس کی ٹخوری پر مکا رسید کیا اور ہم بھی سی بیج کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے دوبارہ سے جا کھرایا۔ اتنے میں اسکاٹ اٹھ چکا تھا۔ اس نے دانت کچکاتے ہوئے عمران پر جست لگائی اور عمران نے چھرتی سے پلٹ کر اسے دونوں ہاتھوں پر روکا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے ہم کو ہاتھوں پر بلند کر کے اسکاٹ پر دے مارا۔ کمرے میں دونوں کی دبی وپی سی چیئیں بلند ہوئیں اور اسی لمحے دروازہ کھل کر دو مومن بندر کمرے میں آ گئے۔

”اسے گور کر لو“..... مادام ایلن نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے غنیمتاک لہجے میں کہا تو دونوں گارڈز نے عمران پر مشین گولیوں کا تان لیا۔ عمران نے چوتھیں دیکھی تو خود ہی ہاتھ بلند کر لئے۔ اگر وہ چاہتا تو آنے والے گارڈز سے بھی بچ جاتا لیکن وہ سر سلطان کے یہاں پہنچنے تک زیادہ ہنگامہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ کہیں مادام یا کرنل صاحبان فوری طور پر تادم کو کال کر کے کسی دوسرے ٹھکانے کی طرف جانے کا حکم نہ دے

وہیں۔ فی الحال اتنا ہی کافی تھا۔ وہ مادام کو ہنگام سے رابطہ کرنے سے روکا۔ چاہتا تھا تاکہ ہنگام کا حکم سن کر بریڈیا یا دوسرے مسیروں کو نقصان نہ پہنچا سکے اور عمران اس کوشش میں کامیاب رہا تھا۔ اسکاٹ اور تام نے بھی وہی مشینیں اٹھا کر عمران پر تان لی تھیں۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر چیکر دو اسکاٹ۔۔۔ ماہرام نے غراتی ہوئی آواز میں کہا تو عام اور اسکاٹ عمران کی طرف بڑھے لیکن عمران خود ہی آگے بڑھا اور میز کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اور کوئی حکم مادام عجیلین“۔۔۔۔۔ عمران نے اٹلن کی طرف دیکھتے ہوئے مزاحیہ لہجے میں کہا۔

”فٹ اپ۔ میرا نام الین ہے۔“۔۔۔ امام الین نے اسے ڈانٹتے ہوئے غصے سے کہا۔

”ایلیں۔ خوبصورت نام ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے۔۔۔۔۔ عمران نے اس کا نام دہراتے ہوئے کہا۔

"ابھی بتاتی ہوں۔ نام اسے ہاتھ دؤ..... مادام نے عمران کو گھورتے ہوئے نام سے حکمانہ لہجے میں کہا اور دو تیزی سے پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔ ایک منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹائیکلون کی مضبوط سی قمی۔ اس نے قریب آ کر عمران کے دونوں کپڑے اور پشت کی جانب موڈ کر دی سے بانہ ہنسنے لگا۔ اس دوران مادام ایلین کے پہل کا رخ عمران کی طرف ہی رہا۔ نام عمران کے ہاتھ ہاتھ کر چمچہ بٹاتا تو مادام نے اپنا پہل واپس رکھ لیا۔

”تم دونوں جاؤ“..... مادام نے دروازے کے پاس کھڑے دونوں گارڈز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور دروازہ بند ہونے پر مادام عمران کو گھورنے لگی۔

”ہوں کہاں ہے اور تم لاگ اپ سے کیسے نکلے“..... ایک لمحہ بعد مادام نے سخت لہجے میں عمران سے پوچھا۔

”جون میری جگہ پر آرام کر رہا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ تم مجھے یاد کر رہی ہو۔ اس لئے تمہی حاضر ہو گیا“..... عمران نے جواب میں کہا۔

”اسکاٹ۔ جون کو دیکھو اور نام۔ تم ہوشیار رہنا۔ عمران اب ذرا بھی حد سے آواز نہ نکالو۔“..... مادام نے ان دونوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اسکاٹ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور نام نے قریب آ کر عمران کے سر سے مشین گن لگا دی۔ مادام نے ہاتھ بڑھایا اور انٹرکام کے بٹن پر پریس کرنے لگی۔

”نہیں۔ کرنل تھامسن بول رہا ہوں“..... ایک دو لمحوں بعد انٹرکام سے آواز بلند ہوئی۔

”الٹین بول رہی ہوں چیف۔ عمران نے ہنگامہ کر دیا ہے“..... مادام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر پورا واقعہ بیان کر ڈالا۔

”لیکن بقول تمہارے وہ بیڈ پر رستوں میں پکڑا ہوا اور بے ہوش پڑا تھا اور لاگ اپ کا دروازہ بھی بند تھا۔ پھر وہ کیسے تمہارے کمرے تک پہنچ گیا۔ کیا جون نے ٹیلا بیانی کی قسمی کہ وہ عمران کو انجکشن لگا آیا ہے۔“

کرنل تھامسن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ عمران جون کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ہوش میں آ کر کسی طرح خود کو رستوں سے آزاد کر چکا تھا اور جیسے ہی جون انجکشن دکانے کے لئے لاگ اپ میں داخل ہوا، عمران نے حملہ کر کے اس پر قابو پایا۔ پھر جون کا نقاب اور یونیفارم پہن کر یہ میرے کمرے میں آیا تو ہنگامہ اور آپ سے گفتگو میں مصروفیت کے سبب میں اس پر زیادہ توجہ نہ دے سکی اور جب میں نے اسے نام کے ہمراہ لاگ اپ سے عمران کو لانے کی ہدایت کی تو اس نے اچانک ہی ریوالتور نکال لیا۔ غار کی آواز سن کر اگر مزید دو گارڈز اندر نہ آ جاتے تو میں عمران کو قابو کرنے کے لئے آخری چارے کے طور پر کوئی مارٹر شم کر چکی ہوتی۔ بہر حال اب وہ میرے سامنے کرسی پر بندھا ہوا ہے۔“..... مادام الٹین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تم عمران کی موجودگی میں ہنگامہ اور مجھ سے بات کرتی رہی ہو اور عمران کافی کچھ جان چکا ہوگا۔ جہیں چاہتے تھے کہ پہلے عمران کو بے ہوش کر تیں اور پھر دوسرے کام۔ بہر حال اب تم اس پر کھدو کر کے سیکرٹ سروس کے ممبرز کے ایڈریس معلوم کرو اور پھر ہنگامہ کو ہدایت دو۔“ کرنل تھامسن نے کہا۔

”رائٹ سر۔ میں ابھی معلوم کرتی ہوں“..... مادام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن میں ایک آئینہ ہے۔ تم چند منٹ کے لیے میرے کمرے میں آ جاؤ۔“..... کرنل تھامسن نے

ہدایت کی اور رابطہ ختم ہو گیا تو مادام نے عمران کو گھورتے ہوئے اس کا کام
تف کر دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اسکاٹ کمرے میں داخل ہوا۔

"مامام۔ لاک اپ میں جون کی لاش پڑی ہے۔ اس کی گردن ٹوٹی
ہوئی ہے۔" اسکاٹ نے مؤدبانہ لہجے میں مادام سے کہا۔

"ہوں۔ میں پہلے ہی اندازہ لگا چکی ہوں۔ تم دونوں عمران کی نگرانی
کرو۔ تباہی کے کمرے میں جارہی ہوں۔" مادام نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے باہر
جانے کے بعد اسکاٹ نے دروازہ بند کر دیا اور عمران کے دائیں جانب آ
کر عمران کو غور آنگاہوں سے گھورتے لگا۔

"تم نے جون کی گردن کیوں توڑی؟" ڈھکا نام نے عمران کے
سامنے آ کر رکتے ہوئے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری مادام گیلن نے مجھے بولنے سے منع کیا ہے۔ اسی لیے
جواب نہیں دے سکتا۔" عمران نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

"شٹ اپ۔ مادام کا نام بگڑا تو زبان سمجھنے والوں کا تمہاری۔" اسکاٹ
نے ٹکٹنے لہجے میں کہا۔

"زبان سمجھنے والے تو مادام مجھ سے کیسے پوچھ کر سکے گی۔" عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا تو اسکاٹ نے جبر سے بچنے لگے۔

"اب مادام موجود نہیں ہے۔ اس لئے میرے سوال کا جواب دو۔ تم
نے جون کی گردن کیوں توڑی؟" نام نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اس اپنا بیچ نہیں بنانا چاہتا تھا۔ اس

لئے میں نے جون کی گردن توڑی۔ یہ جزیہ پاکیشا سے کتنے قاصطے پر
ہے۔" عمران نے تنبیہ لہجے میں کہا۔

"ڈیڑھ سو کلو میٹر۔ لیکن تم یہاں سے واپس نہیں جا سکو گے۔ تمہاری
قبر اسی جزیرے پر بنے گی۔" اسکاٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا تو
عمران ہنسنے لگا۔

"میری قبر کے لئے یہ جزیہ بہت چھوٹا رہے گا۔ کتنا رقبہ ہے اس
جزیرے کا۔" عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اب تم جسے تو دانت توڑ ڈالو گا۔" نام نے
غضبناک لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ میں نئے دانت لگوا لوں گا۔ ویسے بھی میرے دانت مصنوعی
ہیں۔ تم چاہو تو توڑنے کی بجائے میری بتیسی نکال کر اپنے پاس رکھ لو اور
جب بھی غصہ آئے، ایک دانت توڑ کر شوق پورا کر لیا کرو۔" عمران نے
چٹخ کش کرتے ہوئے کہا۔

"تم کیوں اسے باز نہیں آؤ گے غبیٹ انسان۔" اسکاٹ نے
جبر سے بچنے ہوئے کہا۔

"غبیٹ تو غبیٹ ہی ہوتا ہے۔ تم مجھے انسان کیوں سمجھ رہے ہو
یار۔" عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا تو اسکاٹ نے نام کی طرف
دیکھا۔

"اس کا لقب اتار دو۔ پھر میں اس کے دانت توڑوں گا۔ یہ اپنے
آپ کو کھتا کیا ہے۔" نام نے عمران کو گھورتے ہوئے اسکاٹ سے کہا

تو اسکاٹ آگے بڑھا لیکن اسی لمحے انٹرکام کی تیل بج اٹھی اور وہ دونوں انٹرکام کی طرف دیکھنے لگے۔

”دیکھو۔ شاید کوئی مادام سے بات کرنا چاہتا ہے۔“ اسکاٹ نے ہام سے کہا تو ہام نے آگے بڑھ کر انٹرکام آن کر دیا۔

”ہیلو ہام۔ میں چیف کے کمرے میں ہوں۔ تم اسکاٹ کو عمران کی صہرائی کے لئے چھوڑ کر میرے پاس آ جاؤ۔“ انٹرکام سے مادام اینٹن کی جھمکانہ آواز ابھری۔

”بہت بہتر مادام۔ میں آ رہا ہوں۔“ ہام نے چمکتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا اور انٹرکام آف کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا اور دروازہ بند ہو گیا تو اسکاٹ عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”اسکاٹ۔ ذرا میرے ہاتھ کھولنا۔“ عمران نے بے تکلفانہ انداز میں اسکاٹ سے کہا۔

”کیوں۔“ اسکاٹ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”غلاب اتارنا چاہتا ہوں۔ نہ جانے کیسا غلاب ہے، خارش ہونے لگی ہے۔ شاید اس میں جو جکمن ہیں۔“ عمران نے جواب میں کہا تو اسکاٹ عمران کی بات پر بے ساختہ مسکرا دیا۔ پھر اس نے قریب آ کر عمران کے چہرے سے غلاب اتارا اور دوسرے ہی لمحے آجمل کر پشت کے بل پیچھے جا گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اسکاٹ پر حسرت لگائی اور اسکاٹ کے اوپر آ پڑا۔ اسکاٹ اور نام سے گفتگو کے دوران وہ اپنے کٹوں میں

چھپے تیز دھار کٹھنوں سے ہاتھ کی بندش کاٹنے میں مصروف رہا تھا اور وہ دونوں چونک کر عمران کے سامنے کی جانب کھڑے تھے اس لئے اس کے ہاتھوں کی حرکت نہیں دیکھ سکے تھے۔ اسکاٹ کے ہاتھ سے مشین کن نکل گئی تھی۔ اس نے عمران کو اپنے سینے سے ہٹانے کے لئے کروٹ لینے کی کوشش کی مگر عمران نے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں اس کا سر پکڑ لیا ہوئے جیسے سے سمٹا دیا۔ نتیجہ میں اسکاٹ کی گردن ٹوٹ گئی اور اس کا جسم ہمیشہ کے لئے ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران اس کے سینے سے اترتا اور اس کی مشین گمن اٹھا کر دروازے کی طرف پلٹا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران رکا اور ایک لمحہ کے لیے سوچنے کے بعد اس نے آگے بڑھ کر انٹرکام آن کر دیا۔

”ہیلو مادام۔ جیک بول رہا ہوں۔“ انٹرکام سے جیک کی آواز آئی۔

”اسکاٹ بول رہا ہوں جیک۔ مادام واش روم میں ہیں۔ کوئی پیغام ہو تو بتا دو۔“ عمران نے اسکاٹ کی آواز میں کہا۔

”میری ابھی نارکن سے بات ہوئی ہے۔ وہ تھوڑی دیر میں پہنچنے والا ہے یہاں۔ مادام کو اطلاع دے دینا۔“ جیک نے دوسری طرف سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے چمکتے ہوئے انٹرکام آف کر دیا۔

اعلایہ آف کر کے ائین اسٹریٹ چیف کرنل قاسم کی طرف دیکھنے لگی جو سگار کے تھلے رہا تھا۔ اس وقت ائین کے چہرے پر نقاب نہیں تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے نقاب اتار لیا تھا۔

”چیف۔ ٹام کے ساتھ اور کون کون جانے گا؟“ ائین نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

”یہاں زیادہ ممبرز نہیں ہیں۔ اس لئے ٹام کے علاوہ اسٹیمر پر موجود ہارن، پوکر، اسٹیو اور ویلٹ جاکیں گے۔ قلب اسٹیمر پر ہی موجود رہے گا۔ مرزا سلیم بیگ کو اغوا کرنے کے لئے پانچ آدمی کافی رہیں گے۔ وہ دو گاڑیوں میں آپریشن مکمل کریں گے۔ تین ممبرز کارروائی کریں گے اور بقیہ اپنی گاڑی میں ان کی حفاظت کے لئے چوک رہیں گے۔“ چیف نے جواب میں کہا۔

”چیف۔ میں خود بھی ان کے ہمراہ جانا چاہتی ہوں۔“ ائین نے خواہش ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں ائین۔ اب صرف ایک مارگٹ کے لئے میں تمہیں بھیجے گا۔ ریسک نہیں لے سکتا۔ تم سیکشن کی قابل فخر ممبر ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری زندگی کو کوئی نقصان پہنچے۔ تم نے بہترین انداز میں مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔ سیکرٹ سروس اور ایکسٹرا اس وقت ہماری گھات میں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سلوٹر اور دوسرے ممبرز کی طرح وہ تمہیں بھی قتل کر ڈالیں۔ مارنن وغیرہ کامیاب ہوں یا نہ ہوں، میں تمہیں مشن کی بھیجٹ نہیں چنناؤں گا۔“ کرنل قاسم نے مسلسل بولتے ہوئے حتیٰ لہجے میں کہا۔

”چیف نے سر۔ آپ کی یہ شہادت میرے لئے سرمایہ فخر ہے۔“ ائین نے مسکراتے ہوئے شکرمند لہجے میں کہا اور اسی لئے دروازے پر آہستہ سے دھکم بھکی تو کرنل قاسم نے سکرین کی طرف دیکھا۔ سکرین پر دروازے کے باہر ٹام کھڑا نظر آ رہا تھا۔ کرنل قاسم نے میز پر نصب ایک مشن پریس کیا تو دروازہ کھل گیا۔ ٹام اندر آیا اور اس نے کرنل قاسم کو ادب سے سلام کیا۔ خود کار دروازہ بند ہو گیا تھا۔

”نہیں مدام۔“ ٹام نے آگے بڑھتے ہوئے مودبانہ لہجے میں کہا اور دو قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

”ٹام۔ میں نے تمہیں ایک مشن پر بھیجے کے لئے طلب کیا ہے۔ پاکیشیا میں ہمارے ممبرز مارے جا چکے ہیں اور یہاں موجود ممبرز میں سے تم سب سے زیادہ ذہین اور جرأت مند ہو۔“ کرنل قاسم نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”جینک یو چیف۔ حکم فرمائیے۔ مجھے کیا کرنا ہوگا۔۔۔۔۔ نام نے شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”جہیں آج نارمن، پورک، اسٹیو اور ویٹ کے ہمراہ اسٹیئر میں پائیکشیا جاتا ہے۔ جس پہلے تم لوگ کافرستان کے ساحلی شہر جاتے ہو۔ وہاں میک اپ کر کے تم پائیکشیا کی مسافروں کے روپ میں کسی بھی اتیر لائنز کی قریب ترین فلائٹ سے پائیکشیا پہنچو گے جہاں ہینکاک تمہاری رہنمائی کے لئے موجود ہوگا۔ کافرستان میں ہمارا ایجنٹ تمہارے لئے پائیکشیا پاچھروت اور دیگر کافغرات تیار رکھے گا۔ تم سب کو ان پاسپورٹوں کے مطابق میک اپ کرنا ہوں گے۔ باقی ہدایات جہیں ہینکاک سے ملیں گی۔“ کرنل قحاسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”رائٹ سر۔ اور کوئی حکم۔۔۔۔۔ نام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”ہمارا آخری حکم تیکدیری سائنس و ٹیکنالوجی سرڈا سلیم میک اپ ہے۔

اسے کل صبح شکار کر کے تم شہر سے باہر مضافات میں اس جگہ پہنچو گے جہاں ہینکاک پہلی کا پٹر میں تمہارا منتظر ہوگا۔ وہاں کا سفر ذیلی کا پٹر میں ہوگا۔ چاروں ساتھیوں کو تم لیڈ کرو گے اور ہینکاک کی ہدایات پر حرف بہ حرف عمل کرو گے۔“ کرنل قحاسن نے ختم لہجے میں کہا۔

”اوکے چیف۔ آپ بے فکر رہیں آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔“ نام نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب تم جاؤ اور لباس وغیرہ تبدیل کرو۔ نارمن کے آتے ہی جہیں جانا ہے۔“ کرنل قحاسن نے آخر میں کہا تو نام نے سلام کیا اور

پلیٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر آیا تو دروازہ بند ہو گیا۔

”اب تم ہینکاک کو کال کر کے اسے پروگرام کے بارے میں ہدایات دے دو۔“ کرنل قحاسن نے ایلین سے کہا تو ایلین نے جیز پر رکھا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور آن کر کے ہینکاک کو کال کرنے لگی۔

”ہیلو ہینکاک۔ ماما کالنگ۔ اوور۔“ ایلین نے پروتار لہجے میں کہا۔
”ہیلو ماما۔ ہینکاک ریسپونڈ یو۔ اوور۔“ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ہینکاک کی آواز ابھری۔

”ہینکاک۔ میری ہدایات غور سے سن لو۔ جام کی لیڈر شپ میں نارمن، پورک، اسٹیو اور ویٹ کو بھیجا جا رہا ہے۔ اسٹیئر پر وہ پانچوں پہلے کافرستان کے ساحلی شہر جائیں گے۔ وہاں سے پائیکشیا شکاروں میں وہ بذریعہ فلائٹ رات کو کسی وقت پائیکشیا پہنچیں گے اور تم اتیر پورٹ پر آؤں ریسپونڈ کرو گے۔ اوور۔“ ایلین ہینکاک کو ہدایات دینے لگی تو کرنل قحاسن نے نیا رنگارنگ ساگایا اور کلاک پر وقت دیکھنے کے بعد اس نے میز پر نصب کنٹرول مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گیا۔ دو تین سیکنڈ بعد سکرین پر ساحل دکھائی دینے لگا۔ ساحل پر نیوی بلیو یونیفارم میں لمبوں چار مسلح گارڈ اور ایک سادہ پوش شخص کھڑے تھے۔ یہ منتظر دیکھ کر کرنل قحاسن چونک پڑا۔ سادہ پوش شخص آنکھوں سے دور بین لگائے ہوئے تھا۔

”میں سمجھ گیا ہوں ماما۔ میں آج رات ہونے سے پہلے ہی کرایہ پر

بیلی کا پٹر حاصل کر لوں گا۔ اور۔۔۔ ایلن پنکاک کو ہدایات دے کر خاموش ہوئی تو پنکاک کی آواز ٹرانسمیٹر پر سنائی دی۔

”باقی ہدایات تمہیں تھوڑی دیر میں دی جائیں گی۔ کیونکہ تمہیں آج رات دسھ مشن پر بھی کام کرنا ہے۔ ہمارے کئی ممبرز سیکرٹ سروس کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور چیف نے سیکرٹ سروس سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم جولیا اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرو گے۔ اور۔۔۔ ایلن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہتر مادام۔ لیکن مجھے صرف جولیا کے فلیٹ کا ایڈریس معلوم ہے۔ اور۔۔۔ پنکاک نے دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تو کہا ہے کہ میں تھوڑی دیر بعد دوبارہ تمہیں کال کروں گی۔ میں ابھی عمران کی زبان کھلوایں گی اور عمران سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کے ایڈریس معلوم کر کے تمہیں بتاؤں گی۔ اور اینڈ آل۔۔۔ ایلن نے آخر میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے سکرین کی طرف دیکھنے لگی۔

”یہ یورن کیا کر رہا ہے چیف۔ کیا اسٹیئر آ رہا ہے۔۔۔ ایلن نے پوچھتے ہوئے کہا۔

”شاید۔ لیکن جیک نے اطلاع نہیں دی۔۔۔ چیف نے سر ہلاتے ہوئے جوابا کہا۔

”ابھی معلوم کرتی ہوں چیف۔۔۔ ایلن نے قدرے غصے سے کہا اور میز پر رکے انٹرکام کے دو بٹن پر پریس کر دیئے۔

”لیں۔ جیک بول رہا ہوں چیف۔۔۔ چند سیکنڈ بعد انٹرکام کے

لاؤڈر سے جیک کی آواز بلند ہوئی۔

”سائل پر ہیرن اور گارڈز کمرے میں جیک۔ کیا تم نے انہیں بیجا ہے۔۔۔ ایلن نے سخت لہجے میں پوچھا۔

”نیں مادام۔ اسٹیئر کنٹرول والا ہے۔۔۔ جیک نے جواب میں کہا۔

”اور۔۔۔ مگر تم نے مجھے یا چیف کو تو اطلاع نہیں دی۔۔۔ ایلن نے فیصلی آواز میں کہا۔

”سوری مادام۔ میں نے آپ کو اطلاع دی تھی۔ آپ کے کمرے میں اسکاٹس نے بتایا تھا کہ آپ سیٹ پر موجود نہیں ہیں۔ کیا اس نے آپ کو نہیں بتایا۔۔۔ جیک نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ لیکن سکرین پر اسٹیئر نہیں دکھائی دے رہا۔۔۔ ایلن نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”مادام۔ میں نے بھی مانیٹرنگ سکرین پر اسٹیئر کو نہیں دیکھا۔ چند منٹ پہلے میں نے جارجن کو کال کر کے اس کی پوزیشن معلوم کی تھی اور اس نے بتایا تھا کہ وہ سائل سے تین چار کلومیٹر کے فاصلے پر پہنچ چکے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ اسٹیئر سائل سے سو میٹر دور ہو تو دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ گیرے کی ریج اس سے زیادہ نہیں ہے۔۔۔ جیک نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اسٹیئر پہنچ جائے تو اسے چند منٹ بعد واپس جانا ہو گا۔۔۔ ایلن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اور۔۔۔ لیکن کچھ دیر پہلے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ اسٹیئر واپس نہیں

جائے گا اور نازمن وغیرہ اب یہاں رہیں گے۔۔۔۔۔ جیک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”حق آئی۔ میں نے پاکیشیا کی طرف نہ جانے کی بات کی تھی جبکہ اب اسے کافرستان کی طرف سفر کرنا ہے۔ اس سرحہ عام بھی جائے گا۔ کافرستان سے وہ لوگ پاکیشیا جائیں گے۔۔۔۔۔ ایلن نے غصیلے لہجے میں کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو کرنل تھامسن نے مخصوص جن پر نہیں کر دیا۔ ایک لمحہ بعد دروازہ کھلا اور ایک کارو۔۔۔۔۔ بہت کمرے میں داخل ہو گیا۔۔۔۔۔ کمرے میں چائے کے برتن رکھے تھے۔ ایلن کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”مجھے اجازت دیں چیف۔ ابھی عمران سے پوچھ لکھ بھی کرئی ہے۔۔۔۔۔ ایلن نے کرنل تھامسن سے کہا۔

”بھئی۔۔۔۔۔ ابھی تو آدھا دن پڑا ہے۔ چائے پی کر جاؤ۔۔۔۔۔ کرنل نے ہاتھ سے اسے پیٹنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔ گاڑی دونوں کے آگے چائے کے کپ رکھ کر واپس باہر چلا گیا اور وہ دونوں چائے پینے لگے۔ چند منٹ بعد چائے ختم کر کے ایلن ابھی تو اسی لمحے اس کی نگاہ سکرین کی طرف اٹھ گئی۔ سکرین پر ایک اسٹیر سائل کی طرف حرکت کرتا نظر آ رہا تھا۔

”چیف۔ اسٹیر آ گیا ہے۔۔۔۔۔ ایلن نے تیزی سے کہا تو کرنل تھامسن سکرین کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے فرنٹ پر ڈرائیور اور ڈرائیور کے قریب کھڑا نازمن دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل تھامسن نے ایک لمحہ بعد

انٹرکام آن کر دیا۔

”نہیں چیف۔ جیک بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ انٹرکام سے جیک کی آواز ابھری۔

”جیک۔ بورن سے کہو کہ سر سلطان کو پہلے میرے کمرے میں لائے اور نازمن وغیرہ بھی یہاں آ جائیں تاکہ مشن کے لئے میں انہیں اچھی طرح سمجھا دوں۔۔۔۔۔ چیف نے ہدایت کی اور انٹرکام آف کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ایلن۔ تم جاؤ اور عمران سے سیکرٹ سروس کے ممبرز کے ایڈریس معلوم کر کے چٹاک کو مطلع کرو۔ پھر میرے پاس آ جانا۔ کرنل تھامسن نے ایلن کی طرف دیکھ کر کہا تو ایلن نے سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھی مگر اسی لمحے انٹرکام کی تھقی بج اٹھی تو وہ پلٹ کر انٹرکام کی طرف دیکھنے لگی۔ کرنل تھامسن نے انٹرکام آن کر دیا۔

”نہیں۔ کرنل تھامسن بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل تھامسن نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اسکات بات کر رہا ہوں چیف۔ کیا مادام آپ کے پاس ہیں۔ انٹرکام سے اسکات کی مؤدبانہ آواز آئی۔

”ہاں۔ کیوں۔۔۔۔۔ کرنل تھامسن نے چوتھے ہوئے کہا۔

”جیک نے اطلاع دی ہے کہ اسٹیر پچھنے والا ہے اور میں مادام کو بتا دوں۔۔۔۔۔ اسکات نے جواب دیا تو ایلن چونک پڑی۔

”ٹائمسن۔ اب بتا رہے ہو جبکہ اسٹیر آ چکا ہے۔۔۔۔۔ کرنل تھامسن نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور انٹرکام آف کر دیا۔

قادر، مدد ملی اور تحریکوں کی کھڑکیوں سے کچھ فاصلے پر واقع پانچ نما
جزیرے کی طرف دیکھ رہے تھے جس پر پہاڑیاں اور چٹانیں دکھائی دے
رہی تھیں۔ ڈائریکٹر قلب کے قریب نارمن کے میک اپ میں کھڑا چوہان
بھی جزیرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسٹیر جزیرے کے ساحل کی طرف
بڑھ رہا تھا۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کے سبب ساحل پر کوئی انسان نظر نہ آ
رہا تھا۔

”نارمن۔ جیک کو اطلاع دے دو۔“ دفعتاً قلب نے چوہان کو
مخاطب کرتے ہوئے کہا تو چوہان نے سر ہلایا اور جیب سے نارمن کا
فرائسمر نکالا ہی تھا کہ فرائسمر سے متعلق کی مخصوص آواز ابھرنے لگی اور
چوہان نے فرائسمر آن کر دیا۔

”میلو نارمن۔ جیک کا ٹکب۔ اوور۔“ فرائسمر سے ایک مردانہ آواز
ابھری۔

”میں نارمن رسیدنگ یو۔ اوور۔“ چوہان نے نارمن کی آواز میں
کہا۔

”تم لوگ کب تک پہنچو گے نارمن۔ اوور۔“ دوسری طرف سے
جیک نے یہ سنا۔

”میں پہنچنے ہی والے ہیں۔ چند میل کا فاصلہ دو گیا ہے باقی۔ اوور۔“
چوہان نے جواب میں کہا۔

”آل رائٹ۔ میں بورن کو مطلع کرتا ہوں۔ سر سلطان کو ان کے
حوالے کر کے تم ساحل پر ہی رہنا۔ او کے رادور اینڈ آل۔“ جیک نے
آخر میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو چوہان نے بھی فرائسمر آف کر دیا۔ چند
منٹ بعد مزید کچھ فاصلے طے ہونے کے بعد جزیرے کی ساحلی پہاڑی
دوڑے سے چند افراد ٹھٹھے دکھائی دیے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ پانچواں
شخص باقی چاروں سے آگے تھے۔ وہ افراد ساحل پر آ کر رک گئے اور
پانچواں شخص دو دیرین آنکھوں سے لگا کر اسٹیر کی طرف دیکھنے لگا تو چوہان
ہوشیار ہو گیا۔ حزیہ پانچ چھ منٹ بعد دو جزیرے کے قریب پہنچے تو
ساحل پر کھڑے افراد کے حلیے واضح نظر آنے لگے۔ چار افراد نئی پلیٹ
یو یفادرم میں لمبے تھے اور ان کے کندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی
تھیں۔ پانچواں دورین والا عام لباس میں تھا اور اب وہ دورین کے بغیر
اسٹیر کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چوہان سمجھ گیا کہ وہی بورن ہے۔ چوہان
کو ایک سو کی حیثیت یاد آئی اور وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر کہیں میں آ گیا۔
تویر، خاور اور صدیقی نے اس کی طرف دیکھا۔

عمران نے ہدایات دے کر آخر میں کہا اور رابطہ ختم ہو گیا تو چوہان نے راج فرانسسز آف کر دیا۔ عمران سے رابطہ ہونے پر صدیقی اور شیخ کو بھی مشیتان ہو گیا تھا۔

”میرا خیال ہے فوراً چیف کو عمران صاحب کی پوزیشن سے آگاہ کر دو تاکہ چیف مطمئن ہو جائے۔ ایسی سائل پر پہنچنے میں مزید دو منٹ لگ جائیں گے۔“ خاور نے سائل کی طرف دیکھ کر چوہان سے کہا تو چوہان نے سر ہلایا اور خاور سے الگ ریج فرامیٹر لے کر اس پر ایکسٹرنل سے رابطہ قائم کرنے لگا۔

”کونٹا جی۔ یہاں کا ٹکڑا۔۔۔“ چوہان نے کمال دیکھ کر

”نہیں چاہتا۔ ایکسٹو اینڈنگ ہے۔“ اور..... تین چار سیکنڈ بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ عمران صاحب سے رابطہ قائم ہو گیا ہے اور وہ آزاد اور بخیریت ہیں۔۔۔۔۔ چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے عمران کی موجودہ پوزیشن اور اس کی حمایت کے بارے میں بتاتے لگا۔

”گنڈ ٹھوڑ۔ اب وہی تم لوگوں کو لیڈ کرے گا۔ اور ہاں وہاں صفدر بھی ہو گا۔ اور ایئر آل“..... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا لیکن ایکسٹو سے صفدر کے بارے میں سن کر وہ تینوں بے اختیار تھیں پڑے۔ حقیقت میں صفدر کی جزیے سے پر موجودگی کی اطلاع ان کے لئے دھماکا خیز ثابت ہوئی تھی۔

عمران کو حیرت تھی کہ بلیک زیرو نے خود آنے کی بجائے صرف چار ممبرز کو وہاں بھیجنے کا رسک کیوں لیا تھا۔ لیکن اس امر پر غور کرنے کے لئے عمران کے پاس وقت نہیں تھا۔ چوان کی کال آنے سے پہلے اس نے اتر کام پر کرنل تھامسن کو اسکاٹ کی آواز میں جنیک کی طرف سے ملنے والی اطلاع دی تھی اور کرنل تھامسن نے کہا تھا کہ اسٹیر جڑیے پر پہنچ چکا ہے۔ پھر عمران کا خیال تھا کہ سر سلطان کی حفاظت کے لئے اسے فوراً ساحل پر پہنچنا چاہیے۔ لیکن اب اپنے ممبرز کی آمد کا سن کر اس نے فیصلہ کیا تھا کہ پہلے اٹلن اور کرنل تھامسن پر قابو پانا چاہئے تاکہ وہ معوی افراد کے لئے کوئی احکامات جاری نہ کر سکیں۔ چنانچہ وہ مشین گن چاقھ میں لئے دروازے کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر اس نے تھوڑا سا دروازہ کھولا اور احتیاط سے باہر بھاٹکا۔ راجداری میں کوئی نہ تھا۔ دو کمرے چھوڑ کر تیسرا کمرہ روشن تھا اور اس کا دروازہ بند تھا۔ وہ دو کمرہ دیکھ کر

کے باہر گمرو دکھائی دے رہا تھا اور عمران کے انداز سے کے مطابق کرل تھامس اور ایلین اسی کمرے میں تھے۔ عمران کے چہرے پر بدستور غصہ پڑھا ہوا تھا اور لباس بھی اسکاٹ کا تھا۔ اس لئے فی الحال مامام، چیف اور ٹام کے سوا کسی کو علم نہ تھا کہ وہ عمران ہے۔ جام اب تک وہیں نہیں آیا تھا جس کا مطلب تھا کہ ایلین نے اسے کسی اور کام میں مصروف کر دیا تھا یا اسے عمارت سے باہر بھیج دیا گیا تھا۔ چنانچہ دو کمرے سے نکلا اور دروازہ بند کر کے چلنے والے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ وہ گمرو والی دھار کے ساتھ چلنا بدستور سے کمرے کے پاس پہنچا ہی تھا کہ دھار کے چیف کے کمرے سے اگلے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا دکھائی دیا اور عمران ایک دم رک کر یوں اٹھنٹن ہو گیا جیسے چیف کے کمرے کے باہر ڈیوٹی دے رہا ہو۔ اگلے کمرے سے ایک گارڈ باہر آیا اور ایک نظر عمران کی طرف دیکھنے کے بعد عمران کی مخالف سمت میں چل دیا۔ وہ تیزی سے قدم اٹھا رہا تھا۔ برآمدے میں پہنچ کر وہ باہر کی جانب مڑ گیا تو عمران نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔ لیکن اسی لمحے دوسری جانب کی راہداری کے پہلے کمرے سے ایک دروازہ قامت شخص باہر آیا اور عمران کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ کافی قوی ابلڑ تھا اور اس کے چہرے پر کئی پرانے زخموں کے نشانات اسے لڑاکا ظاہر کر رہے تھے۔ عمران ہوشیار ہو گیا۔ اس آدمی کے پولیسر میں مشین پستل تھا جبکہ ایک ہاتھ میں پلاسٹک لٹا اور دوسرے میں تیز دھار فٹزر تھا۔ وہ شخص برآمدے سے گزر کر آگے بڑھتے ہوئے عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

”اسکاٹ۔ کیا عمران ہوش میں ہے؟“ اس آدمی نے چند قدم دور سے ہی عمران کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ میں مامام کو بتانے آیا تھا مگر تمہیں دیکھ کر رک گیا۔ تم کہاں جا رہے ہو؟“ عمران نے اسکاٹ کے لب و لہجے میں کہا۔

”مامام نے حکم دیا ہے کہ عمران کی زبان کھلو کر اس سے ٹیکرٹ مروں کے نمبرز کے ایڈریس معلوم کئے جائیں۔“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پہلے مامام سے دریافت کر لو۔“ عمران بے ہوش ہے۔ ہو سکتا ہے مامام کہہ دے کہ فی الحال عمران کو بے ہوش ہی رہنے دیا جائے اور اسے لاک اپ میں بند کر دیا جائے۔“ عمران نے کہا تو وہ آدمی دروازے کے پاس دکا اور دروازے پر آہستہ سے دھتک دی۔ عمران بدستور دروازے کے پیلو میں دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ چند سیکنڈ بعد دروازہ کھلا اور دروازہ قامت شخص کمرے میں داخل ہوا تو عمران بھی بیپ میں ہاتھ ڈال کر دروازے سے اندر آ گیا۔ سامنے شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے ادھیڑ عمر اور سخت چہرے والے ایک ریٹین کو دیکھتے ہوئے عمران سمجھ گیا کہ وہی کرل تھامس ہے۔ اس کے سامنے سیاہ چست لباس میں ٹینٹی لڑکی کا رخ کرل کی طرف تھا۔ کرل تھامس نے حیرت سے دروازہ قامت کی طرف اور پھر اس کے پیچھے کھڑے عمران کی طرف دیکھا۔

”کیا بات ہے مجھ؟“ کرل تھامس نے دروازہ قامت شخص سے

جنت لہجے میں کہا۔

"جنت۔ اسکاٹ نے بتایا ہے کہ عمران بے ہوش ہو گیا ہے۔" اس آوی نے مژدبانہ لہجے میں کہا تو سیاہ پوٹ لڑکی جو مادام ایلین ہی تھی، نے فوراً چہرہ گھما کر جمز نامی شخص کی طرف دیکھا پھر عمران کو دیکھ کر بے اختیار چنگی۔

"اوہ۔ اسکاٹ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ عمران کیسے بے ہوش ہو گیا۔" ایلین نے تیزی سے پوچھا۔

"آئیے مادام۔" عمران نے اسکاٹ کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور فوراً ہی سیپ سے ریوالبور نکال کر اپنے آگے کھڑے جمز کی گردن سے لگا دیا۔ عمران کی اس حرکت پر ایلین اور کرنل تھامسن بے اختیار اچھل پڑے۔

"ہاتھ بلند نہ کرو۔ جمز۔ وہ گرتے ہیں۔ سوائچ کر ڈال دوں گا۔" عمران نے غمراہت سے بولے کہا اور جمز کے ہاتھ سے پلاسٹک اور پتھر گر گیا۔

"اوہ۔ یہ اسکاٹ نہیں، عمران ہی ہے۔" ایلین نے جھنجھکی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایلین۔ کرنل تھامسن۔ تم دونوں نے اپنی جگہ سے ذرا بھی حرکت کی تو تمہارا جمز باڈ مارا جائے گا۔" عمران نے بے حد سرد لہجے میں کہا اور ریوالبور کی نال سے جمز کی گردن بھتی تو اس نے فوراً ہی ہاتھ اٹھا دیئے۔ "عمران۔ تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ ریوالبور پھینک دو ورنہ اس مرتبہ تم سے کوئی رعایت نہیں کی جائے گی اور تمہاری آنکھوں کے

سامنے پاکیشٹائی افسروں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔" کرنل تھامسن نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ میں تم سب کی لاشیں سمندر میں شارک مچھلیوں کو کھد کے طور پر دیتے آیا ہوں کرنل پمکن۔" عمران نے جواباً زہریلے لہجے میں کہا اور اسی لمحے جمز نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا داہنا پاؤں اٹھا کر اپنے ہی عمران کی پنڈلی پر رسید کر دی۔ عمران کے حلق سے بے ساختہ کراہ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر ایک قدم پیچھے ہٹا ہی تھا کہ جمز نے تیزی سے گھوم کر عمران کے ریوالبور پر ہاتھ مارا اور دوسرے ہاتھ سے عمران کا گردن پکڑ لیا۔ عمران کے ہاتھ سے ریوالبور گر گیا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے جمز کی ناک پر زور دار مکا رسید کر دیا۔ جمز کے حلق سے ہلبلاہٹ کی نکلی اور اس نے عمران کا گردن چھوڑ کر ہاتھ اپنی ناک پر رکھ لئے۔ اس کی ناک سے خون جاری ہو گیا تھا۔ عمران نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر جمز کے پیٹ میں زور دار ٹھوکر بھائی اور وہ کھاتا ہوا ابرا ہو گیا۔

کرنل تھامسن اپنی کرسی پر بیٹھان دونوں کی فائٹ دیکھ رہا تھا جبکہ ایلین نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اپنے پیس سے پھل نکالا اور بائیں جانب کھڑی ہو کر عمران کی طرف تان لیا۔

"بس رک جاؤ عمران۔ ورنہ میں فائر کر دوں گی۔" ایلین نے دھمکی دیتے ہوئے ٹشپٹنگ لہجے میں کہا لیکن عمران نے جمز کے چہرے پر اپنا آئینی گھونسا جما دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا سیدھا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے عمران پر جھست لگائی اور عمران کو لیٹا ہوا فرش پر آگرا۔ عمران نے

گرتے ہی پٹا کھایا اور جھڑکی گردن اپنی نعل میں لے کر جھکوں سے اسے اپنے آگے گراتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جھڑنے فوراً دونوں پاؤں اٹھا کر عمران کی گردن اپنی جھکوں میں پکڑ لی اور جھڑی سے مخالف سمت میں گروٹ لی تو عمران کا جسم اسی طرف آگرا۔ جھڑ نے اپنی ناچوں کی قیمتی کھولی اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر عمران نے دونوں ہاتھ بڑھا کر اپنے سر کی طرف دوا کر دیے اور جھڑ کی جاگ بگاڑ دیکھنے سے کھینچی تو جھڑ دوسرے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکا اور پشت کے بل فرش پر آکر گر۔ عمران نے گروٹ لی اور مینڈک کی طرح اچھل کر جھڑ کے اوپر آ پڑا لیکن جھڑ نے فوراً گروٹ لی اور عمران اس کے سینے سے فرش پر لڑھک گیا لیکن اس کا مکنا جھڑ کے ہونٹوں پر پڑ چکا تھا۔ جھڑ کے حلق سے جھڑکراہ نکلی اور وہ اپنے منہ پر ہاتھ دکھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اس نے ہاتھ منہ سے ہٹایا تو اس کی ہتھیلی پر خون بھرے دو دانت دکھائی دیے۔ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی ٹھوک جھڑ کے پیلو میں پڑی اور وہ دوبارہ فرش پر لڑھک گیا۔

”رک جاؤ عمران۔ یہ آخری وارننگ ہے۔“ ایٹن نے ٹھٹکنے لہجے میں کہا تو عمران یکدم ساکت ہو گیا۔

”اور کوئی حکم سوئی۔“ عمران نے ایٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ایک لمحے کے لئے کرنل قحاسن کے چہرے پر حیرت نمودار ہوئی۔

”ہاتھ بلند کر لو عمران۔ جھڑ اسے کور کر لو۔“ ایٹن نے غصے سے دانت پیستے ہوئے پہلے عمران اور پھر جھڑ سے کہا تو عمران نے ہاتھ

اٹھائے اور کرنل قحاسن کو آنکھ مار دی۔

”کرنل قحاسن۔ بڑی زبردست لڑکی پالی ہوئی ہے تم نے۔ کتنے میں عریضی تھی۔“ عمران نے استغاثہ لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔“ قحاز سے بات کر دو عمران۔ شاید تم مجھے نہیں جانتے۔“ کرنل قحاسن نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہاری پوری ٹیم سے واقف ہوں کرنل قحاسن۔ ابکہ دنیا کی تمام ایکسیلیوں اور ان کے ایکٹیوٹوں کے بارے میں میرے پاس دستاویز رکاز ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جھڑ نے اٹھ کر عمران پر اپنا مشین پگھل جان لیا تھا۔

”عمران۔ تم نے چیف کی اسلٹ کی تو میں برداشت نہیں کروں گی۔ تمہارے باپ اور دوسرے افسران کی زندگی چیف کے ایک اشارے کی مرہون منت ہے اور ابھی تمہارے ملک کی ایک اور اہم شخصیت بھی یہاں پہنچ چکی ہے۔ ان سب کی موت کے تم ذمہ دار ہو گے۔“ ایٹن نے سخت لہجے میں عمران کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”کون سی اہم شخصیت۔ کہیں تم میرے بارہوی سلیمان کی بات تو نہیں کر رہی ہو۔“ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ تمہارے ملک کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان ہیں۔“ ایٹن نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔“ عمران نے مصغی حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”سر سلطان کو اس کمرے میں لایا جا رہا ہے۔ تم خود دیکھ لیو۔“ ایلین نے طرہ لہجہ میں کہا تو کرنل قاسم نے انتہا کام سے بٹن پر ہنس کر دیئے۔

”بٹن چلیف۔ جیک بول رہا ہوں۔“ ایک وہ لہجوں بعد انتہا کام سے آواز ابھری۔

”میرے کمرے میں دو گارڈ بھیج دو جیک۔“ کرنل قاسم نے حکمانہ لہجے میں کہا اور انتہا کام آف کر دیا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر تم بڑے آفسرز کو ہی کیوں پسند کرتی ہو جبکہ جوان افراد میں زیادہ طاقت اور نون ہوتا ہے۔“ عمران نے ایلین سے طنز یہ لہجے میں پوچھا۔

”مجھے خدشہ مت دلاؤ عمران۔ خاموش کھڑے رہو۔“ ایلین نے غصے سے جیڑے پھینچتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔ میں ہمیشہ کے لئے خاموش بلکہ بے ہوش ہو جاؤں گا۔“ عمران نے سر جلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو کرنل قاسم نے میز پر نصب ایک بٹن پر ہنس کر دیا۔ نتیجہ میں دروازہ کھلا اور دو مشین گن بردار گارڈز اندر آ گئے۔

”عمران کو کور کر لو۔ یہ ذرا بھی حرکت کرے تو اسے فوراً چھٹی کر دینا۔“ کرنل قاسم نے گارڈز کو دیکھ کر سخت لہجے میں کہا اور دونوں گارڈز نے قریب آ کر عمران کے دونوں پہلوؤں سے مشین گنیں لگا

دیئیں۔

”انتہا۔ عمران کے ہاتھ بائیس اور پیرا پنا کام شروع کر دو۔“ کرنل قاسم نے جبر کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس نے مشین پٹل اپنے ہولسٹر میں ڈالا اور اپنی ٹائی کھولنے لگا۔

”نہیں۔ ری لاؤ۔ میرے کمرے میں اسکاٹ کو بھی دیکھو۔“ ایلین نے تیزی سے جبر کو فوکتے ہوئے کہا تو وہ دروازے کی طرف بڑھلا لیکن اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی اور ایلین نے دروازے کے اوپر دوبارہ نصب سکرین کی طرف دیکھا۔ عمران نے بھی چہرہ گھما کر اس جانب دیکھا۔ سکرین پر راداری میں چند افراد کھڑے نظر آ رہے تھے اور ان میں سے ایک گارڈ نے کسی شخص کا جسم کندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ جسم سر سلطان کا ہے۔ باہر کھڑے افراد میں چار افراد گارڈز کی مخصوص یونیفارم میں تھے جبکہ پانچ افراد عام لباسوں میں تھے۔

جبر بھی رک گیا تھا۔ کرنل قاسم نے میز پر نصب بٹن پر ہنس کر دیا اور دروازہ مکمل کیا۔ جبر راستے سے ایک طرف ہو گیا اور باہر کھڑے افراد اعداد آ گئے۔

دکھائی دے رہی تھیں۔ سیاہ پوش نے جیب سے چھوٹی سی دو عدسوں والوں دو بیس ٹکائی اور آنکھوں سے دکھ کر جزیرے کی ساحلی چٹانوں کا جائزہ لینے لگا۔ پھر اس نے دو بیس آنکھوں سے بٹائی اور بوٹ کا رخ تھوڑا سا تبدیل کر کے انجن بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد بوٹ ست راہی سے ساحلی چٹانوں کے پاس پہنچا۔ سیاہ پوش نے بوٹ روک کر بوٹ سے بندھی رہی اٹھائی اور چٹان کی ایک ابھری جگہ پر رہی لیٹ کر گرہ باندھ دی۔ پھر اس نے بوٹ میں بڑی ٹائیکلون کی مضبوط اور لمبی رہی اٹھائی جس کے ایک سرے پر آہنی آنکڑا بندھا ہوا تھا۔ اس نے آنکڑے سے دو فٹ نیچے رہی پکڑی اور چند مرتبہ گھمانے کے بعد چٹان کی ہلائی سطح پر نظر آنے والے کریم کی طرف اچھالی تو آنکڑے کا سرا چٹان کی درواز میں اٹک گیا۔ سیاہ پوش نے رہی پکڑ کر دونوں ہاتھوں سے کھینچی لیکن درواز میں پھنسا ہوا آنکڑا اپنی جگہ سے نہ ٹٹکا تو سیاہ پوش نے مطمئن ہو کر رہی کے ذریعے چٹان پر چڑھنا شروع کر دیا۔ وہ رہی پکڑے چٹانی دیوار پر پاؤں جماتے ہوئے بلند ہو رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ چٹان کی درواز میں پھنسنے آنکڑے کے قریب پہنچا اور ایک ہاتھ درواز کے کنارے پر مضبوطی سے جما کر بائیں جانب ایک ابھری ہوئی جگہ پر پاؤں رکھا اور پھر دوسرا ہاتھ بھی چٹان کی سطح پر بٹھا دیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے ہتھیلیوں کے زور سے اپنے جسم کو اوپر اٹھایا اور سینے کے بل چٹان پر لیٹ کر آگے سرکنے لگا۔ دونوں پاؤں سمیٹ کر وہ چٹان پر پہنچا اور اٹھ بیٹھا۔ وہ بری طرح بانپ رہا تھا۔ سمندر کی سطح سے تھیں فٹ بلند چٹانی دیوار پر چڑھتے

چھوٹی سی موٹر بوٹ انتہائی تیز رفتاری سے سمندر کے سینے پر دوڑ رہی تھی اور اس میں صرف ایک آدمی سوار تھا۔ موٹر بوٹ میں نصب بے آواز انجن دوسری موٹر بوٹس سے چار گت زیادہ پاور فل تھا اور وہ بوٹ پانی کی سطح پر اتنی سرعت سے آگے جا رہی تھی جیسے پانی کی بہا سے تباہ ہو رہی ہو۔ سڑک پر دوڑ رہی ہو۔ موٹر بوٹ کا ڈرائیور انتہائی مہارت سے بوٹ کو کنٹرول کر رہا تھا۔ شکل سے وہ یورپین سفید فام لگ رہا تھا اور اس نے سیاہ رنگ کا جیسٹ پہن پہنا ہوا تھا۔ موٹر بوٹ شمال سے جنوب کی طرف سفر کر رہی تھی اور اس سمت میں چھوٹا سا جزیرہ نظر آ رہا تھا جو بوٹ کے راستے سے بائیں جانب واقع تھا۔ چند منٹ بعد بوٹ جزیرے کی مغربی جانب پہنچی تو سیاہ پوش نے بوٹ کا رخ جزیرے کی طرف کر دیا۔ بوٹ اس ٹاپو نما جزیرے کی مغربی جانب پہنچی تو سیاہ پوش نے بوٹ کا رخ جزیرے کی طرف کر دیا۔ اس ٹاپو نما جزیرے پر پہاڑیاں اور چٹانیں

چڑھتے اس کا جسم سینے سے شربور ہو چکا تھا۔ چتر لمحوں بعد اس کا سانس
 تھوار ہوا تو وہ اٹھا اور آگے بڑھ کر چٹان کی دوسری طرف جھانکا۔ اس
 جانب چٹان ڈھلان تھی اور پیچھے اڑنا آسان تھا۔ رشتن پتھر ٹٹ پیچھے
 تھی اور وہاں چٹانوں کی بہتات تھی۔ سیاہ پوش ڈھلان پر قدم بٹاتا ہوا
 چتر پہنچا اور پھر اسی سمت میں تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ آس پاس اور
 سامنے کی جانب بھیگی چٹانوں کے داگن بائیں سے گزرتے ہوئے
 تقریباً دو سو قدم چلنے کے بعد وہ رک گیا۔ اس نے اپنی جیب سے
 سائیکل سٹریڈ ریو اور نکالا اور دوبارہ آگے بڑھنے لگا۔ مزید کچھ فاصلہ طے
 کرنے کے بعد وہ راستے میں واقع ایک چٹان کے پیلوں میں پہنچا تو کچھ
 فاصلے پر ایک وسیع و عریض میدان میں سفید رنگ کی عمارت دیکھ کر رک
 گیا۔ اس چٹان سے عمارت کا فاصلہ پچاس ساٹھ قدم سے کم نہیں تھا۔
 اس جانب عمارت کا محبت تھا اور عمارت دائیں سے بائیں گھیلی ہوئی
 تھی۔ عمارت کی چھت پر چتر لٹھیا اور ایک یوسٹر نصب تھا۔ لیکن اس
 جانب کوئی ذی روح نظر نہ آ رہا تھا۔ ابھی وہ عمارت کا جائزہ ہی لے رہا
 تھا کہ اچانک اس کی بائیں جیب سے سٹی کی مخصوص آواز ابھرے گی تو
 اس نے چہکتے ہوئے چٹان کی آڑ کی اور جیب میں ہاتھ ڈال کر پاکٹ
 سائزر ریڈیو نما آلہ نکال لیا جو دراصل ٹرانسمیٹر تھا اور اسی سے گٹل کی آواز
 آ رہی تھی۔ سیاہ پوش نے ٹرانسمیٹر کا ایک ٹیپ پریس کر دیا۔
 ”بیٹو چیف۔ چہان کالگ۔ اور۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک مودیہ آواز
 بلند ہوئی۔

”ایس چہان۔ ایکسلو اینڈنگ یو۔ اور۔۔۔ سیاہ پوش نے بھرائی
 ہوئی آواز میں کہا جو دراصل بلیک زیرو تھا۔
 ”چیف۔ عمران صاحب سے رابطہ قائم ہو گیا ہے اور وہ آزاد اور
 بحیرہ میں ہیں۔۔۔ چہان کی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے اطمینان کا
 سانس لیا۔ دوسری طرف سے چہان کے ہاتھ عمران کی پوزیشن اور اس
 کی ہدایات بتا رہا تھا۔
 ”گلف ٹیوز۔ اب وہی تم لوگوں کو ٹیڈ کرے گا۔ اور ہاں۔ وہاں صفہ
 بھی ہو گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔ بلیک زیرو نے تیزی سے کہا اور ٹرانسمیٹر
 آف کر دیا۔ بلیک زیرو چہان کی طرف سے ان کی گرین سیٹ سے
 روکھی کی اطلاع ملنے ہی علیہ بدل کر ہاتھ مندر سے چل پڑا تھا۔ بندر
 گاہ پر سیکرٹ سروس کی سوشل سولر بوٹ ہمیشہ موجود رہتی تھی جو عمران نے
 ایئر جنسی مقاصد کے لئے اپنی عمرانی میں تیار کرانی تھی اور اس بوٹ کا علم
 صرف عمران اور بلیک زیرو کو تھا اور اس کی حفاظت پر نیوی کا ایک گارڈ
 مامور تھا۔ بلیک زیرو نے عمران سے واقع ٹرانسمیٹر پر بات کر۔۔۔ نے کا ارادہ
 کیا لیکن پھر ملاتی کر دیا کہ ہو سکتا ہے عمران کال ریسیو کرنے کی پوزیشن
 میں نہ ہو۔ اس نے زیرو فور کا ٹرانسمیٹر جیب میں رکھا اور چٹان کی آڑ
 سے نکل کر محض انداز میں عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ
 سیکرٹ سروس کے ممبرز ساحل پر پہنچ چکے ہوں گے جو بوٹزن سے حاصل
 شدہ معلومات کے مطابق اس عمارت کے فرنٹ کی جانب تقریباً سو قدم
 کے فاصلے پر تھا اور ساحل سے وہاں تک ایک قدرتی راستہ تھا جو ساحلی

چٹانوں سے گزرتا تھا۔

عمارت کے عقب میں پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ عمارت کے دائیں پہلو کی جانب چلے لگا۔ نگر پر پہنچ کر اس نے آڑ سے دوسری طرف دیکھا تو عمارت کے اس پہلو پر کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔ چنانچہ وہ عمارت کے پہلو میں چلے لگا۔ وہ نگر پر پہنچا ہی تھا کہ دوسری طرف سے انسانی آوازیں سنائی دیں اور بلیک زیرو دکھ گیا۔ پھر دیوار سے چپک کر اس نے چہرہ تھوڑا آگے کر کے عمارت کے فرش کا جائزہ لیا تو عمارت کے برآمدے میں دو مسلح گارڈ داخل ہوتے نظر آئے جبکہ ایک گارڈ برآمدے کے باہر کھڑا اندر جانے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس گارڈ کے سوا عمارت کے باہر کوئی شخص موجود نہ تھا۔ بلیک زیرو نے گارڈ کو مڑتے دیکھا تو فوراً چہرہ پیچھے ہٹا لیا۔ اس گارڈ کی موجودگی میں اندر جانا ممکن نہیں تھا۔ اگر وہ بے آواز رہا اور سے گارڈ کو نشانہ بناتا تو اس بات کا امکان تھا کہ برآمدے میں بھی کوئی گارڈ موجود ہو اور اپنے ساتھی کو گرفتار دیکھ کر مزید گارڈز کے ساتھ باہر نکل آئے جبکہ بلیک زیرو خاموشی سے اندر پہنچنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اور اس نے زمین پر پڑا ایک پتھر اٹھا کر گارڈ کی طرف اچھال دیا۔ پتھر ملی زمین پر پتھر گرنے کی آواز بلند ہوئی اور بلیک زیرو انتظار کرنے لگا۔ دوسری طرف سے قدموں کی آہٹیں ابھرے لگیں تو بلیک زیرو دیوار سے چپک گیا۔ آہٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی ج رہی تھیں۔ دوسری سمت سے دھوپ کی روشنی میں اس آدمی کا سایہ زمین پر حرکت کرتا ہوا قریب پہنچ رہا

تھا اور بلیک زیرو اس کے سامنے پرنگا ہیں گاڑے ایکشن کے لئے اترت تھا۔ پھر جو پٹی دوسری جانب سے آنے والا گارڈ بلیک زیرو کی جانب مڑا، بجلی سی کوندی اور وہ گارڈ کھٹکے ہوئے شہیر کی مانند بلیک زیرو کے سامنے زمین بوس ہوتا چلا گیا۔ بلیک زیرو نے اس کی گردن پر کرائے کا مخصوص وار کیا تھا اور کھڑی پتیلی کی ایک ہی ضرب نے گارڈ کی گردن توڑ ڈالی تھی۔ بلیک زیرو نے اسے کھینچ کر دیوار کے ساتھ ڈالا اور وہ بارہ فرسٹ کی طرف بھاگا۔ پھر وہاں کسی کو نہ پا کر وہ آڑ سے لٹکا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

لباس والے نے موڈ بان لہجے میں کہا۔

”عمران۔ تمہارے ڈیڑی کو اپنے دوست سر سلطان سے مل کر بہت خوش ہوگی اور انہیں یہ بھی پتا چل جائے گا کہ تم اور تمہاری سیکرٹ سروس انہیں بچانے میں کس بڑی طرح ناکام رہی ہے۔“ کرنل قاسم نے عروں کی طرف دیکھتے ہوئے طنز لہجے میں کہا 7 اہلن بھی عروں کی طرف دیکھ کر حقیر آمیز انداز میں مسکراتے گئے۔

”کرنل جیکن۔ مجھے شرمندہ مت کرو اور یہ بتاؤ کہ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔“ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”چپ لٹ۔ یہ نام قاسم ہے۔ باقی رہی خدمت کی بات تو ہم خود تمہاری خدمت کریں گے۔“ اپنا نام گاڑے جانے پر کرنل قاسم نے غضبناک لہجے میں کہا۔ پھر اس نے بورن کی طرف دیکھا۔

”بورن۔ گارڈز کو لے جاؤ باقی لوگ یہاں ٹھہریں۔ انہیں بریف کرتا ہے۔“ کرنل قاسم نے بورن سے کہا۔

”چیف۔ کیا سر سلطان کو بھی لے جائیں۔“ بورن نے پوچھا۔

”نہیں۔ بعد میں لے جاتا۔ فی الحال عمران کے سامنے سر سلطان کو اذیت دینی چاہئے گی۔“ کرنل قاسم نے سخت لہجے میں کہا تو بورن نے چاروں گارڈز کو اشارہ کیا اور پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ گارڈز کے ہمراہ دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ اب کمرے میں چوہان، تنویر، خاور، صدیقی، کرنل قاسم اور مادام کے سوا کوئی نہ تھا۔ جبکہ عمران ایک طرف دو گارڈز کی مشین گولوں کی زد میں ہاتھ اٹھائے کھڑا تھا اور

کرنل قاسم اور مادام اسیں بھی کمرے میں داخل ہوتے۔ دلوں کی طرف دیکھنے لگے تھے۔ سب سے آگے چلنے والے گارڈ نے کندھے پر کسی بے ہوش جسم کو اٹھا رکھا تھا۔ اس کے ساتھ چلنے والا ایکریٹین سادہ لباس میں تھا۔ ٹارگن اور اس کے تین ساتھیوں کے علاوہ تین گارڈز اور تھے جو اندر آ کر دروازے کے پاس دک گئے تھے۔ چوتھے گارڈ نے بے ہوش آدمی کو فرش پر ڈال دیا جو اوپر سر پا کھینچا تھا۔ عمران کو چونکہ پہلے ہی علم تھا کہ ٹارگن اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں سیکرٹ سروس کے نمبرز ہیں۔ اس لئے اس نے فوراً ہی اپنے ساتھیوں کو پہچان لیا تھا جبکہ فرش پر پڑے شخص کو دیکھ کر وہ چونک پڑا تھا۔

”بورن۔ کیا یہی سر سلطان ہے۔“ کرنل قاسم نے بے ہوش شخص کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”بس چیف۔ ہمارے آدمی اس کو پاکیشیا سے لائے ہیں۔“ سادہ

جبر بھی دی لینے پورن کے ساتھ ہی باہر چلا گیا تھا۔ ایک منٹ بعد جبر دی لئے کمرے میں داخل ہوا۔ شاید کرنل قحاسن نے دروازے کے آٹو لک سسٹم کا جین مستقل پر لیس کر دیا تھا۔ جبر اندر آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹائیکون کی مضبوط دی تھی۔

”عمران۔ کیا تم ٹیکسٹ سروس کے ممبرز کے ایڈریس بتاؤ گے یا تشدد برداشت کر رہے ہو۔“ ایلن نے عمران سے کہا۔

”نہیں۔ مجھ سے تشدد برداشت نہیں ہو سکے گا۔ مجھے تو پہلے ہی دانش روم جانے کی جلدی ہے۔ میری جگہ تم اور کرنل قحاسن تشدد برداشت کر لیں تو شکر گزار رہوں گا۔“ عمران نے گہرا کراہت سے لہجے میں کہا۔

”آل رائف۔ جبر۔ اسے کرسی پر بٹھا کر اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دو۔“ ایلن نے جبر سے چٹھان لہجے میں کہا۔

”پہلے سر سلطان کو ہوش میں لاؤ۔“ عمران نے تیزی سے کہا۔

”کیوں۔“ کرنل قحاسن نے حیرت سے عمران کو گھورا۔

”مجھے لگتا ہے سر سلطان مر چکے ہیں۔ اگر یہ زندہ ہوتے تو میں تمہیں

ٹیکسٹ سروس کے ممبرز کے علاوہ ہیڈ کوارٹر کا ایڈریس بھی بتا دوں گا جہاں روزی اور کراؤن قید ہیں۔“ عمران نے پاٹ لہجے میں کہا تو کرنل قحاسن نے فوراً سر سلطان کی طرف دیکھا۔ سر سلطان فرش پر دراز چلکس جھکا رہے تھے۔

”دیکھو۔ یہ زندہ ہیں اور انہیں ہوش آ رہا ہے۔“ کرنل قحاسن نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

”میں کہاں ہوں۔“ سر سلطان نے حیرت بھری نگاہوں سے کرنل قحاسن کی طرف دیکھتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

”آپ ابھی قبر سے باہر ہیں جناب۔ قبر نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔“ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سر سلطان نے سر جھکا کر عمران کی طرف دیکھا۔

”اوہ۔ تم۔ تم عمران ہو۔“ سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا اور اٹھ بیٹھ۔

”پہلے عمران ہی قحاسن۔ مگر کرنل قحاسن نے مجھے شیطان بننے پر مجبور کر دیا ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مگر میں کہاں ہوں۔ یہ کون سی جگہ ہے۔“ سر سلطان نے اصرار اور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”سر سلطان۔ آپ اٹھ کر کرسی پر بیٹھ جائیں۔ اس وقت آپ پائیکیا سے باہر ہیں۔“ کرنل قحاسن نے سخت لہجے میں کہا۔

”پ۔ یہ کون کون ہے۔“ سر سلطان نے اٹھتے ہوئے ایلن کی طرف دیکھ کر کہا۔

”یہ کرنل قحاسن کی ناجائز اولاد مس ٹیلن ہیں جناب۔ لیکن مجھ سے شادی کر کے جائز ہو جائے گی۔ آپ کو پسند ہے تو آپ اس سے شادی کر لیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل قحاسن نے غصہ ناک نگاہوں سے عمران کی طرف دیکھا۔

”نہیں بیٹے۔ مجھ بیڑے کی اب شادی کی عمر نہیں دی۔ تمہارے

لئے مناسب رہے گی۔۔۔۔۔ سلطان نے امین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
اور عرض سے کھڑے ہو کر کرسی کی طرف بڑھے۔

”انکار مت کریں جناب۔ پوری نہیں تو آدھی ہی لے لیں۔ آپ
کے انکار سے بہ چاری کا دل ٹوٹ جائے گا اور میرے پاس تو بٹلی یا
ہینگ مشون بھی نہیں ہے کہ اس کا دل جوڑ سکوں۔“ عمران نے اصرار
کرتے ہوئے کہا۔

”جیسا ہے عمران۔ تم عند کرتے ہو تو میں بھی تنہا رہی مگر شیطان
بن جاتا ہوں۔“ سلطان نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو امین غصے سے سر
سلطان کو کھوہنے لگی جو کرسی کے پاس آ کر ٹھہر گئی تھی۔ چوہان، خاور
اور صدیقی عمران کے مزاحیہ جملوں پر ہنسل اپنی مسکراہٹ مضہ کر رہے
تھے جبکہ وہ سلطان کی باتوں پر حیران ہو رہے تھے۔ اسی لمحے میز پر
رکھے ٹرانسمیٹر سے ہنسل کی خوشنویسی ابھرنے لگی تو کرنل قاسم نے
ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ہنگاک کالنگ۔ اور۔۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ہنگاک کی آواز
ابھری۔

”میں چیف انٹینڈنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل قاسم نے کہا۔

”چیف۔ کیا سر سلطان آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ ہنگاک
کی آواز آئی۔

”ہاں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل قاسم نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

”دراصل۔ سر سلطان کے افوا پر شہر میں کوئی ایسی نقل و حرکت نہیں
دکھائی دے رہی جس سے اندازہ ہو کہ پولیس یا دوسرے فوجوں کو ان کے
افوا کا علم ہو چکا ہے۔ میں نے ابھی ابھی سر سلطان کے مفس فون کر
کے ان کے بارے میں پوچھا تو آپ بڑے بتایا کہ آج وہ دیوبند پر نہیں
آئے اور گھر پر ہیں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہنگاک نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا تو کرنل قاسم اور امین نے چونکتے ہوئے سر سلطان کی
طرف دیکھا۔ سحر، چوہان، خاور اور صدیقی کو بھی حیرت ہوئی۔

”گتا ہے کسی وجہ سے سر سلطان کے افوا کی خبر کو چھپایا جا رہا ہے۔
اور۔۔۔۔۔ کرنل قاسم نے ٹرانسمیٹر پر کہا۔

”چیف۔ مجھے شبہ ہے کہ اصل بات کوئی اور ہے۔ کیونکہ افوا کئے
جانے والے آفیسرز میں سے سر سلطان سب سے اہم اور نمایاں شخصیت
ہیں۔ ان کے افوا پر تو پوری حکومت میں ہنسل اور کیرام کچ جانا چاہتے تھے
جبکہ حکومت ایسے شوکر رہی ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اور وہ واقعی
اپنے گھر میں ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ ہنگاک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ واقعی حیرت کی بات ہے ہنگاک۔ تم کسی طرح معلوم کرو کہ سر
سلطان کے افوا کو کیوں پوشیدہ رکھا جا رہا ہے اور ان کے گھر میں ان کی
جگہ کون ہے۔ ہو سکتا ہے ان کے گھر والوں کی تسلی کے لئے حکومت نے
کسی شخص کو سر سلطان کا ہم شکل بنا کر گھر بھیج دیا ہو یا اکیسٹو نے کوئی
چکر چلایا ہو۔ اور۔۔۔۔۔ کرنل قاسم نے ہنگاک کو ہدایات دیتے ہوئے
کہا۔

خوبصورت لڑکیاں ان کی آنکھوں پر مرثیں اور یہ بھی آنکھوں سے اشارے بازی کر سکیں۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "شٹ اپ۔ تم اپنی چونچ بند رکھو۔" کرنل تھامسن نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہلو۔ تم کون ہو۔ اور سر سلطان کہاں ہے۔" ایٹن نے سر سلطان کو گھورتے ہوئے کہا اور وہی لمحے عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کرنے کے بعد کئی آنکھوں سے دونوں طرف گھڑے گاؤڑ اور چمڑ کی طرف دیکھا۔ وہ تینوں سر سلطان کی طرف دیکھ رہے تھے۔
 "میں سلطان ہوں۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو؟" سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ صرف مجھے چاہتی ہے۔ کیونکہ آپ کی آنکھیں اپنی نہیں کرایہ کی ہیں۔" عمران نے ہنس کر کہا تو ایٹن نے غصے سے عمران کی طرف دیکھا عی تھا کہ سر سلطان نے بجلی کی تیزی سے ایٹن کے ہاتھ پر ہاتھ رسید کرتے ہوئے اسے دبوچ لیا۔ ایٹن کے ہاتھ سے ہاتھ گر گیا اور اس نے سر سلطان کے بازوؤں کے گھیرے سے نکلنے کے لئے سر سلطان کے جڑے پر گھونسا رسید کر دیا۔ لیکن سر سلطان نے فوراً ہی اپنا چہرہ پیچھے ہٹایا اور ایٹن کو سمجھا کر اس کی گردن کے گرد اپنا بازو لپیٹ لیا۔ عمران نے سر سلطان کے حرکت میں آتے ہی ہاتھ نیچے کر کے دونوں کہنیاں دائیں بائیں گھڑے گاؤڑ کے سینے میں رسید کیں اور وہ کہا جے ہوئے پیچھے بٹے تو عمران نے پلٹ کر ایک گاؤڑ کے جڑے پر گھونسا بجا دیا۔ اسی لمحے

"نہیں چیف۔ سر سلطان کا ہم شکل گھر میں نہیں۔ یہاں موجود ہے۔ اور۔۔۔ ایٹن نے ایک دم ہاتھ کا رخ سر سلطان کی طرف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو کرنل تھامسن نے چونکتے ہوئے سر سلطان کی طرف دیکھا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔" کرنل تھامسن کے منہ سے حیرت بھری آواز نکلی۔
 "یہ شخص سر سلطان نہیں ہے چیف۔ ان کے میک اپ میں کوئی اور ہے۔" ایٹن نے سر سلطان کو گھورتے ہوئے کہا تو کرنل تھامسن اچھل پڑا۔

"ہٹا۔ چند منٹ بعد دوبارہ کالی کرنا۔ اور اینڈ آل۔" کرنل تھامسن نے مضطربانہ لہجے میں کہا اور فرانسسز آف کر کے دوبارہ سر سلطان کی طرف غصے سے دیکھنے لگا۔
 "تمہیں کیسے اندازہ ہوا کہ یہ سر سلطان کے میک اپ میں کوئی اور ہے۔" عمران نے ایٹن کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس کے خود بخود ہوش میں آنے پر۔ جبکہ اس کی آنکھیں ایک بوڑھے آدمی کی بجائے جوان شخص کی آنکھیں لگ رہی ہیں۔" ایٹن نے مسکراتے ہوئے قافیانہ انداز میں کہا۔

"اصل میں انہوں نے گزشتہ برس اپنی بوڑھی آنکھیں کسی اندھے کو علیہ کر دی تھیں اور ایک نوجوان کی آنکھیں گواہی تھی تاکہ تم جیسی

بجز حیزی سے عمران کی طرف لپکا ہی تھا کہ عمران نے گھوم کر اس کے پیٹ میں اسے رسید کی اور بجز کراہتا ہوا لڑکھڑا کر دیوار سے جا لگا۔

”عمران کو چھٹی کر دو نارمن“..... کرنل تھامسن نے کرنی سے اٹھے ہوئے چیخ کر کہا اور اسی لمحہ ایلن نے سر سلطان کے پیٹ میں کئی رسید کر دی۔ سر سلطان کی اس کی گردن پر گرفت ختم ہو گئی اور ایلن نے پلٹ کر سر سلطان کے پیٹ میں گھونسا رسید کرنے کی کوشش کی مگر سر سلطان نے فوراً ہی اس کی کھائی بند کر چنگل سے سمیٹی اور سوز کر اس کی پشت سے لگاتے ہوئے دوبارہ اس کی گردن دوسرے بازو میں جکڑ لی۔

”نارمن۔ ستافیس تم نے“..... کرنل تھامسن نے غصیناک لہجے میں کہتے ہوئے عمارت کی طرف دیکھا اور اسی لمحے دوسرے کارڈ نے سبیل کر عمران کی پشت سے مشین گن لگا دی۔

”خبردار۔ اب کوئی حرکت کی تو فائر کر دوں گا“..... گارڈ نے چیخ کر عمران سے کہا تو عمران اپنی تیکہ سناکت ہو گیا۔ ایلن سر سلطان کی گرفت میں بے بس تھی اور ایک ہاتھ سے اپنی گردن چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

”مسٹر سلطان۔ ایلن کو چھوڑ دو۔ ورت عمران کا خاتمہ کر دیا جائے گا“..... کرنل تھامسن نے میز پر نصب ایک بین پریس کرتے ہوئے سر سلطان سے کہا اور فوراً ہی باہر خطرے کا سائنل گونجنے لگا تو چوہان اور دوسرے مجبور نے ایک دم ریوا اور نکال کر تینوں گارڈز، ایلن اور کرنل تھامسن پر تان لئے۔ کرنل تھامسن نے حیرت سے ان کی طرف دیکھا اور

اسی لمحے نارمن نے جیمو پر فائر کر دیا جو فرش سے مشین گن اٹھانے لگا تھا۔ وہ چیخ کر فرش پر گر کر رہنے لگا۔

”اوہ۔ تم نے بجز پر فائر کیوں کیا نارمن“..... کرنل تھامسن نے غرات ہوئے چوہان سے کہا تو اسی لمحے عمارت سے عمران کے پیچھے کمرے گارڈ کے سر کا نشان لگنے لگا۔ گارڈ کے سر میں سوراخ ہو گیا اور وہ چیخ بھری فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے حیزی سے اس کی مشین گن اٹھالی۔ باہر سے دوڑتے قدموں کی آہٹیں ابھر رہی تھیں۔

”ویٹ۔ تم لوگ پاگل تو نہیں ہو گئے ہو“..... کرنل تھامسن نے غصیناک لہجے میں چیخ کر کہا۔

”یہ نہیں۔ میں پاگل ہو گیا ہوں کرنل“..... عمران نے ہنس کر کہا اور اسی لمحے باہر سے دوڑتے قدموں کی آہٹیں قریب آ گئیں اور عمران نے فوراً ہی گھوم کر مشین گن کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ دروازے میں دو گارڈ نمودار ہوئے اور عمران نے فائر کھول دیا۔ وہ دونوں گارڈز چھٹی ہو کر باہر ہی گر گئے۔ اسی لمحے ایلن نے سر سلطان کے پیٹ میں کئی رسید کر دی۔ سر سلطان کے حلق سے کراہ نکلی اور وہ ذرا پیچھے ہٹ گئے۔ ایلن نے آزاد ہوتے ہی پلٹ کر سر سلطان کے چہرے پر گھونسا رسید کر دیا لیکن سر سلطان نے اس کا گھونسا کھائی پر روکتے ہوئے جواباً ایلن کے جڑے پر گھونسا رسید کیا اور ایلن اچھل کر پشت کے بلی دیوار سے جا ٹکرائی۔ سر سلطان نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر ایلن پر جست لگائی لیکن ایلن پھرتی سے ایک طرف ہٹ گئی اور سر سلطان دیوار سے ٹکرا گئے۔

ایلیں نے تیزی سے اپنے کان کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن دوسرے ہی لمحے چیخ کر اپنا بازو تھام لیا جس میں سوراخ ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سرد آواز گونجی۔

”غیردار۔ تم نے دوبارہ کان کی طرف ہاتھ بڑھایا تو دوسرا ہاتھ بھی بے کار کر دوں گا۔“ سرد آواز سے ایک سرد آواز سنائی دی۔

آوازیں کر سیکرٹ سروس کے نمبرز بے اختیار اچھل پڑے اور عمران کو بھی حیرت کا جھٹکا دکھا۔ سرد آواز سے جس ایک سیاہ پوش ہاتھ میں سرسبز اور لٹے کھڑا تھا۔ اس کے پیڑے پر نقاب تھا۔ کرنل قحاسن اور ایلیں نے بھی حیرت سے سیاہ پوش کی طرف دیکھا۔

”تم۔ تم کون ہو؟“ کرنل قحاسن کے منہ سے شدید حیرت کے باعث سرسراہٹ ہوئی آواز ٹھلی اور اسی لمحے سیاہ پوش نے دیوار کے پاس کھڑے دوسرے گارڈ پر قہر کر دیا۔ سوئی گارڈ کے سینے میں گئی اور دو چیخ مار کر فرش پر گر گیا۔

”یہ تمہارا باپ ایکسٹو ہے کرنل قحاسن اور میرے لئے ایلیں کا رشتہ لینے آیا ہے۔“ عمران نے گمن کا رخ کرنل قحاسن کی طرف کرتے ہوئے اپنے خاص انداز میں کہا تو کرنل قحاسن کا چہرہ ایک دم زرد پڑ گیا۔ سر سلطان نے ایلیں کا پھل اٹھا کر ایلیں کے سر سے لگا دیا تھا۔ سائزن بدستور چیخ رہا تھا۔

”عمران۔ سائزن آف کر دو۔ کرنل قحاسن کے تمام ماتحت ختم ہو چکے ہیں۔“ سیاہ پوش ایکسٹو نے عمران سے کہا۔

”کرنل ایکسٹو۔ تم خود سائزن بند کر دو۔ کیونکہ بقول کھوش اب یہاں کوئی نہیں، کوئی نہیں آئے گا۔ اگر کوئی دوسرا ایلیں دبانے کی کوشش کیا تو چھلنی کر ڈالوں گا۔“ عمران نے قریب آ کر کرنل قحاسن کے پیلو سے مشین گن لگاتے ہوئے کہا تو کرنل قحاسن نے لڑتے ہاتھ سے سائزن کا ٹکڑا آف کر دیا اور سائزن بند ہو گیا۔

”چیف۔ آپ ریئر جیک اور یونان کے ساتھ کارڈز۔“ عمران نے ایکسٹو سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ سنو۔“ ایکسٹو کے ساتھ کیمپز روم میں تھا جنہیں وہیں ختم کر دیا۔ گارڈز میں سے دو کو تم نے ختم کیا اور دوسرے ہاتھوں مارے گئے جو ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ ایکسٹو کے روم میں موجود بلیک ڈیوڈ نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یعنی کہ خس کم جہاں پاک۔“ عمران نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ آپ نے بتایا تھا کہ صندوق یہاں موجود ہے۔ ہمیں تو وہ نہیں ملا۔“ جنویر نے مؤدبانہ لہجے میں ایکسٹو سے کہا۔

”تو اب مل لو۔ وہ ایلیں کے سر پر سوار ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چوہان، تنویر، خادو اور صدیقی حیرت سے اچھل پڑے اور سر سلطان کو دیکھنے لگے جو واقعی صندوق ہی تھا۔ فرش پر بیٹھی ایلیں نے بھی حیرت سے صندوق کی طرف دیکھا اور بے بسی سے ہونٹ چبانے لگی جبکہ کرنل قحاسن حیرت سے آنکھیں پھاڑے صندوق کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عمران صفر کو پہلے ہی پہچان چکا تھا اس لئے وہ پرسکون رہا تھا۔ البتہ بلیک زیرو کی آمد اس کے قلبی خلاف توقع تھی۔

”کرل تھامسن۔ تم جبرت زدہ ہو۔ شاید تمہیں توقع نہیں تھی کہ آخری حکمران سے پہلے ہی تم خود حکمران ہو جاؤ گے اور تمہاری کوششوں پر پانی بھر جائے گا۔ کیوں“..... بلیک زیرو نے کرل تھامسن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

”کیونکہ اس نے سمندر میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا“..... عمران نے جلدی سے کہا تو اس کے سامنے بے اختیار منسکرانے لگے۔

”مگر آپ اپنے ملک اور عوام کی حفاظت سے کسی کوتاہی نہیں کرتے کرل تھامسن۔ تم اپنی حکومت کے پلان کی تکمیل کے لئے یہ سوچ کر پہلے آئے کہ پاکیشیا کے محاذ ناقل اور کمزور ہیں اور تم با آسانی اپنا مشن مکمل کر لو گے لیکن نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ تم تین اہم شخصیات کے انوا میں کامیابی حاصل کر کے اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ عمران کے انوا کے بعد تمہارا راستہ روکنے والا کوئی نہیں رہا۔ اس خوش فہمی کے سبب ہی تم نے سر سلطان کو انوا کرانے کی حماقت کر ڈالی“..... بلیک زیرو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”چیف۔ ان لوگوں کا کیا پلان تھا“..... چوہان نے پوچھا۔

”ارے یار۔ کرل تھامسن سے پوچھو۔ چیف ان کی سازش میں شریک تو نہیں تھے“..... عمران نے ہنس کر کہا۔

”شف آپ۔ جاؤ۔ اپنے ڈیوٹی اور دوسرے ملوثی افران کو دیکھو۔ وہ

راہداری کے آخری تین کمروں میں قید ہیں“..... بلیک زیرو نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو عمران نے سر ہلایا اور کمرے سے نکل گیا جبکہ چوہان نے آگے بڑھ کر کرل تھامسن کی کمرے سے رہا اور لگا دیا۔

”چوہان۔ ہمارے صدر مملکت برقیہ سے براہ شکرانہ کا دورہ کرتے

ہیں۔ ان کے پہلے دورے کی کامیابی سے ایکریمیا اور اسرائیل کے علاوہ کافرستان کو بھی اندیشہ ہوا کہ شوکران سے پاکیشیا کا اتنا زیادہ میل جول ان ملکوں کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اور پاکیشیا شوکران سے عام صنعتی اور معاشی تبادلات کے علاوہ خطرناک ہتھیار یا ٹیکنالوجی بھی حاصل کر رہا ہے جو کافرستان اور اسرائیل کے خلاف استعمال کی جا سکتی ہے۔

کافرستان اور اسرائیل نے ایکریمیا سے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے ایکریمیا کو پاکیشیا کے خلاف درخشاہ کا ایکریمیا کا اتحادی ہونے کے باوجود پاکیشیا شوکران سے تعلقات بڑھا رہا ہے اور شوکران سے خفیہ قسم کے معاہدے کر رہا ہے جو کافرستان اور اسرائیل کی سلامتی کے خلاف ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ایکریمیا حکومت نے ان معاہدوں کی تفصیلات خفیہ طور پر جاننے کے لئے اپنی ایک خبرناک خفیہ ایجنسی بلیک سپائیڈر کو حکم دیا اور ایجنسی نے اپنے سوشل سیکشن ڈیوڈ ہون جس کا چیف کرل تھامسن ہے کو یہ پلان دے کر مشن پر بھیجا کہ پاکیشیا کے صدر کے ہمراہ جانے والے مختلف وزارتوں کے سیکرٹری صاحبان کو انوا کر کے ان کے جسموں میں ایک جدید ترین وائٹ فون چپ داخل کر دی جائے۔ یہ چپ ہمارے ایک روپے کے سکہ جتنی اور ایسی دھماکی کی بنی ہوئی ہے جو گوشت کے

اندر بھی محفوظ رہتی ہے اور اس کا رابطہ علماء میں موجود اکیڈمیا کے مصنفین یا سارے سے رہتا ہے۔ چنانچہ چیپ ڈالنا آزادی جو بات کرے گا یا پندرہ مربع فٹ کے امپا میں جو گفتگو کی جائے گی وہ سب آوازیں سیارے کے کچھ مڑاتر و ستاروں پر سنیں اور دیکھا نہ کر لی جائے گی۔ اس طرح شوگرمن میں صدر اور اس کے وفد کے ارکان کی شوگر مانی حکومت کے ساتھ جو بھی میٹنگ اور مذاکرات ہوں گے وہ سب اکیڈمیا کے علم میں رہیں گے..... بلیک زمرہ نے تنبیہات بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا مسٹر ایکسٹو؟“ کرنل تھا من نے

”تمہاری اس پیر ایجنٹ ایلن کے آفس سے ملنے والے کانفرنات سے جس میں ان افسران کے نام بھی لکھے تھے جنہیں انہوں نے جانا تھا۔ دوسرا ایلن کی حفاظت سے کہ اس نے سیکرٹ سروس کے ممبر کے بازو میں ویسٹی ہی چپ داخل کر دی تھی اور اسے آزاد کر دیا تھا تاکہ وہ اپنے خلاف سیکرٹ سروس کی نقل و حرکت اور کارروائی سے باخبر رہے۔ لیکن مجھے صفر کی غیر مشروط آزادی اور اس کے بے ہوشی کے دوران بازو پر لگائے گئے زخم سے شبہ ہو گیا تھا کہ کسی خاص وجہ سے اس کے بازو کو زخمی کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں نے صفر کا زخم کھولا اور چپ نکال کر ضائع کر دی۔ کچھ معلومات مجھے کراؤن سے بھی ملیں، ایلن کو عمران کی گرفت سے فرار ہوتے وقت اپنے کمرے سے کانفرنات نکالنے کا موقع نہ ملا تھا۔ تمہارے شکار افسران کے نام معلوم ہونے پر میں نے سر سلطان کی حفاظت اور تم

نیک چاہنے کے لئے صدر کو سر سلطان کے ایک آپ میں ان کے بیٹے پر
 بیجا اور جب تمہارے تین آدمی انہیں اٹھا کر کے گرین سپا کی طرف
 روانہ ہوئے تو میرے ایک مہر نے ان کا تعاقب کیا۔ پھر وہ تین صدر کو
 گرین سپا پر پہنچا کر واپس لوٹے تو میرے وہ مہمراز میں ان
 کے پیچھے لگ گئے اور جب سلوٹر اور اس کے دو ساتھیوں نے فرار ہونے
 کی کوشش کی تو میرے مہمراز نے انہیں روکنے کے لئے ان کی گاڑی کا
 میز برست کر دیا۔ نتیجے میں سلوٹر کی کار ٹرار سے ٹکرائی اور وہ تینوں
 ہلاک ہو گئے۔ ادھر میرے آدمی جو گزشتہ رات ہی اشتر پر موجود ٹارنر،
 اشتر، پور اور دیر کوٹ کو لڑا کرتے تھے، بعد ان کے روپ میں اشتر پر
 پہنچ چکے تھے۔ سر سلطان کے روپ میں بے ہوش صدر کو لے کر تمہاری
 طرف چل دیئے جبکہ تمہارے پان سمیت تمہیں دفن کرنے کے لئے
 مجھے خود آنا پڑا۔" بلکہ زبرد نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اور تمہاری قبر جانے کے لئے میں پہلے ہی شریف رکھتا تھا۔“ رفقا
عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو میکسٹ مروتس کے ممبرز
نے بے اختیار مسکراتے ہوئے عمران کی طرف دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے
کمرہ کریناک چیخ سے گونج اٹھا تو ممبرز چونک کر اینٹن کی طرف دیکھنے
لگے جو فرش پر پڑی روپ رہی تھی اور اس کے سینے سے خون کا فوارہ اٹل
رہا تھا۔ بلیک ڈیزو کے ریلو اور سے دھواں نکل رہا تھا۔ کرنل تھامسن
دہشت زدہ نگاہوں سے اینٹن کی طرف دیکھنے لگا۔ کمرے میں یکدم سناٹا
پھیل گیا تھا۔ اینٹن کا جسم چند سیکنڈ تریبا بھر ساکت ہوا چلا گیا۔

علی عمران اور پاکیشیا سکرٹ سروس کا ہنگامہ خراجہ و فخر

مکمل ٹیبل

مصنف ایکس پلان

صدر شاہین

ایکس پلان۔ مشرق وسطیٰ کے اعلیٰ نمائندہ کو جہاز کرنے کے لئے پہنچا دیا۔
کا کوئی منصوبہ۔

ایکس پلان۔ جس کی ریکارڈ شدہ کتب۔ اصل کرنے کے لئے ایکسپریس کی ہمراہ
ایمرضی طور پر ممبر روانہ ہونا چاہا۔

•• اور لڈ بیگز کی پریس ٹیم۔ یہودی سلطنت میں داخل ہوئی تو اسرائیلی کی تمام
انٹیلی جنس اور خلیہ ایجنسیاں حرکت میں آ گئیں۔ کیوں؟

•• عمران نے تو یہ جتنا ایک مشن پر روانہ کرنا چاہا تو جہاز کی کچھن کھلیں اور صدر
نے اعتراض کیا۔ کیوں؟

•• ایک پاکیشیائی ایجنٹ کو اسرائیلی انٹیلی جنس سے آزاد کرانے کے لئے عمران
اور اس کے ساتھیوں نے گل ایبیل میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ کیوں؟

•• تو میرے عمران کے اعتقاد کو قائم رکھنے کے لئے جان کی بازی لگا دی۔

•• صدر کو گرفتار کر کے موسیٰ سعد کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا گیا جہاں سے کسی کی لاش
بھی باہر نہیں آتی تھی۔

•• تو میرے اسرائیلی ایئر فورس کے بمبار طیاروں کا حملہ۔ تو میرا چھوٹا سا نو سپر
خبرہ جسے تو میرا تباہ ہونے سے نہ بچا سکا تو اس نے غضبناک ہو کر دو بمبار طیارے

"اوہ چیف۔ آپ نے تو مجھے شادی سے پہلے ہی رٹھوا کر دیا۔ اب
رٹھو دے کو کون رٹھو دینا پسند کرے گا۔" عمران نے نمزدرد لہجے میں کہا۔
"کہہ مت۔ تمہارے آئے ہو صدر جس کی طرف سے غافل ہو گیا تھا
اور ایلن نے اپنے کان سے ٹاپس اتارنے کی کوشش کی تھی اور تم جانتے
ہو کہ میں ہاتھ میں آئے شکار کو جانے کا موقع نہیں دیا کرتا۔" بلیک
زیر و نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"بس۔ سو رہی چیف۔ لیکن کرنل قحسین کا اہم ممبر ہینکاک ابھی آزاد
ہے۔ کہیں وہ شکے اٹھانے کا حاسم سمجھ کر ہویا کو کوئی مار دے۔" عمران
نے غرور سے آواز میں کہا۔

"نہیں۔ اب تک نعمانی اور جوزف اسے گرفتار کر چکے ہوں گے۔
سلوٹر اور اس کے ساتھیوں کے حاشہ کے بعد میری ہدایت پر نعمانی جانے
حادثہ پر موجود رہا تھا اور اس نے ہینکاک کو ٹرمیں کر لیا تھا جو چند منٹ
بعد اپنی گاڑی میں وہاں پہنچا تھا۔ پھر اپنے ساتھیوں کا انجام دیکھ کر فوراً
ہی وہاں سے واپس چل دیا اور نعمانی اس کا حق قب کرتے ہوئے شادمان
ہوئے جا پہنچا۔ اب تم کرنل کو باقاعدہ اور اسٹیمر پر ساتھیوں کے ہمراہ روانہ ہو
جاؤ۔ اپنے والد اور دوسرے افسران کو بھی لے جاؤ۔ پہلے انہیں ہیڈ کوارٹر
لے جانا تاکہ ان کے بازوؤں سے ڈکٹا فون چپ نکال دی جائے۔"
بلیک زیر و نے ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پلٹ کر کمرے سے نکل گیا۔

ختم شد

اور دو توجہ سبلی کا پڑھا کر اے۔

• دھمکوں کے لرغے میں پھنسے تویر نے عمران سے مدد مانگی تو عمران نے اس کی مدد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ مگر کیوں؟



قدم قدم پر خوفناک جنگ سے اور تباہیاں، ایکشن، سسٹمز اور مزاح سے لبریز
عمران اور اس کے جانناڑ ساتھیوں کا ناقابل فراموش کارنامہ

Ph: 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز

اوقاف بلڈنگ

پاک گیت

Mob: 0333-6106573

ملتان